

بالِ جبریل

اقبالؔ

اُٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں
نفَسِ سوختۂ شام و سحر تازہ کریں

(اقبالؔ)

خورشید: سورج۔ سامان تازہ کرنا: نئے سرے سے تیاری کرنا۔ نفَسِ سوختۂ شام و سحر: مراد وقت / زمانے کی بہت پرانی گردش۔ تازہ کریں: ہم اس میں کوئی انقلاب لائیں۔

فہرست

غزلیات (حصہ اوّل)

غزلیات (حصہ دوم)

رُباعیات

منظومات



حصہ اوّل



پھول کی پتّی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

(بھرتری ہری)

مردِ ناداں: بے سمجھ انسان۔ کلامِ نرم و نازک: مراد نرم لہجے والی اور ہلکی پھلکی باتیں۔ بھرتری ہری: چھٹی صدی عیسوی کے بعد کا ایک ہندو عالم و شاعر، راجہ بکرماجیت کا بھائی۔

(۱)

میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں
غلغلہ ہائے الاماں بُت کدۂ صفات میں

حور و فرشتہ ہیں اسیر میرے تخیلات میں
میری نگاہ سے خلل تیری تجلیات میں

گرچہ ہے میری جُستجو دَیر و حرم کی نقش بند
میری فُغاں سے رستخیز کعبہ و سومنات میں

گاہ مری نگاہِ تیز چیر گئی دلِ وجود
گاہ اُلجھ کے رہ گئی میرے توہّمات میں

تُو نے یہ کیا غضب کِیا، مجھ کو بھی فاش کر دیا
مَیں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں!

نوائے شوق: مراد عشقِ حقیقی میں ڈوبی ہوئی جذبوں سے پُر شاعری۔ **حریمِ ذات**: خدا تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کا ٹھکانا/ عرش۔ **غُلغلہ**: شور، ہنگامہ۔ **الاماں**: پناہ، خدا کی پناہ۔ **بُت کدۂ صفات**: یہ کائنات جس میں اہلِ بصیرت کو خدا کی مختلف صفتیں نظر آتی ہیں۔ **اَسیر**: قیدی۔ **تخیلات**: جمع تخیل، ذہن میں آئے ہوئے خیالات۔ **خلل**: فتور، رخنہ۔ **تجلیات**: جمع تجلّی، خدا کے جلوے۔ **جستجو**: تلاش، تحقیق۔ **دَیر و حرم**: مندر اور کعبہ، کفر اور اسلام مختلف دین۔ **نقشبند**: صورت گر، کسی شے کو شکل دینے والی۔ **فُغاں**: فریاد، مراد فکر انگیز شاعری۔ **رستخیز**: قیامت، ہنگامہ۔ **کعبہ و سومنات**: مراد تمام اسلامی اور کفر کے حلقے۔ **گاہ**: کبھی۔ **دلِ وجود**: کائنات کا باطن/ اندر۔ **اُلجھ کے رہ جانا**: اٹک کر (پھنس کر) رہ جانا۔ **توہّمات**: جمع توہم، وسوسے، شک، گمان۔ **فاش کرنا**: ظاہر کرنا۔ **سینۂ کائنات**: کائنات کا دل۔

(۲)

اگر کج رو ہیں انجم، آسماں تیرا ہے یا میرا
مجھے فکرِ جہاں کیوں ہو، جہاں تیرا ہے یا میرا؟

اگر ہنگامہ ہائے شوق سے ہے لامکاں خالی
خطا کس کی ہے یا رب! لامکاں تیرا ہے یا میرا؟

اُسے صبحِ ازل انکار کی جُرأت ہوئی کیونکر
مجھے معلوم کیا، وہ رازداں تیرا ہے یا میرا؟

محمدؐ بھی ترا، جبریل بھی، قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرفِ شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا؟

اسی کوکب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن
زوالِ آدمِ خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا؟

کج رو: ٹیڑھا چلنے والے۔ ہنگامہ ہائے شوق: اشتیاق یا تمناؤں اور آرزوؤں کے ہنگامے/ شور۔ لامکاں: مراد اوپر کی دنیا یعنی عالمِ قدس۔ صبحِ ازل: جب یہ کائنات تخلیق کی گئی۔ حرفِ شیریں: میٹھا یعنی عمدہ لفظ۔ ترجماں: ترجمانی کرنے والا، نمائندگی کرنے والا۔ کوکب: ستارہ، مراد انسان۔ تابانی: چمک۔ آدمِ خاکی: مراد انسان۔ زیاں: نقصان، گھاٹا۔

ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے
بتا، کیا تُو مرا ساقی نہیں ہے
سمندر سے مِلے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزّاقی نہیں ہے

شیشہ: صراحی، شراب کی صراحی۔ بخیلی: کنجوسی۔ رزّاقی: بہت رزق دینے کا عمل۔

گیسوئے تاب دار کو اور بھی تاب دار کر
ہوش و خرد شکار کر، قلب و نظر شکار کر

عشق بھی ہو حجاب میں، حسن بھی ہو حجاب میں
یا تو خود آشکار ہو یا مجھے آشکار کر

تو ہے محیطِ بے کراں، میں ہوں ذرا سی آبجو
یا مجھے ہمکنار کر یا مجھے بے کنار کر

میں ہوں صدف تو تیرے ہاتھ میرے گہر کی آبرو
میں ہوں خزف تو تو مجھے گوہرِ شاہوار کر

نغمۂ نوبہار اگر میرے نصیب میں نہ ہو
اس دمِ نیم سوز کو طائرکِ بہار کر

باغِ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں
کارِ جہاں دراز ہے، اب مرا انتظار کر

روزِ حساب جب مرا پیش ہو دفترِ عمل
آپ بھی شرمسار ہو، مجھ کو بھی شرمسار کر

گیسوئے تابدار: پیچ یا بل کھائی ہوئی زلفیں جو دلکشی کی علامت ہیں. تابدار کرنا: بل دینا، مزید دلکش بنانا. خرد: عقل. قلب و نظر: دل و نظر. شکار کرنا: موہ لینا. حجاب میں ہونا: پردے میں یا چھپے ہونا. آشکار ہونا: ظاہر ہونا، سامنے آنا. محیط بے کراں: وسیع سمندر جس کا کوئی کنارہ نظر نہ آئے. آبجو: ندی. ہمکنار کر: مراد خود میں سمو لے. بے کنار کر: وسیع یا گہرا کر دے. صدف: سیپی. آبرو: چہرے کی چمک، مراد عزت. خزف: ٹھیکری، کنکر. گوہر شاہوار کر: بادشاہوں کے لائق موتی بنا، مراد اپنی بارگاہ میں مقبول فرما. نغمۂ نوبہار: تازہ بہار کا نغمہ، مراد ملت اسلامیہ کا پھر سے عروج، مراد مذکورہ عروج کی خوشخبری دینے والا. دم نیم سوز: مراد ملت کی ناکامیوں کے سبب جلا ہوا دل/شاعری. حکم سفر: مراد حضرت آدمؑ کو جنت سے زمین پر اترنے کا حکم. کار جہاں: اس دنیا کے معاملے/ کاروبار. دراز ہے: پھیلا ہوا ہے طویل ہے. روز حساب: قیامت کا دن. دفتر عمل: وہ کتاب جس میں انسان کے نیک و برے عمل درج ہوں گے.

(۴)

اثر کرے نہ کرے، سُن تو لے مری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد

یہ مُشتِ خاک، یہ صرصر، یہ وسعتِ افلاک
کرم ہے یا کہ سِتم تیری لذّتِ ایجاد!

ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمۂ گُل
یہی ہے فصلِ بہاری، یہی ہے بادِ مراد؟

قصور وار، غریب الدّیار ہُوں لیکن
ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد

مری جفا طلَبی کو دعائیں دیتا ہے
وہ دشتِ سادہ، وہ تیرا جہانِ بے بنیاد

خطر پسند طبیعت کو سازگار نہیں
وہ گُلسِتاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیّاد

مقامِ شوق ترے قُدسیوں کے بس کا نہیں
اُنھی کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد

داد: انصاف، تعریف۔ طالب: مانگنے / چاہنے والا۔ بندۂ آزاد: آزاد، غلامی کی زندگی بسر نہ کرنے والا۔ مُشتِ خاک: مٹھی بھر مٹی، انسان۔ صَرصَر: آندھی۔ وسعت: پھیلاؤ۔ اَفلاک: جمع فلک، آسمان۔ ستم: ظلم، سختی۔ لذتِ ایجاد: مراد خدا کا اس کائنات کو پیدا کرنے کا ذوق و شوق۔ حدیثِ قدسی ہے: ''میں ایک مخفی خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں، سو میں جانا گیا''۔ ہوائے چمن: چمن کی فضا۔ خیمۂ گُل: پھول کا خیمہ۔ نہ ٹھہرنا: مراد فانی اور عارضی ہونا۔ فصلِ بہاری: موسمِ بہار۔ بادِ مُراد: خواہش کے مطابق چلنے والی ہوا۔ قصوروار: خطاکار۔ غریب الدیار: پردیسی، انسان کا اصل ٹھکانا دوسری دنیا میں ہے گویا یہاں وہ پردیسی ہے۔ خرابہ: ویرانہ، مراد یہ دنیا۔ جفا طلبی: سخت کوشی، سختیوں میں خوش رہنے کی حالت۔ وشتِ سادہ: مراد یہ دنیا جو ویران تھی، انسان نے آکر اس میں رونقیں پیدا کیں۔ جہانِ بے بنیاد: مراد عارضی و فانی دنیا۔ گھات میں ہونا: تاک میں ہونا۔ صیاد: شکاری۔ مقامِ شوق: عشق کی منزل۔ قُدسی: مراد فرشتہ۔ بس میں ہونا: قابو میں ہونا۔ زیاد: زیادہ۔

(۵)

کیا عشق ایک زندگیِ مستعار کا
کیا عشق پائدار سے ناپائدار کا

وہ عشق جس کی شمع بجھا دے اجل کی پھونک
اُس میں مزا نہیں تپش و انتظار کا

میری بساط کیا ہے، تب و تابِ یک نفَس
شعلے سے بے محل ہے اُلجھنا شرار کا

کر پہلے مجھ کو زندگیِ جاوداں عطا
پھر ذوق و شوق دیکھ دلِ بے قرار کا

کانٹا وہ دے کہ جس کی کھٹک لازوال ہو
یا رب، وہ درد جس کی کسک لازوال ہو!

زندگیِ مستعار: مرادفانی اور عارضی زندگی۔ پائدار: مضبوط، اپنی جگہ برقرار، غیرفانی، خدا۔ ناپائدار: مرادفانی، انسان۔ اَجل: موت۔ تپش: حرارت، گرمی۔ بساط: حیثیت، اوقات۔ تب و تاب: مرادچمک، جگنو کی سی عارضی چمک۔ یک نفَس: ایک پل، وقتی۔ بے محل: بے موقع، نامناسب۔ اُلجھنا: مراد ٹکر لینا۔ شرار: چنگاری، مراد انسان۔ زندگیِ جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی۔ دلِ بے قرار: عشق کے سبب بے قراری کا شکار دل۔ کھٹک: چبھن، خلش۔ لازوال: جسے فنا نہیں۔ کسک: ٹیس۔

دِلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر
حریمِ کبریا سے آشنا کر
جسے نانِ جویں بخشی ہے تُو نے
اُسے بازوئے حیدرؓ بھی عطا کر

مہر و وفا: محبت اور خلوص۔ حریمِ کبریا: خدا کی عظمت کی منزل۔ نانِ جویں: جو کی روٹی جو حضرت علیؓ کو پسند تھی۔ بازوئے حیدرؓ: مراد حضرت علیؓ کی سی قوت، خیبر جیسے کفر کے قلعہ کو توڑنے والی قوت۔

(۲)

پریشاں ہو کے میری خاک آخر دل نہ بن جائے
جو مشکل اب ہے یارب پھر وہی مشکل نہ بن جائے

نہ کر دیں مجھ کو مجبورِ نوا فردوس میں حوریں
مرا سوزِ دروں پھر گرمیِ محفل نہ بن جائے

کبھی چھوڑی ہُوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی کو
کھٹک سی ہے جو سینے میں، غمِ منزل نہ بن جائے

بنایا عشق نے دریائے ناپیدا کراں مجھ کو
یہ میری خود نگہداری مرا ساحل نہ بن جائے

کہیں اس عالمِ بے رنگ و بُو میں بھی طلب میری
وہی افسانۂ دُنبالۂ محمل نہ بن جائے

عُروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے

پریشاں ہونا: بکھر جانا، منتشر ہونا۔ مجبورِ نوا: نغمہ الاپنے یا عشقِ الٰہی کی باتیں کرنے پر مجبور۔ فردوس: بہشت۔ سوزِ دروں: دل کی گرمی جو نتیجہ ہے عشق کا۔ گرمیِ محفل: محفل کے لیے رونق۔ چھوڑی ہوئی منزل: مراد

بہشت جہاں سے حضرت آدمؑ کو زمین پر بھیجا گیا۔ راہی: مسافر، انسان۔ کھٹک: چبھن، خلش۔ دریا ئے نا پیدا کراں: وسیع سمندر جس کا کوئی کنارہ نہ ہو، عشق کے سبب انسان کا لامحدود ہو جانا۔ خود نگہداری: اپنی ذات پر نظر رکھنا، خدا کے عشق میں پوری طرح محو نہ ہونا۔ ساحل: کنارہ، مراد پھیلاؤ میں رکاوٹ۔ عالم بے رنگ و بو: یہ دنیا۔ طلب: مانگ، خواہش۔ افسانۂ دُنبالۂ محفل: محمل کے پیچھے پیچھے چلنے کی داستان، ایک دفعہ مجنوں نے لیلیٰ کو خط بھیجا، لیکن ساتھ ہی قاصد کے پیچھے پیچھے ہو لیا کہ لیلیٰ سے یہ کہنا، لیلیٰ سے وہ کہنا، یہاں تک کہ خود لیلیٰ کی منزل کے قریب پہنچ گیا۔ آدمِ خاکی: انسان۔ انجم: جمع نجم، ستارے۔ سہم جانا: ڈر جانا۔ ٹوٹا ہوا تارا: انسان جسے بہشت سے بے دخل ہونا پڑا۔ مہِ کامل: مکمل چاند۔

(۷)

دِگرگوں ہے جہاں، تاروں کی گردش تیز ہے ساقی
دلِ ہر ذرّہ میں غوغائے رستاخیز ہے ساقی

متاعِ دین و دانش لُٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی

وہی دیرینہ بیماری، وہی نامحکمی دل کی
علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی

حرم کے دل میں سوزِ آرزو پیدا نہیں ہوتا
کہ پیدائی تری اب تک حجاب آمیز ہے ساقی

نہ اُٹھا پھر کوئی رومیؔ عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گِلِ ایراں، وہی تبریز ہے ساقی

نہیں ہے نا اُمید اقبالؔ اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

فقیرِ راہ کو بخشے گئے اَسرارِ سُلطانی
بَہا میری نوا کی دولتِ پرویز ہے ساقی

دگرگوں: اُلٹ پلٹ، بدلا ہوا. ساقی: شراب پلانے والا، محبوب. غوغا: شور، ہنگامہ. رستا خیز: قیامت. متاع: پونجی، دولت. دین و دانش: مراد دین و دنیا سب کچھ. کافر ادا: انتہائی دلکش اداؤں والا محبوب. غمزہ: ناز، ادا، نخرہ. خوں ریز: خون گرانے والا، مراد عاشقوں کو پوری طرح خود میں محو کر دینے والا. دیرینہ: پرانی. ناشکیبی: مراد بے قراری یعنی پکا یقین نہ ہونے کی حالت. آبِ نشاط انگیز: سرور یا نشہ لانے والی شراب، مراد آغاز اسلام والا جوش و جذبہ اور عشقِ الٰہی. حرم: مراد ملتِ اسلامیہ. سوزِ آرزو: اعلیٰ مقاصد کے حصول کی گرمی / جذبہ. پیدائی: ظاہر ہونے کی حالت، سامنے آنا. حجاب آمیز: پردے یعنی کائنات کے مظاہر میں چھپی ہوئی. رومی: مولانا روم (وفات بمقام قونیہ ۱۷ دسمبر ۱۲۷۳ء). عجم: مراد ایران، غیر عرب علاقے. لالہ زار: جہاں لالہ کے پھول ہوں، مراد سرزمین. آب و گلِ ایراں: مراد ایران کی سرزمین. تبریز: شمس تبریزی، مرشد رومی، تبریز کے باشندے تھے۔ انھوں نے رومی میں ایک عظیم تبدیلی پیدا کی. کشتِ ویراں: غیر پیداواری کھیتی، مراد ملتِ اسلامیہ جو جہد و عمل سے بیگانہ ہو کر غلامی کی زندگی بسر کر رہی ہے. نم: نمی، مراد ہمت جدوجہد کی. یہ مٹی: مراد ملتِ اسلامیہ. فقیرِ راہ: مراد خود علامہ اقبال. اسرارِ سلطانی: بادشاہی / حکمرانی کے بھید. بہا: قیمت. نوا: نغمہ، مراد شاعری. دولتِ پرویز: ایران کے ایک قدیم عظیم بادشاہ خسرو پرویز کی حکومت، مراد با عظمت حکمرانی.

(۸)

لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی
ہاتھ آ جائے مجھے میرا مقام اے ساقی!

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

مری مینائے غزل میں تھی ذرا سی باقی
شیخ کہتا ہے کہ ہے یہ بھی حرام اے ساقی

شیر مردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی و ملا کے غلام اے ساقی

عشق کی تیغِ جگردار اڑا لی کس نے
علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی

سینہ روشن ہو تو ہے سوزِ سخن عینِ حیات
ہو نہ روشن، تو سخن مرگِ دوام اے ساقی

تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
ترے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی!

وہی بادہ و جام: مراد آغازِ اسلام والا جوش، جذبہ اور جہد و عمل۔ میرا مقام: یعنی ملتِ اسلامیہ کا مقام۔ ہند کے میخانے بند: مراد برصغیر غلامی میں مبتلا ہے۔ فیض: فائدہ یا نفع پہنچانے کی کیفیت۔ مینائے غزل: غزل کی صراحی، مراد شاعری جس میں عشقِ خدا اور رسولؐ ہے۔ شیخ: نام نہاد مُلّا۔ شیر مَرد: دلیر لوگ/مومن جنھوں نے حق کی تلاش و تحقیق میں مصیبتیں برداشت کیں۔ بیشۂ تحقیق: تحقیق یعنی دینی مسائل کی حقیقت جاننے کا ذوق و شوق (بیشہ: جنگل)۔ تہی: خالی، مراد وہ بات نہیں رہی۔ صوفی و مُلّا کے غلام: مراد ان مذہبی رہنماؤں کے پیروکار جو خود تحقیق سے بے خبر اور صرف لکیر کے فقیر ہیں۔ عشق کی تیغِ جگردار: مراد جوش و جذبے سے پُر عشقِ حقیقی۔ اُڑالی: چرالی، مراد وہ جوش و جذبہ ختم ہو گیا۔ علم: فلسفہ، حکمت۔ نیام: تلوار کا غلاف۔ سوزِ سخن: شعر یا بات میں جذبوں کی گرمی۔ عینِ حیات: سراسر زندگی، ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی۔ مرگِ دوام: ہمیشہ ہمیشہ کی موت۔ مہتاب: چاندنی۔ ماہِ تمام: پورا چاند، مراد علم اور عمل کی شراب۔

(۹)

مٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ من و تو
پلا کے مجھ کو مئے 'لَا اِلٰہَ اِلاَّ ھُو'

نہ مے، نہ شعر، نہ ساقی، نہ شورِ چنگ و رباب
سکُوتِ کوہ و لبِ جوے و لالۂ خود رُو!

گدائے مے کدہ کی شانِ بے نیازی دیکھ
پہنچ کے چشمۂ حیواں پہ توڑتا ہے سبو!

مرا سبوچہ غنیمت ہے اس زمانے میں
کہ خانقاہ میں خالی ہیں صوفیوں کے کدو

میں نو نیاز ہوں، مجھ سے حجاب ہی اَولیٰ
کہ دل سے بڑھ کے ہے میری نگاہ بے قابو

اگرچہ بحر کی موجوں میں ہے مقام اس کا
صفائے پاکیِ طینت سے ہے گُہر کا وضو

جمیل تر ہیں گُل و لالہ فیض سے اس کے
نگاہِ شاعرِ رنگیں نوا میں ہے جادُو

عالمِ من و تو: مراد میں اور تُو کی تفریق، خود میں اور دوسرے میں فرق کی حالت۔ **مے "لا الٰہ الا ھو":** "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں" کی شراب۔ **چنگ:** باجا، رباب: ایک ساز، سارنگی۔ **سکوتِ کوہ:** پہاڑ پر چھائی ہوئی خاموشی۔ **لبِ جوئے:** ندی کا کنارہ۔ **لالۂ خودرو:** خود بخود اُگا ہوا (بغیر کاشت کیے) لالہ کا پھول۔ **گدائے میکدہ:** شراب خانے کا فقیر، مراد توحید پرست۔ **شانِ بے نیازی:** کسی بھی شے کی پروا نہ ہونے کی شان۔ **چشمۂ حیواں:** آبِ حیات کا افسانوی چشمہ، جس کا پانی پی کر آدمی ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ **سبو:** مٹکا۔ **سبوچہ:** چھوٹا مٹکا۔ **غنیمت ہے:** بہتر ہے، مناسب ہے۔ **کدو:** مراد بڑا پیالہ۔ **صوفیوں کے کدو خالی ہیں:** مراد گوشہ یا خانقاہ نشینی کے سبب صوفی جہد و عمل اور عملی جذبوں سے محروم ہیں۔ **نو نیاز:** نیا نیا عاجزی کرنے والا، مراد نیا نیا عاشق۔ **حجاب:** پردہ، آڑ۔ **اولیٰ:** بہتر۔ **بے قابو:** جو اختیار میں نہ ہو۔ **صفائے پاکیِ طینت:** مراد باطن / اندر کا ہر آلودگی سے صاف ہونا۔ **گہر کا وضو:** پانی میں رہنے کے سبب موتی کے لیے وضو کا لفظ استعمال کیا ہے۔ **شاعرِ رنگیں نوا:** ایسا شاعر جس کی شاعری پُر تاثیر ہے۔

متاعِ بے بہا ہے دَرد و سوزِ آرزو مندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دُنیا، نہ وہ دُنیا
یہاں مرنے کی پابندی، وہاں جینے کی پابندی

حجاب اِکسیر ہے آوارۂ کُوئے محبت کو
مِری آتش کو بھڑکاتی ہے تیری دَیر پیوندی

گزر اوقات کر لیتا ہے یہ کوہ و بیاباں میں
کہ شاہیں کے لیے ذِلّت ہے کارِ آشیاں بندی

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سِکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

زیارت گاہِ اہلِ عزم و ہمّت ہے لحد میری
کہ خاکِ راہ کو میں نے بتایا رازِ الوندی

مِری مشّاطگی کی کیا ضرورت حُسنِ معنی کو
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنا بندی

متاعِ بے بہا: بہت قیمتی پونجی/سرمایہ. دردو سوز: اعلیٰ جذبوں کی حرارت. آرزو مندی: اعلیٰ مقاصد رکھنا، جس کے حصول کے لیے عمل اور جدو جہد کرنا پڑتی ہے. مقامِ بندگی: بندہ ہونے کا مرتبہ. حجاب: پردہ، رکاوٹ، آڑ. اکسیر ہے: بیحد مفید ہے. اکسیر ایک روایتی چیز ہے جس سے تانبے کو سونا بنا لیتے ہیں. آوارۂ کوئے محبت: کوچۂ محبت میں بے مقصد گھومنے والا. بھڑکانا: تیز کرنا. دیر پیوندی: دیر سے وابستہ ہونا/ تعلق قائم کرنا. کارِ آشیاں بندی: گھونسلا بنانے کا کام. فیضانِ نظر: نظر یا توجہ کا فیض/مہربانی. مکتب کی کرامت: مدرسے کا غیر معمولی کارنامہ، مراد ظاہری علم کے بس کی بات نہیں (اشارہ ہے واقعۂ قربانی کی طرف). آدابِ فرزندی: بیٹا ہونے کے طور طریقے. اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے خواب میں حضرت اسمٰعیلؑ کو قربان کرنے کا ذکر کیا تو حضرت اسمٰعیلؑ نے فوراً خواب کو پورا کرنے کی خاطر اپنا آپ پیش کر دیا. اہلِ عزم و ہمت: جدو جہد اور عمل کے جذبے سے سرشار لوگ. خاکِ راہ: راستے کی مٹی، کمزور یا حقیر شے، غلام قوم. رازِ الوندی: الوند (ایران کا پہاڑ) یعنی پہاڑ جیسی قوت کا راز. حُسنِ معنی: شاعری میں اچھے اور اعلیٰ مضامین. مشاطگی: سجانے، آراستہ کرنے کا عمل. لالے کی حنا بندی: لالہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے اسے مہندی لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی، مراد شعر میں ظاہری آرائش.

(۱۱)

تجھے یاد کیا نہیں ہے مرے دل کا وہ زمانہ
وہ ادب گہِ محبت، وہ نِگہ کا تازیانہ

یہ بُتانِ عصرِ حاضر کہ بنے ہیں مدرسے میں
نہ ادائے کافرانہ، نہ تراشِ آزرانہ

نہیں اس کھُلی فضا میں کوئی گوشۂ فراغت
یہ جہاں عجب جہاں ہے، نہ قفس نہ آشیانہ

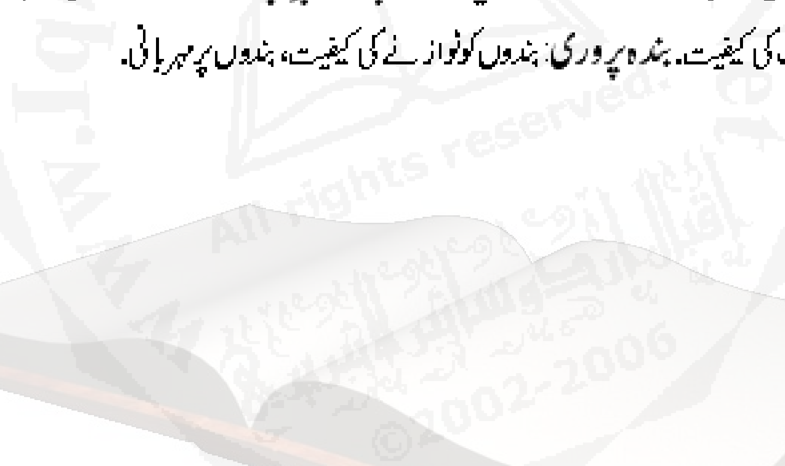
رگِ تاک منتظر ہے تری بارشِ کرم کی
کہ عجم کے مے کدوں میں نہ رہی مئے مغانہ

مرے ہم صفیر اسے بھی اثرِ بہار سمجھے
انھیں کیا خبر کہ کیا ہے یہ نوائے عاشقانہ

مرے خاک وخوں سے تُو نے یہ جہاں کِیا ہے پیدا
صِلۂ شہید کیا ہے، تب و تابِ جاودانہ

تری بندہ پروری سے مرے دن گزر رہے ہیں
نہ گِلہ ہے دوستوں کا، نہ شکایتِ زمانہ

ادبِ گہِ محبت: مراد عشق کے آغاز کے دن۔ **بتانِ عصرِ حاضر**: مراد جدید مغربی انداز کی تعلیم (جس میں مادہ پرستی پر زور ہے) حاصل کرنے والے نوجوان۔ **ادائے کافرانہ**: مراد باطنی حُسن، جذبۂ روحانیت یا عشقِ حقیقی۔ **تراشِ آزرانہ**: (حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کے مشہور بت تراش) کی سی ماہرانہ بناوٹ، مراد ظاہری کمال (بھی نہیں)۔ **گوشۂ فراغت**: سکون اور آرام کا کونا۔ **قفس**: پنجرہ۔ **رگِ تاک**: انگور کی بیل، مراد ملتِ اسلامیہ۔ **بارشِ کرم**: مہربانی کی بارش، عنایت کی نظر۔ **عجم**: مراد ایران۔ **مے کدے**: شراب خانے، مراد اسلامی جذبے پیدا کرنے والے ادارے۔ **مے مُغانہ**: مراد اسلامی خیالات اور جذبے۔ **ہم صفیر**: ہم آواز، ہم زبان، مراد برصغیر کے مسلمان شاعر۔ **نوائے عاشقانہ**: عشقیہ اشعار۔ **تب وتابِ جاودانہ**: ہمیشہ ہمیشہ کی بیقراری یا آتشِ عشق کی حرارت کی کیفیت۔ **بندہ پروری**: بندوں کو نوازنے کی کیفیت، بندوں پر مہربانی۔



(۱۴)

ضمیرِ لالہ مئے لعل سے ہُوا لبریز
اشارہ پاتے ہی صوفی نے توڑ دی پرہیز

بچھائی ہے جو کہیں عشق نے بساط اپنی
کِیا ہے اس نے فقیروں کو وارثِ پرویز

پُرانے ہیں یہ ستارے، فلک بھی فرسُودہ
جہاں وہ چاہیے مجھ کو کہ ہو ابھی نوخیز

کسے خبر ہے کہ ہنگامۂ نشور ہے کیا
تری نگاہ کی گردش ہے میری رستاخیز

نہ چھین لذّتِ آہِ سحر گہی مجھ سے
نہ کر نگہ سے تغافل کو التفات آمیز

دلِ غمیں کے موافق نہیں ہے موسمِ گُل
صدائے مُرغِ چمن ہے بہت نشاط انگیز

حدیثِ بے خبراں ہے، 'تو با زمانہ بساز'
زمانہ با تو نسازد، تو با زمانہ ستیز ☆

ضمیرِ لالہ: لالہ کا باطن / اندر۔ مےِ لعل: سُرخ شراب۔ لبریز: بھرا ہوا، پُر، (مراد بہار آ گئی)۔ پرہیز توڑنا: مراد توبہ توڑنا۔ بساط: کوئی سی چیز جو بچھائی جائے، دری، قالین، چٹائی۔ فقیر: مراد بے حیثیت انسان، مفلس، وارثِ پرویز: بادشاہ خسرو پرویز کا وارث، مراد بہت بڑی سلطنت و عظمت کا / کے مالک۔ فرسودہ: گھسا ہوا، بہت پرانا / قدیم۔ نوخیز: نیا نیا وجود میں آیا ہوا۔ ہنگامۂ نشور: قیامت کا ہنگامہ۔ نگاہ کی گردش: دل کش انداز میں نظریں گھمانے کی حالت۔ رستاخیز: قیامت۔ آہِ سحر گہی: صبح سویرے اٹھ کر خدا کے حضور گڑگڑانا / عاجزی کا اظہار کرنا۔ تغافل: جان بوجھ کر بے توجہی۔ اِلتفات آمیز: جس میں توجہ شامل ہو۔ دلِ غمیں: غمگیں دل۔ موسمِ گُل: موسمِ بہار۔ موافق: سازگار۔ مرغِ چمن: باغ کا پرندہ یعنی بلبل۔ نشاط انگیز: مسرت / خوشی بخش۔ حدیثِ بے خبراں: ناسمجھ لوگوں کی بات۔ "تو با زمانہ بساز": تو زمانے کے ساتھ موافقت کر۔

☆ اگر زمانہ تیرے ساتھ موافقت نہیں کرتا تو تو بھی زمانے کے ساتھ لڑ / جنگ کر۔

(۱۴)

وہی میری کم نصیبی، وہی تیری بے نیازی
مرے کام کچھ نہ آیا یہ کمالِ نَے نوازی

میں کہاں ہوں تُو کہاں ہے، یہ مکاں کہ لامکاں ہے؟
یہ جہاں مرا جہاں ہے کہ تری کرشمہ سازی

اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رُومی، کبھی پیچ و تابِ رازی

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں
اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسمِ شاہبازی

نہ زباں کوئی غزل کی، نہ زباں سے باخبر مَیں
کوئی دِلکشا صدا ہو، عَجَمی ہو یا کہ تازی

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی، وہ نگہ کی تیغ بازی

کوئی کارواں سے ٹُوٹا، کوئی بدگماں حرم سے
کہ امیرِ کارواں میں نہیں خُوئے دل نوازی

کم نصیبی: بے نصیبی۔ بے نیازی: مراد بے توجہی، بے پروائی۔ کمال: مہارت۔ نَے نوازی: بانسری بجانا، مراد شاعری۔ مکاں: مراد یہ کائنات۔ لا مکاں: عالمِ بالا۔ کرشمہ سازی: ناز و ادا کی کیفیت۔ سوز و سازِ رومی: مولانا روم کا سا عشقیہ جوش و جذبہ۔ پیچ و تابِ رازی: مشہور فلسفی امام فخر الدین رازی (وفات ۱۲۱۰ء) کی سی مختلف فلسفیانہ مسئلوں کو حل کرنے کی بیقراری۔ کرگس: گدھ۔ شاہبازی: شاہباز کی سی بلند پروازی اور شکار کرنے میں عزم و ہمت۔ دل کشا صدا: پُر تاثیر آواز/ شاعری۔ عجمی: ایرانی، فارسی۔ تازی: عربی۔ امتیاز: فرق، تمیز۔ تیغ بازی: تلوار چلانا۔ کارواں سے ٹوٹنا: قافلے سے جدا ہو جانا، مراد ملت سے جدا ہو جانا۔ بدگماں: دل میں شک رکھنے والا۔ میرِ کارواں: قافلہ سالار/ قافلے کا سربراہ، قومی رہنما۔ خوئے دل نوازی: دل موہ لینے کی عادت۔

اپنی جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں
آب و گِل کے کھیل کو اپنا جہاں سمجھا تھا میں

بے حجابی سے تری ٹوٹا نگاہوں کا طلسم
اک ردائے نیلگوں کو آسماں سمجھا تھا میں

کارواں تھک کر فضا کے پیچ و خم میں رہ گیا
مہر و ماہ و مشتری کو ہم عناں سمجھا تھا میں

عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

کہہ گئیں رازِ محبت پردہ دارِیہائے شوق
تھی فغاں وہ بھی جسے ضبطِ فغاں سمجھا تھا میں

تھی کسی درماندہ رہرو کی صدائے دردناک
جس کو آوازِ رحیلِ کارواں سمجھا تھا میں

جولاں گاہ: دوڑنے یا گھوڑا دوڑانے کا میدان۔ زیرِ آسماں: مراد دُنیا۔ آب و گِل کا کھیل: مراد یہ فانی اور مادی دنیا میں: مراد انسان۔ بے حجابی: بے پردہ ہونا، سامنے آنا، مراد کائنات میں خدا کے جلوے مختلف صورتوں

میں نظر آتا۔ **طلسم**: جادو۔ **ردائے نیلگوں**: نیلی چادر، آسمان۔ **کارواں**: قافلہ مراد آسمانی مخلوق، چاند ستارے وغیرہ۔ **پیچ وخم**: موڑ، راستے کے موڑ اور چکر۔ **مہر و ماہ و مُشتری**: سورج اور چاند اور مُشتری۔ **ہم عناں**: سفر میں ساتھ چلنے والے۔ **جست**: چھلانگ۔ **قصہ تمام کر دیا**: بات ختم کر دی، بحث ختم ہو گئی۔ **بے کراں**: بہت وسیع جس کا کوئی کنارہ نہ ہو، ان اشعار میں دراصل حضور اکرمؐ کے واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے۔ **پردہ داری**: چُھپے ہونے کی حالت۔ **شوق**: عشق۔ **فغاں**: فریاد، آہ۔ **ضبطِ فغاں**: فریاد پر قابو پانے کی حالت۔ **درماندہ رہرو**: پیچھے رہا ہوا مسافر۔ **صدائے دردناک**: ایسی آواز یا فریاد جس میں درد، کسک ہو۔ **رحیلِ کارواں**: قافلے کی روانگی، کُوچ۔

(۱۵)

اک دانشِ نورانی، اک دانشِ بُرہانی
ہے دانشِ بُرہانی، حیرت کی فراوانی

اس پیکرِ خاکی میں اک شے ہے، سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اُس شے کی نگہبانی

اب کیا جو فغاں میری پہنچی ہے ستاروں تک
تُو نے ہی سِکھائی تھی مجھ کو یہ غزل خوانی

ہو نقش اگر باطل، تکرار سے کیا حاصل
کیا تجھ کو خوش آتی ہے آدم کی یہ ارزانی؟

مجھ کو تو سِکھا دی ہے افرنگ نے زِندیقی
اس دَور کے مُلّا ہیں کیوں ننگِ مسلمانی!

تقدیر شکن قُوّت باقی ہے ابھی اس میں
ناداں جسے کہتے ہیں تقدیر کا زِندانی

تیرے بھی صنم خانے، میرے بھی صنم خانے
دونوں کے صنم خاکی، دونوں کے صنم فانی

دانشِ نورانی: نور والی عقل، مراد عشقِ حقیقی۔ دانشِ برہانی: دلیلوں والی عقل، فلسفہ و حکمت۔ حیرت: حیرانی، کسی چیز / مسئلے میں کھوئے رہنے کی حالت۔ پیکرِ خاکی: مٹی کا جسم، مراد انسانی جسم۔ اِک شے: ایک چیز، مراد دل۔ غزل خوانی: غزل پڑھنا، مراد شاعری۔ نقش: تصویر۔ تکرار: دہرانا۔ خوش آنا: اچھا لگنا، پسند آنا۔ آدم: انسان۔ زندیقی: بے دینی، ظاہر میں ایمان باطن میں کفر ہونا۔ ننگِ مسلمانی: مسلمانوں کے لیے باعثِ شرم۔ تقدیر شکن: تقدیر کو توڑنے والی، مراد جدوجہد سے اپنی تقدیر آپ بنانے کا عمل۔ تقدیر کا زندانی: تقدیر کا قیدی، مراد بے عمل۔ صنم خانہ: بت خانہ، مراد وہ اشیا جو خدا کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ خاکی: مٹی کے، مراد جلد ٹوٹ یعنی مٹ جانے والے۔



(۱۶)

یا رب! یہ جہانِ گُزَراں خوب ہے لیکن
کیوں خوار ہیں مردانِ صفا کیش و ہُنر مند

گو اس کی خُدائی میں مہاجن کا بھی ہے ہاتھ
دنیا تو سمجھتی ہے فرنگی کو خداوند

تو برگِ گیاہے ندہی اہلِ خرد را
او کشتِ گُل و لالہ بخشد بہ خرے چند ☆

حاضر ہیں کلیسا میں کباب و مئے گُلگوں
مسجد میں دھرا کیا ہے بجز موعظہ و پند

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسّر
تاویل سے قُرآں کو بنا سکتے ہیں پاژند

فردوس جو تیرا ہے، کسی نے نہیں دیکھا
افرنگ کا ہر قریہ ہے فردوس کی مانند

مُدّت سے ہے آوارۂ افلاک مرا فکر
کر دے اسے اب چاند کی غاروں میں نظر بند

فطرت نے مجھے بخشے ہیں جوہر مَلکوتی
خاکی ہُوں مگر خاک سے رکھتا نہیں پیوند

درویشِ خدا مست نہ شرقی ہے، نہ غربی
گھر میرا نہ دِلّی، نہ صفاہاں، نہ سمرقند

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے اَبلہِ مسجد ہُوں، نہ تہذیب کا فرزند

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں، بیگانے بھی ناخوش
مَیں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

مشکل ہے کہ اک بندۂ حق بین و حق اندیش
خاشاک کے تودے کو کہے کوہِ دماوند

ہُوں آتشِ نمرود کے شعلوں میں بھی خاموش
مَیں بندۂ مومن ہوں، نہیں دانۂ اسپند

پُرسوز و نظرباز و نِکوبین و کم آزار
آزاد و گرفتار و تہی کیسہ و خُورسند

ہر حال میں میرا دلِ بے قید ہے خُرّم
کیا چھینے گا غنچے سے کوئی ذوقِ شکر خند!

چُپ رہ نہ سکا حضرتِ یزداں میں بھی اقبالؔ
کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا مُنہ بند!

جہانِ گزراں: فانی دنیا۔ **مرداں:** جمع مرد، انسان، باہمت انسان۔ **صفا کیش:** پاک دل والے۔ **ہنر مند:** فن والے، مراد بہت سی خوبیوں والے۔ **خدائی:** حکومت۔ **مہاجن:** بنیا، ہندو۔ **کباب و مے گلگوں:** کباب اور سرخ شراب، عیش و نشاط کی چیزیں۔ **بجز:** سوائے۔ **موعظہ و پند:** وعظ اور نصیحت۔ **حق:** سچے، درست۔ **مُفسّر:** تفسیر یعنی تشریح کرنے والے۔ **تاویل:** مراد اپنے مطلب کے معنی نکالنا۔ **پاژند:** آتش پرستوں کی دینی کتاب ژند کی تفسیر۔ **قریہ:** آبادی، شہر، قصبہ۔ **آوارۂ افلاک:** آسمانوں پر گھومنے والا، مراد بلند فکر۔ **جوہر ملکوتی:** فرشتوں کی سی خوبیاں/صفات۔ **خاکی:** خاک کا بنا ہوا۔ **پیوند:** تعلق، واسطہ۔ **شرقی:** مشرقی۔ **ابلہ مسجد:** مسجد کا احمق/سادہ لوح، مراد نام نہاد مُلا۔ **تہذیب کا فرزند:** مراد جدید یورپی تہذیب کا پیرو۔ **اپنے بھی:** اپنی قوم۔ **زہر ہلاہل:** فوراً ہلاک کر دینے والا زہر۔ **قند:** شکر، مراد میٹھا، کھانڈ۔ **بندۂ حق بیں:** حقیقت پر نظر رکھنے والا۔ **حق اندیش:** حقیقت کے بارے میں سوچنے والا۔ **خاشاک کا تودہ:** مٹی کا ڈھیر، مراد کمزور سی شے۔ **کوہِ دماوند:** دماوند (ایران کا ایک پہاڑ) پہاڑ، مراد اپنی جگہ سے نہ ہلنے والی شے۔ **آتشِ نمرود:** بادشاہ نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو جس آگ میں ڈالا، مراد غیر اسلامی ماحول۔ **دانۂ اسپند:** ہرمل کا دانہ جسے آگ میں ڈالیں تو چٹخنے لگتا ہے۔ **پُر سوز:** عشق کی حرارت و گرمی سے پُر۔ **نظر باز:** مراد مشاہدے کی گہری نظر والا۔ **نکو بیں:** اچھا یعنی بغور دیکھنے اور سوچنے والا۔ **کم آزار:** دوسروں کو تکلیف نہ پہنچانے والا۔ **گرفتار:** پکڑا ہوا، مراد قوم کی حالت پر دل گرفتہ۔ **تہی کیسہ:** خالی جیب والا، کنگال۔ **خورسند:** خوش، حال مست۔ **دلِ بے قید:** مادی الجھنوں سے آزاد دل۔ **خُرّم:** خوش، تر و تازہ۔ **ذوقِ شکر خند:** میٹھی ہلکی سی مسکراہٹ کا ذوق، کلی کھلنے کا دل کش انداز۔ **حضرتِ یزداں:** خدا کے حضور/دربار میں۔ **بندۂ گستاخ:** بے ادب بندہ، مراد منہ پر کھل کر بات کرنے والا۔

☆ تو جنگل والوں کو گھاس کی ایک پتی یعنی معمولی شے بھی نہیں دیتا جبکہ وہ (انگریز) چند گدھوں کو گلاب اور لالہ کی کھیتی عطا کر دیتا ہے۔ (غالباً کشمیر کی فروخت کی طرف اشارہ ہے)

حصہ دوم

(۱)

اعلیٰ حضرت شہید امیر المومنین نادر شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے لُطف و کرم سے نومبر ۱۹۳۳ء میں مصنف کو حکیم سنائی غزنویؒ کے مزار مقدس کی زیارت نصیب ہوئی۔ یہ چند افکار پریشاں جن میں حکیم ہی کے ایک مشہور قصیدے کی پیروی کی گئی ہے، اُس روز سعید کی یادگار میں سپردِ قلم کیے گئے:

☆ 'ما از پےِ سنائیؔ و عطّارؔ آمدیم'

سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا
غلط تھا اے جنوں شاید ترا اندازۂ صحرا

خودی سے اس طلسمِ رنگ و بُو کو توڑ سکتے ہیں
یہی توحید تھی جس کو نہ تُو سمجھا نہ مَیں سمجھا

نگہ پیدا کر اے غافل تجلّی عینِ فطرت ہے
کہ اپنی موج سے بیگانہ رہ سکتا نہیں دریا

رقابت عِلم و عرفاں میں غلط بینی ہے منبر کی
کہ وہ حلاّج کی سُولی کو سمجھا ہے رقیب اپنا

خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں، غلامی میں
زِرہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو اِستغنا

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی
تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اَولیٰ!

بہت دیکھے ہیں مَیں نے مشرق و مغرب کے میخانے
یہاں ساقی نہیں پیدا، وہاں بے ذوق ہے صہبا

نہ ایراں میں رہے باقی، نہ تُوراں میں رہے باقی
وہ بندے فقر تھا جن کا ہلاکِ قیصر و کسریٰ

یہی شیخِ حرم ہے جو چُرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیمِ بُوذرؓ و دلقِ اوَیسؓ و چادرِ زہراؓ!

حضورِ حق میں اسرافیل نے میری شکایت کی
یہ بندہ وقت سے پہلے قیامت کر نہ دے برپا

ندا آئی کہ آشوبِ قیامت سے یہ کیا کم ہے
'گرفتہ چینیاں احرام و مکی خفتہ در بطحا!' ☆☆

لبالب شیشۂ تہذیبِ حاضر ہے مےَ 'لا' سے
مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانۂ 'اِلاّ'

دبا رکھّا ہے اس کو زخمہ ور کی تیز دستی نے
بہت نیچے سُروں میں ہے ابھی یورپ کا واویلا

اسی دریا سے اُٹھتی ہے وہ موجِ تُند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

غلامی کیا ہے؟ ذوقِ حُسن و زیبائی سے محرومی
جسے زیبا کہیں آزاد بندے، ہے وہی زیبا

بھروسا کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردانِ حُر کی آنکھ ہے بِینا

وہی ہے صاحبِ امروز جس نے اپنی ہمّت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہرِ فردا

فرنگی شیشہ گر کے فن سے پتھر ہو گئے پانی
مری اِکسیر نے شیشے کو بخشی سختیِ خارا

رہے ہیں، اور ہیں فرعون میری گھات میں اب تک
مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے یدِ بیضا

وہ چنگاری خس و خاشاک سے کس طرح دب جائے
جسے حق نے کِیا ہو نیستاں کے واسطے پیدا

محبت خویشتن بینی، محبت خویشتن داری
محبت آستانِ قیصر و کِسریٰ سے بے پروا

عجب کیا گر مہ و پرویں مِرے نخچیر ہو جائیں
"کہ بر فتراکِ صاحب دولتے بستم سرِ خود را" ☆☆☆

وہ دانائے سُبل، ختم الرُّسل، مولائے کُل جس نے
غُبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فُرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

سنائی کے ادب سے میں نے غوّاصی نہ کی ورنہ
ابھی اس بحر میں باقی ہیں لاکھوں لولوئے لالا

سمانا: جگہ پانا، بسنا۔ پہنائے فطرت: مراد کائنات کی وسعت / پھیلاؤ۔ سَودا: جنون، دیوانگی۔ جنون: دیوانگی۔ طلسمِ رنگ و بو: مراد اس کائنات / دنیا کا جادو۔ توحید: خدا کی وحدت، صرف ایک معبود کا تصور۔ نگہ: نگاہ، مراد بصیرت۔ عینِ فطرت: مکمل طور پر قدرت، عالمِ تخلیق۔ رقابت: کینہ، حسد۔ عرفاں: خدا کی معرفت، روحانیت۔ غلط بینی: غلط دیکھنا، غلط اندازے لگانا۔ منبر: جس پر کھڑے ہو کر مولوی وعظ کرتے ہیں، یہاں مراد علمائے ظاہر، روحانیت سے بے بہرہ۔ حلاج: مراد منصور حلاج، جنھیں ''انا الحق'' کہنے پر سولی پر لٹکا دیا گیا تھا۔ زرہ: ڈھال۔ استغنا: بے نیازی، دنیاوی چیزوں کی طرف توجہ نہ دینا۔ جبریل: حضرت جبرئیلؑ، مراد کوئی بھی مقرب فرشتہ۔ جذب و مستی: عشقِ خداوندی میں کھوئے رہنے کی حالت۔ تن آساں: سست مزاج، آرام طلب۔ عرشی: مراد فرشتے۔ طواف: کسی شے کے گرد چکر لگانا۔

مشرق و مغرب کے میخانے: مراد مشرقی اور مغربی ملکوں کی درس گاہیں / تعلیمی ادارے۔ ساقی: مراد صحیح استاد، مصلح۔ یہاں: مراد مشرقی ملکوں میں۔ پیدا: ظاہر۔ بے ذوق: بے مزہ، مراد مادیت پر زیادہ زور ہے صہبا: شراب، مراد تعلیم۔ فقر: عشقِ خداوندی میں باطل قوتوں سے بے خوفی۔ قیصر: روم کے بادشاہوں کا لقب، مراد بڑے بڑے بادشاہ۔ کسریٰ: اسلام سے قبل کے ایرانی بادشاہوں کا لقب، مراد بڑے بڑے حکمران، بڑی بڑی حکومتیں۔ شیخِ حرم: اسلام کا ظاہری عالم۔ گلیم بوذرؓ: بوذرؓ کی کملی، مراد حضور اکرمؐ کے قریبی صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ کا زہد اور پرہیزگاری۔ دلقِ اویسؓ: اویسؓ کی گدڑی، مراد حضور اکرمؐ کے قریبی صحابی حضرت اویسؓ کا فقیرانہ / سادہ لباس۔ چادرِ زہراؓ: حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی چادر، مراد حضور اکرمؐ کی دختر حضرت فاطمہؓ کی عفت و عصمت۔ حضورِ حق: خدا کے حضور، بارگاہِ خداوندی میں۔ اسرافیل: وہ فرشتہ جس کے صور پھونکنے پر مُردے قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ قیامت برپا کرنا: ایک زبردست ہنگامہ کھڑا کر دینا۔ ندا: آواز۔ آشوبِ قیامت: قیامت کا ہنگامہ۔ لبالب: پوری طرح بھری ہوئی۔ شیشہ: صراحی۔ تہذیبِ حاضر: موجودہ دور کی مادہ پرست تہذیب۔ مے ''لا'': ''نہیں'' کی شراب، مراد صرف ''کوئی معبود نہیں ہے'' کا نعرہ۔ ساقی: مراد رہنما یا موجودہ تہذیب کے دعویدار۔ پیمانۂ ''الا'': ''سوائے'' کا جام، مراد اللہ کے سوا (کوئی معبود نہیں ہے)۔ زخمہ ور: مضراب چلانے والا، مراد ستار نواز۔ تیز دستی: فنی مہارت۔ واویلا: فریاد۔ تند جولاں: تیز چلنے والی۔ نہنگ: مگرمچھ۔ نشیمن: ٹھکانا۔ تہ و بالا: نیچے اوپر، تباہ۔

ذوقِ حسن و زیبائی: مراد فطرت کے مظاہر میں موجود قدرت کے حسن سے لطف اندوز ہونے اور اس طرح معرفت حاصل کرنے کا عمل۔ زیبا: خوبصورت، حسین۔ آزاد بندہ: مردِ مومن، مردِ حُر، آزاد قوم۔ بصیرت: حقیقت تک پہنچنے والی نظر۔ مردانِ حُر: آزاد بندے۔ بینا: بصیرت والی۔ صاحبِ امروز: آج کا یعنی حال کا مالک، یعنی زمانہ حال کے تقاضوں پر پورا اترنے والا۔ گوہرِ فردا: مستقبل کا موتی، مراد آنے والے دور کے

تقاضوں کو پورا کرنے کی اہلیت **فرنگی شیشہ گر**: شیشہ بنانے والا انگریز، مراد یورپ جس نے سائنسی ایجادات کیں اور سائنسی آلات بنائے۔ **پتھر پانی ہو جانا**: سخت شے کا نرم ہونا، مراد طاقتور قوموں کا مغلوب ہو جانا۔ **اکسیر**: مراد جذبۂ آزادی تیز کرنے والی شاعری۔ **شیشہ**: نازک شے، مراد غلام اور بے ہمت قوم **تختیِ خارا**: پتھر کی سی سختی، ہمت اور جوش وولولہ۔ **فرعون**: حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا بادشاہ اور خدائی کا دعویدار مراد انگریز حکمران۔ **یدِ بیضا**: روشن ہاتھ، حضرت موسیٰؑ کا معجزہ، جب وہ جیب سے ہاتھ باہر نکالتے تو وہ روشن ہوتا۔ **خس و خاشاک**: کوڑا کرکٹ، مراد انگریز، باطل قوت۔ **دب جانا**: مراد بجھ جانا۔ **چنگاری**: مراد اسلام۔ **نیستاں**: بانسوں کا جنگل، مراد باطل اور کفر کی طاقتیں۔ **خویشتن بینی**: اپنی ذات کی معرفت، اپنی پوشیدہ قوتوں سے آگاہی۔ **خویشتن داری**: خودداری۔ **آستاں**: دہلیز، چوکھٹ۔ **قیصر و کسریٰ**: مراد بڑی بڑی حکومتیں / سلطنتیں۔ **مہ و پرویں**: مراد قدرت کے مختلف عناصر۔ **نخچیر**: شکار۔

دانائے سُبل: راستوں (صراطِ مستقیم) سے آگاہ ذات، حضور اکرمؐ۔ **ختم الرسل**: آخری رسول، حضور اکرمؐ۔ **مولائے کُل**: سب کے یعنی تمام کائنات کے آقا، حضور اکرمؐ۔ **غبارِ راہ**: راستے کی مٹی، مراد انسان۔ **فروغ**: روشنی۔ **وادیِ سینا**: وہ وادی جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا کا جلوہ نظر آیا، مراد حضورؐ نے دلوں کو عشقِ الٰہی سے منور فرما دیا۔ **نگاہِ عشق و مستی**: عشق اور جذب و شوقِ حقیقی والی نگاہ۔ **وہی اوّل**: حضور اکرمؐ ہی پہلے ہیں، یعنی آپ کا نور مبارک سب سے پہلے پیدا ہوا۔ **وہی آخر**: حضور اکرمؐ ہی آخر ہیں، یعنی نبیوں میں سب سے آخر۔ **فرقان**: حضورؐ حق اور باطل میں فرق کرنے والے ہیں۔ **یٰسین**: قرآن کریم کی ایک سورت۔ **طٰہٰ**: قرآن کریم کی ایک سورت۔ ان سب لفظوں سے مراد ہے کہ حضور اکرمؐ کی ذات گرامی قرآن مجید کا عملی نمونہ ہے۔ **سنائی**: فارسی کے مشہور صوفی شاعر (وفات ۱۱۳۱ء)۔ **غواصی**: غوطہ زنی، مراد پورا اور گہرا مطالعہ۔ **لولوئے لالا**: چمکدار موتی، مراد بلند مضامین والے شعر۔

☆ (یہ مصرع مولانا روم کا ہے) 'ہم سنائی اور عطار کے بعد آئے ہیں۔' سنائی، ابوالمجد مجدود بن آدم سنائی، غزنی کے مشہور صوفی شاعر (وفات ۱۱۳۱ء) عطار، نام محمد، لقب فرید الدین، تخلص عطار۔ یہ بھی مشہور صوفی اور فارسی کے شاعر ہیں (۲۶ اپریل ۱۲۳۰ کو شہید ہوئے)

☆☆ اہلِ چمن توجہ کے لیے اِتنی دور کا سفر طے کر رہے ہیں اور مکے کا رہنے والا بطحا میں سویا ہوا ہے۔ (یہ مصرع حکیم سنائی کا ہے)

☆☆☆ کیونکہ میں نے ایک بہت بڑی سلطنت کے مالک، مراد حضور اکرمؐ کے شکار بند سے اپنا سر باندھ لیا ہے، یعنی حضور اکرمؐ کی غلامی اختیار کی ہوئی ہے۔ (یہ مصرع میرزا صاحب کا ہے جس میں صرف ایک لفظی تغیر کیا گیا)۔

(۲)

یہ کون غزل خواں ہے پُرسوز و نشاط انگیز
اندیشۂ دانا کو کرتا ہے جنوں آمیز

گو فقر بھی رکھتا ہے اندازِ مُلوکانہ
ناپختہ ہے پرویزی بے سلطنتِ پرویز

اب حُجرۂ صوفی میں وہ فقر نہیں باقی
خونِ دلِ شیراں ہو جس فقر کی دستاویز

اے حلقۂ درویشاں! وہ مردِ خدا کیسا
ہو جس کے گریباں میں ہنگامۂ رستاخیز

جو ذکر کی گرمی سے شعلے کی طرح روشن
جو فکر کی سُرعت میں بجلی سے زیادہ تیز!

کرتی ہے مُلوکیت آثارِ جُنوں پیدا
اللہ کے نشتر ہیں تیمور ہو یا چنگیز

یوں دادِ سخن مجھ کو دیتے ہیں عراق و پارس
یہ کافرِ ہندی ہے بے تیغ و سناں خوں ریز

غزل خواں: غزل گانے والے، مراد شاعر اقبال۔ پُرسوز: تپش، عشق سے پُر۔ نشاط انگیز: خوشی و مسرت بڑھانے والا۔ اندیشۂ دانا: عقل والے کی سوچ اور فکر۔ جنوں آمیز: جس میں دیوانگی ہو، مراد عشق کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ اندازِ مُلوکانہ: بادشاہوں/حکمرانوں کے سے طور طریقے۔ ناپختہ: کچا، خام، نامکمل۔ پرویزی: پرویز ہونا، مراد حکمران، بادشاہت۔ حجرۂ صوفی: صوفی کی کوٹھڑی، مراد خود صوفی۔ دستاویز: سند۔ حلقۂ درویشاں: درویشوں کا حلقہ/گروہ۔ مردِ خدا: مردِ مومن۔ گریباں میں: سینے/دل میں۔ ہنگامۂ رستاخیز: قیامت کا ہنگامہ۔ ذکر: یادِ الٰہی، دعا و وظیفہ۔ فکر: سوچ۔ سُرعت: تیزی۔ مُلوکیت: بادشاہت۔ آثارِ جنوں: پاگل پن کی نشانیاں، مراد ظلم و ستم، وحشت۔ تیمور: مشہور مغل بادشاہ۔ چنگیز: مشہور منگول سردار جس نے ایران میں قتلِ عام کیا تھا۔ داد سخن دینا: مراد فکر انگیز اور عظیم شاعری کو سراہنا، تعریف کرنا۔ عراق و پارس: مراد عرب اور فارس یعنی اسلامی ممالک۔ کافرِ ہندی: مراد خود علامہ اقبال۔ بے تیغ و سناں: تلوار اور نیزے کے بغیر، مراد جذبۂ جہاد ابھارنے والی شاعری۔ خوں ریز: خون گرانے والا، مراد اپنے سچے جذبوں کی حامل پُرتاثیر شاعری سے دلوں کو گرما دینے والا۔

(۳)

وہ حرفِ راز کہ مجھ کو سِکھا گیا ہے جُنوں
خدا مجھے نفَسِ جبرئیل دے تو کہوں

ستارہ کیا مِری تقدیر کی خبر دے گا
وہ خود فراخیِ افلاک میں ہے خوار و زبوں

حیات کیا ہے، خیال و نظر کی مجذُوبی
خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گونا گُوں

عجب مزا ہے، مجھے لذّتِ خودی دے کر
وہ چاہتے ہیں کہ مَیں اپنے آپ میں نہ رہوں

ضمیرِ پاک و نگاہِ بلند و مستیِ شوق
نہ مال و دولتِ قارُوں، نہ فکرِ افلاطوں

سبق مِلا ہے یہ معراجِ مُصطفٰیؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشَرِیّت کی زد میں ہے گردُوں

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آرہی ہے دما دم صدائے 'کُن فَیَکُوں'

علاج آتشِ رُومی کے سوز میں ہے ترا
تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں

اُسی کے فیض سے میری نگاہ ہے روشن
اُسی کی فیض سے میرے سبو میں ہے جیحوں

حرفِ راز: بھید کی بات. جنوں: عشقِ حقیقی. نفسِ جبرئیل: حضرت جبرئیلؑ کا سا سانس، مراد لب ولہجہ. فراخیِ افلاک: آسمانوں کا پھیلاؤ / وسعت. زبوں: عاجز، ناتواں. حیات: صحیح معنوں میں زندگی، یہ جسمانی زندگی نہیں. خیال ونظر: مراد بلند خیال اور گہری نظر / بصیرت. مجذوبی: جذب ہونے کی حالت، مراد عشقِ خداوندی میں ڈوب کر باقی کائنات سے بے نیاز ہو جانا. اندیشہ ہائے گونا گوں: مختلف قسم کے وسوسے اور خوف. لذتِ خودی: اپنی ذات اور اپنی چھپی ہوئی قوتوں سے آگاہ ہونے کا لطف. اپنے آپ میں نہ رہنا: مراد عشقِ حقیقی میں اتنا محو ہو جانا کہ اپنی ذات کی خبر تک نہ رہے. ضمیرِ پاک: پاک باطن / دل. نگاہِ بلند: مراد مادی دنیا سے بے نیاز نظر / بصیرت. مستیِ شوق: عشق کے جذبوں سے سرشار ہونے کی کیفیت. دولتِ قارُوں: قارُون کی دولت۔ قارُون، حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا ایک بیحد دولتمند شخص جس کے خزانوں کی صرف چابیاں چالیس خچروں پر لدی ہوئی تھیں. فکرِ افلاطوں: مشہور یونانی فلسفی افلاطون کا فلسفہ وحکمت. معراجِ مصطفیٰ: خدائی انوار ونشانیاں دکھانے اور دیدارِ خداوندی کے لیے حضرت جبرئیلؑ حضور اکرمؐ کو ۲۶ اور ۲۷ رجب کی درمیانی رات مکہ معظمہ سے اوپر لے گئے تھے۔ خود جبرئیل اپنے مقام سے آگے نہ بڑھ سکے. عالمِ بشریت: انسانوں کی دنیا، حضور اکرمؐ کے واقعہ معراج کے حوالے سے یہ کہا جبکہ حضور اکرمؐ اکیلے عالمِ قدس کی طرف گئے. زد: نشانہ. گردوں: آسمان. دمادم: مسلسل، لگاتار. صدائے ''کُن فیکون'': ''کُن فیکون'' کی آواز. قرآن کریم میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی چیز پیدا کرنا چاہتا ہے تو ''کُن'' (ہو جا) فرما دیتا ہے اور وہ پیدا ہو جاتی ہے. آتشِ رُومی: مراد مولانا رُوم نے اپنی شاعری (مثنوی) سے دلوں میں عشقِ حقیقی کی آگ بھڑکائی. غالب: چھایا ہوا. فرنگیوں کا فسوں: مراد مغربی تہذیب کا جادو. سبو: مٹکا، صراحی، مراد شاعری. جیحوں: بلخ کے قریب ایک دریا، مراد جذبوں اور علم ومعرفت کا دریا.

(۴)

عالمِ آب و خاک و باد! سرِّ عیاں ہے تُو کہ مَیں
وہ جو نظر سے ہے نہاں، اُس کا جہاں ہے تُو کہ مَیں

وہ شبِ درد و سوز و غم، کہتے ہیں زندگی جسے
اُس کی سحر ہے تُو کہ مَیں، اُس کی اذاں ہے تُو کہ مَیں

کس کی نمود کے لیے شام و سحر ہیں گرمِ سَیر
شانۂ روزگار پر بارِ گراں ہے تُو کہ مَیں

تُو کفِ خاک و بے بصر، مَیں کفِ خاک و خود نگر
کِشتِ وجود کے لیے آبِ رواں ہے تُو کہ مَیں

عالمِ آب و خاک و باد: عناصر (پانی، آگ، خاک اور ہوا) کی دنیا، مراد یہ دنیا۔ سرِّ عیاں: ظاہر یا نمایاں بھید۔ وہ جو: مراد خالق، خدا۔ سحر: صبح۔ اذاں: مراد صبح کے آغاز کی علامت۔ نمود: ظہور، ظاہر ہونا۔ گرمِ سیر: چلنے میں مصروف۔ شانہ: کندھا۔ روزگار: زمانہ۔ بارِ گراں: بہت وزنی بوجھ، ناگوار بوجھ۔ کفِ خاک: مٹی کی مٹھی، انسان۔ بے بصر: بینائی / بصیرت سے محروم۔ خود نگر: اپنی ذات / خودی سے باخبر۔ کشتِ وجود: وجود یا ہستی کی کھیتی، کائنات۔ آبِ رواں: بہتا ہوا پانی جو فصل کی زرخیزی کا باعث ہوتا ہے۔

(۵)

(لندن میں لکھے گئے)

تُو ابھی رہ گزر میں ہے، قیدِ مقام سے گزر
مصر و حجاز سے گزر، پارس و شام سے گزر

جس کا عمل ہے بے غرض، اُس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خِیام سے گزر، بادہ و جام سے گزر

گرچہ ہے دِلکشا بہت حُسنِ فرنگ کی بہار
طائرکِ بلند بال، دانہ و دام سے گزر

کوہ شگاف تیری ضرب، تجھ سے کُشادِ شرق و غرب
تیغِ ہلال کی طرح عیشِ نیام سے گزر

تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سُرور
ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر!

قیدِ مقام: منزل کی پابندی۔ مصر وحجاز: مراد جغرافیائی حدیں۔ پارس وشام: مراد جغرافیائی حدیں۔ حور و خیام: حوریں اور خیمے، مراد جنت کی آسائشیں وغیرہ۔ بادہ و جام: شراب اور جام، مراد جنت کی شراب طہور وغیرہ گزر: یعنی خیال چھوڑ۔ دل کشا: دل کو بھانے والا۔ حُسنِ فرنگ: یورپ کی تہذیب کی چکا چوند۔ طائرک بلند

بال: بلندی میں اُڑنے والا پرندہ، مراد مردِ مومن۔ **دانہ و دام**: دانہ اور جال، مراد ظاہری چکا چوند جس پر انسان فریفتہ ہو جاتا ہے۔ **کوہ شگاف**: پہاڑ کو پھاڑنے والی۔ **ضرب**: چوٹ، وار۔ **کشادِ شرق و غرب**: مشرق و مغرب مراد کائنات کی تسخیر۔ **تیغِ ہلال**: پہلے دن کا چاند تلوار کی شکل کا ہوتا ہے۔ **عیشِ نیام**: غلاف کا عیش، مراد جدو جہد اور عمل سے خالی زندگی۔ **امام**: مذہبی رہنما، گرو۔ **بے حضور**: دلی توجہ (حضوری) سے خالی۔ **بے سرور**: جس میں حضوری کی کیفیت نہ ہو۔



(۲)

امینِ راز ہے مردانِ حُر کی درویشی
کہ جبرئیلؑ سے ہے اس کو نسبتِ خویشی

کسے خبر کہ سفینے ڈبو چکی کتنے
فقیہ و صوفی و شاعر کی ناخوش اندیشی

نگاہِ گرم کہ شیروں کے جس سے ہوش اُڑ جائیں
نہ آہِ سرد کہ ہے گوسفندی و میشی

طبیبِ عشق نے دیکھا مجھے تو فرمایا
ترا مرض ہے فقط آرزو کی بے نیشی

وہ شے کچھ اور ہے کہتے ہیں جانِ پاک جسے
یہ رنگ و نم، یہ لہو، آب و ناں کی ہے بیشی

امینِ راز: بھید یعنی عشق کے بھید کی امانت رکھنے والی۔ مردانِ حُر: آزاد لوگ، مردانِ مومن۔ درویشی: دنیا سے بے نیازی کی حالت۔ نسبتِ خویشی: اپنائیت کا تعلق۔ سفینے: جمع سفینہ، کشتیاں۔ ناخوش اندیشی: اچھی بات نہ سوچنے یا بُری بات سوچنے کا انداز۔ نگاہِ گرم: مراد رعب و دبدبہ والی نگاہ۔ آہِ سرد: ٹھنڈی آہ جو مایوسی کی علامت ہے۔ فقیہ: شرعی احکام سے آگاہ اور ان کے مطابق فیصلہ کرنے والا۔ گوسفندی: بکری پن یعنی بزدلی، کمزوری، ڈرپوک ہونا۔ میشی: بھیڑ کا سا انداز، بزدلی، ڈرپوک ہونا۔ آرزو کی بے نیشی: ایسی آرزو جس میں عشق کی چبھن نہ ہو۔ جانِ پاک: پاکیزہ روح، آلودگی سے پاک روح۔ رنگ و نم: ظاہری چمک دمک جو انسان کے چہرہ پر ہوتی ہے۔ یہ لہو: مراد جسم میں دوڑنے والا خون۔ آب و ناں کی بیشی: یعنی لالچ/غذا خوری کی کثرت/زیادتی (مثنوی رومی کا ایک مصرع ہے ''ایں نہ عشق است ایں فسادِ گندم است'' یہ عشق نہیں گندم/لالچ کا بگاڑ ہے)۔

(۷)

پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن
مجھ کو پھر نغموں پہ اُکسانے لگا مُرغِ چمن

پھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار
اُودے اُودے، نیلے نیلے، پیلے پیلے پیرہن

برگِ گُل پر رکھ گئی شبنم کا موتی بادِ صبح
اور چمکاتی ہے اس موتی کو سورج کی کرن

حُسنِ بے پروا کو اپنی بے نقابی کے لیے
ہوں اگر شہروں سے بَن پیارے تو شہر اچھّے کہ بَن

اپنے من میں ڈُوب کر پا جا سراغِ زندگی
تُو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

من کی دنیا! من کی دنیا سوز و مستی، جذب و شوق
تن کی دنیا! تن کی دنیا سُود و سَودا، مکر و فن

من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے، آتا ہے دَھن جاتا ہے دَھن

من کی دُنیا میں نہ پایا مَیں نے افرنگی کا راج
من کی دُنیا میں نہ دیکھے مَیں نے شیخ و برہَمن

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تُو جھکا جب غیر کے آگے، نہ من تیرا نہ تن



کوہ و دَمن: پہاڑ اور وادی۔ اُکسانا: شوق دِلانا۔ اُودے اُودے: سُرخی مائل سیاہ رنگ کے۔ برگِ گُل: پھول کی پتّی۔ باد: ہوا۔ حُسنِ بے پروا: مراد خدائے بے نیاز کا جلوہ۔ بے نقابی: بغیر پردے کے، کھُل کر سامنے آنا۔ بَن: جنگل۔ مَن میں ڈُوبنا: اپنی ذات میں ڈوبنا۔ سُراغ: پتا، نشان۔ اپنا جینا: اپنی ذات سے باخبر ہونا۔ سوز و مستی: عشق کی گرمی اور محویت۔ جذب و شوق: بیخودی کی حالت اور اشتیاق۔ تن: جسم، مراد مادہ، وجود۔ سُود: نفع۔ سَودا: کاروبار، خرید و فروخت۔ مکر و فن: ہیرا پھیری، دھوکا فریب۔ دَھن: دولت۔ افرنگی کا راج: انگریز کی حکومت۔ شیخ و برہمن: عشق و جذبہ کی دولت سے محروم مذہبی رہنما۔ پانی پانی کرنا: شرمندہ کرنا۔ غیر: مراد ماسوا یعنی اللہ کے سوا جو کچھ ہے غیر اللہ۔

(۸)

(کابل میں لکھے گئے)

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مروّت حُسنِ عالم گیر ہے مردانِ غازی کا

شکایت ہے مجھے یا رب! خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

بہت مدّت کے نخچیروں کا اندازِ نگہ بدلا
کہ مَیں نے فاش کر ڈالا طریقہ شاہبازی کا

قلندر جُز دو حرفِ لا اِلٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہِ شہر قاروں ہے لُغت ہائے حجازی کا

حدیثِ بادہ و مینا و جام آتی نہیں مجھ کو
نہ کر خارا شگافوں سے تقاضا شیشہ سازی کا

کہاں سے تُو نے اے اقبالؔ سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا پادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

سلیقہ: ڈھنگ۔ دل نوازی: دوسروں کے دل موہ لینے کا انداز، حسنِ سلوک۔ مروّت: ایک دوسرے کا پاس لحاظ۔ حسنِ عالمگیر: دنیا پر چھا جانے والا حسن۔ مردانِ غازی: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن۔ خداوندانِ مکتب: مراد موجودہ دور کے تعلیمی اداروں کے سربراہ، تعلیمی ادارے چلانے والے۔ شاہیں بچے: مراد دلیر قوم کے بچے، مسلمان طلبا۔ خاکبازی: مٹی کا کھیل، مراد حوصلہ پست کرنے والی باتیں۔ نخچیر: شکار، مراد غلام قوم، مسلمان۔ اندازِ نگاہ: دیکھنے سوچنے اور چوکنا رہنے کا انداز۔ فاش کر ڈالا: ظاہر کر دیا۔ طریقہ شاہبازی کا: مراد دلیری اور بے خوفی کا انداز۔ جُز: سوائے۔ فقیہ: شرعی احکام جاننے والا۔ قارُون: مراد بہت دولتمند الفاظ کا بہت سرمایہ رکھنے والا۔ لُغت ہائے حجازی: مراد عربی کے موٹے موٹے الفاظ یا عبارتیں۔ حدیث: بات۔ خارا شگاف: پتھروں کو پھاڑنے والا، سخت جدوجہد کرنے والا۔ تقاضا: اصرار، مطالبہ۔ شیشہ سازی: مراد نازک/نا پائدار کام۔ بے نیازی: مراد حرص و ہوس سے پاک ہونا، بے توجّہی۔

عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیر و بم
عشق سے مٹی کی تصویروں میں سوزِ دم بہ دم

آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخِ گل میں جس طرح بادِ سحر گاہی کا نم

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم

دل کی آزادی شہنشاہی، شِکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے، دل یا شِکم!

اے مسلماں! اپنے دل سے پوچھ، مُلّا سے نہ پوچھ
ہو گیا اللہ کے بندوں سے کیوں خالی حرم

نوائے زندگی: زندگی کا نغمہ، مراد زندگی۔ زیر و بم: نیچے اور اونچے سُر، انقلاب۔ مٹی کی تصویر: مراد انسان۔ سوزِ دم بہ دم: ہر پل تپش و حرارت، جذبوں میں شدت۔ ریشہ ریشہ: رواں رواں، رگ رگ۔ سما جانا: داخل ہو جانا۔ بادِ سحر گاہی: صبح کی ہوا، بادِ نسیم۔ نم: نمی۔ محتاجِ ملوک: بادشاہوں کا دست نگر، بادشاہوں کے پاس اپنی حاجتیں لے جانے والا۔ گدا: فقیر، بھک منگا۔ دارا و جم: قدیم ایران کے دو عظیم بادشاہ، مراد بڑے بڑے حکمران۔ شکم: پیٹ، مراد مادی ضروریات پر توجہ۔ سامانِ موت: مراد روحانی زندگی کے ختم ہونے کا باعث۔ اللہ کے بندے: مراد سچے مومن۔ حرم: مکہ، مراد ملتِ اسلامیہ۔

(۱۰)

دل سوز سے خالی ہے، نِگہ پاک نہیں ہے
پھر اِس میں عجب کیا کہ تُو بے باک نہیں ہے

ہے ذوقِ تجلّی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل! تُو نِرا صاحبِ اِدراک نہیں ہے

وہ آنکھ کہ ہے سُرمۂ افرنگ سے روشن
پُرکار و سخن ساز ہے، نم ناک نہیں ہے

کیا صُوفی و مُلّا کو خبر میرے جُنوں کی
اُن کا سرِ دامن بھی ابھی چاک نہیں ہے

کب تک رہے محکومیِ انجم میں مری خاک
یا مَیں نہیں، یا گردشِ اَفلاک نہیں ہے

بجلی ہُوں، نظر کوہ و بیاباں پہ ہے میری
میرے لیے شایاں خس و خاشاک نہیں ہے

عالم ہے فقط مومنِ جاں باز کی میراث
مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے!

سوز: تپش، حرارت، گرمی۔ **نگہ پاک ہونا:** دنیاوی آلودگیوں سے نگاہیں پاک رہنا۔ **ذوقِ تجلی:** جلوۂ خداوندی۔ **اسی خاک:** مراد انسان۔ **پنہاں:** چھپا ہوا۔ **زرا:** صرف، محض۔ **صاحبِ ادراک:** عقل و دانش والا۔ **سرمۂ افرنگ:** مراد یورپی تہذیب۔ **پرکار:** بہت کام کرنے والا اور چالاک۔ **سخن ساز:** باتیں گھڑنے/بنانے والا، باتونی۔ **نم ناک:** گیلی، مراد جذبۂ عشق سے سرشار۔ **سروا من چاک ہونا:** عشقِ حقیقی میں مبتلا ہونے کی کیفیت۔ **محکومیِ انجم:** مراد تقدیر کی غلامی۔ **گردشِ افلاک:** تقدیر کا چکر۔ **شایاں:** شان کے لائق۔ **خس و خاشاک:** کوڑا کرکٹ، مراد مادی دنیا۔ **مومنِ جانباز:** خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا مومن۔ **میراث:** ترکہ، بزرگوں کی چھوڑی ہوئی جائداد۔ **صاحبِ "لولاک":** "لولاک" والا/کا مالک، حدیثِ قدسی کی طرف اشارہ ہے کہ اگر تو (حضور اکرمؐ) نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیرِ مغاں ہے مردِ خلیق

علاجِ ضعفِ یقیں ان سے ہو نہیں سکتا
غریب اگرچہ ہیں رازی کے نکتہ ہائے دقیق

مریدِ سادہ تو رو رو کے ہو گیا تائب
خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق

اسی طلسمِ کہن میں اسیر ہے آدم
بغل میں اس کی ہیں اب تک بتانِ عہدِ عتیق

مرے لیے تو ہے اقرار باللساں بھی بہت
ہزار شکر کہ مُلّا ہیں صاحبِ تصدیق

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مردِ مسلماں بھی کافر و زندیق

رفیق: ساتھی۔قلندر: خدا کی محبت میں گم اور دنیا سے بے نیاز صوفی، مردِ مومن۔ہجوم: بھیڑ۔پیرِ مُغاں: آتش پرستوں کا روحانی پیشوا، مراد اسوۂ حسنۂ رسولؐ پر چلنے والا مذہبی پیشوا۔مردِ خلیق: اچھے اخلاق والا آدمی۔ضعفِ یقیں: یقین کی کمزوری۔غریب: انوکھے۔رازی: مشہور فلسفی فخر الدین رازی (وفات ۱۲۱۰ء)۔نکتہ ہائے دقیق: گہری فلسفیانہ باتیں/مسئلے۔مُرید سادہ: بھولا بھالا مُرید۔توفیق: ہدایت، رہنمائی۔شیخ: مُرشد، جس نے مُرید کو توبہ کی ہدایت کی لیکن خود نہ کی۔طلسمِ کہن: پرانا جادو۔بتانِ عہدِ عتیق: قدیم زمانے کے بت، مراد رنگ اور نسل یا قبیلہ برادری کا امتیاز/تعصب۔اقرار باللسان: کسی بات کا زبان سے اقرار کرنا، زبان سے خدا کی توحید اور حضورِ اکرمؐ کے پیغمبر ہونے کا اقرار۔صاحبِ تصدیق: سچا اقرار دینے والا۔کافر و زندیق: خدا کا منکر اور ظاہر میں خدا پر ایمان، باطن میں اس کا انکار کرنے والا، بے دین۔

(۱۴)

پوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی
تُو صاحبِ منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی

کافر ہے مسلماں تو نہ شاہی نہ فقیری
مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

کافر ہے تو ہے تابعِ تقدیر مسلماں
مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیرِ الٰہی

مَیں نے تو کِیا پردۂ اسرار کو بھی چاک
دیرینہ ہے تیرا مرضِ کور نگاہی

مقبول: قبول/تسلیم کی گئی، مانی گئی۔ صاحبِ منزل: مراد اپنے اعلیٰ مقصد کو پالینے والا۔ بھٹکا ہوا راہی: راستہ بھولا ہوا مسافر، مراد بے مقصد زندگی بسر کرنے والا۔ شمشیر: تلوار، مراد مادی ذریعے اور اسباب۔ بے تیغ: تلوار کے بغیر، مراد جذبۂ جہاد کے ساتھ۔ تابعِ تقدیر: تقدیر کے ماتحت، مراد جد و جہد کی بجائے تقدیر کا سہارا لینے والا۔ تقدیرِ الٰہی: خدا کی تقدیر یعنی خدا کا فرمان۔ پردۂ اسرار چاک کرنا: فطرت کے راز کھول دینا۔ دیرینہ: پرانا۔ کور نگاہی: اندھاپن، مراد بصیرت سے عاری ہونا۔

(قرطبہ میں لکھے گئے)

یہ حوریانِ فرنگی، دل و نظر کا حجاب
بہشتِ مغربیاں، جلوہ ہائے پا بہ رکاب

دل و نظر کا سفینہ سنبھال کر لے جا
مہ و ستارہ ہیں بحرِ وجود میں گرداب

جہانِ صوت و صدا میں سما نہیں سکتی
لطیفۂ ازلی ہے فغانِ چنگ و رباب

سِکھا دیے ہیں اسے شیوہ ہائے خانقہی

فقیہِ شہر کو صوفی نے کر دیا ہے خراب

وہ سجدہ، روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

سُنی نہ مصر و فلسطیں میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب

ہوائے قرطبہ! شاید یہ ہے اثر تیرا
مری نوا میں ہے سوز و سُرورِ عہدِ شباب

قُرطبہ: سپین یعنی ہسپانیہ کا ایک مشہور شہر جہاں دنیا کی ایک بہت وسیع خوبصورت ترین اور عظیم ترین مسجد ہے **حوریانِ فرنگی**: انگریز خوبصورت عورتیں، میمیں۔ **دل و نظر کا حجاب**: یعنی ان کا حُسن اتنا دل کش ہے کہ اور کوئی حسین چیز دل و نظر کو نہیں لبھاتی۔ **جلوہ ہائے پا بہ رکاب**: مراد چند روزہ حُسن و دل کشی۔ **سفینہ**: کشتی۔ **مہ و ستارہ**: چاند اور ستارے، مراد ظاہری حسن کی علامتیں۔ **بحرِ وجود**: وجود کا سمندر۔ **گرداب**: بھنور۔ **جہانِ صَوت و صدا**: آواز اور شور کا جہاں، مراد شور اور ہنگاموں کی دنیا۔ **لطیفۂ ازلی**: قدرت کی عطا کردہ ایک دلکش و روح پرور شے۔ **فُغان**: آہ، مراد لے، نغمہ۔ **چنگ و رباب**: ستار اور باجا، موسیقی۔ **شیوہ ہائے خانقہی**: خانقاہ کے طور طریقے، گوشہ نشینی، بے عملی کی زندگی۔ **فقیہِ شہر**: شہر کا دینی پیشوا۔ **روحِ زمیں کا کانپنا**: پوری کائنات کا تھرتھرانا۔ **منبر و محراب**: مراد مسجدیں، سجدہ گاہیں۔ **رعشۂ سیماب**: پارے کی طرح ہلتے رہنا، کانپتے رہنا۔ **سوز و سرور**: تپش اور نشہ، مسرت۔ **عہدِ شباب**: جوانی کا زمانہ۔

دلِ بیدار فاروقی، دلِ بیدار کرّاری
مسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری

دلِ بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری، نہ میری ضرب ہے کاری

مشامِ تیز سے ملتا ہے صحرا میں نشاں اس کا
ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری

اس اندیشے سے ضبطِ آہ میں کرتا رہوں کب تک
کہ مُغ زادے نہ لے جائیں تری قسمت کی چنگاری

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیّاری ہے، سلطانی بھی عیّاری

مجھے تہذیبِ حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
کہ ظاہر میں تو آزادی ہے، باطن میں گرفتاری

تُو اے مولائے یثربؐ! آپ میری چارہ سازی کر
مری دانش ہے افرنگی، مرا ایماں ہے زُنّاری

دلِ بیدار: جذبہ عشقِ حقیقی سے سرشار اور زندہ دل۔ فاروقی: حضرت عمرؓ جیسی خوبیاں۔ آپ بہترین حکمران، مدبر، سیاست دان، سپہ سالار اور زبردست فاتح تھے۔ کراری: حضرت علیؓ جیسی خوبیاں، دلیری، بے خوفی، خیبر جیسے قلعہ کو فتح کیا۔ مسِ آدم: انسان کا تانبا، مراد خود انسان۔ کیمیا: اکسیر جس سے تانبے کو سونے میں بدلتے ہیں۔ دلِ خوابیدہ: سویا ہوا یعنی جذبوں سے خالی دل۔ کاری: پُر اثر۔ مشامِ تیز: سونگھنے کی تیز قوت۔ ظن و تخمیں: تحقیق کے بغیر اندازے، اٹکل پچو۔ آہوئے تاتاری: تاتار کا ہرن جو اپنی مشکِ نافہ کے لیے مشہور ہے۔ ضبطِ آہ کرنا: آہ دبائے رکھنا۔ مغ زادے: جمع مغ زادہ، آتش پرست، مراد کافر لوگ۔ عیاری: مکاری، دغا، فریب، چالاکی۔ تہذیبِ حاضر: موجودہ دور / آج کے رسم و رواج، ثقافت۔ باطن میں گرفتاری: یعنی حقیقت میں غلامی یا محکومی ہے۔ چارہ سازی کرنا: علاج کرنا، تکلیف دور کرنے کی تدبیر کرنا۔ دانش: علم، دانائی و عقل۔ افرنگی: مغربی انداز کی، یورپی۔ زُنّاری: مراد کافروں کے سے طور طریقوں والا۔

(۱۵)

خودی کی شوخی و تُندی میں کبر و ناز نہیں
جو ناز ہو بھی تو بے لذّتِ نیاز نہیں

نگاہِ عشق دلِ زندہ کی تلاش میں ہے
شکارِ مُردہ سزاوارِ شاہباز نہیں

مِری نوا میں نہیں ہے ادائے محبوبی
کہ بانگِ صُورِ سرافیل دل نواز نہیں

سوالِ مے نہ کروں ساقیِ فرنگ سے مَیں
کہ یہ طریقۂ رِندانِ پاک باز نہیں

ہوئی نہ عام جہاں میں کبھی حکومتِ عشق
سبب یہ ہے کہ محبت زمانہ ساز نہیں

اک اضطرابِ مسلسل، غیاب ہو کہ حضور
میں خود کہوں تو مِری داستاں دراز نہیں

اگر ہو ذوق تو خلوت میں پڑھ زبورِ عجم
فُغانِ نیم شبی بے نوائے راز نہیں

شوخی و تندی: شدت، تیزی، زیادتی کبر و ناز بڑاپن، تکبر و فخر. **ناز**: فخر، بڑائی، ادا. **بے لذت نیاز**: عاجزی کی لذت کے بغیر. **دل زندہ**: مراد خودی کے جذبے سے سرشار دل. **سزاوار**: لائق. **ادائے محبوبی**: حسینوں کا سا ناز و ادا. **بانگ**: آواز. **صورِ سرافیل**: حضرت اسرافیل کا بگل جس کے بجنے پر قیامت کے روز مُردے قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے. **دل نواز**: دل لبھانے والی. **ساقیِ فرنگ**: یورپ کا شراب پلانے والا، حکمران. **رندانِ پاک باز**: پاک فطرت، خدامست لوگ. **زمانہ ساز**: مراد اپنی مصلحت اور بھلائی کے لیے زمانے کے ساتھ ساتھ چلنا خواہ صحیح ہو یا غلط. **اضطراب مسلسل**: لگاتار بے قراری جو عشق کا نتیجہ ہے. **غیاب**: مراد فراق، ہجر. **حضور**: مراد وصل، سامنے ہونا. **دراز**: لمبی. **خلوت**: تنہائی. **زبورِ عجم**: علامہ کی فارسی نظموں وغیرہ کا مجموعہ جس میں معرفتِ الٰہی اور حکمت و فلسفہ کے مضامین بیان ہوئے ہیں. **فغانِ نیم شبی**: آدھی رات کے وقت اللہ کے حضور سربسجود ہونے اور گڑگڑانے کا عمل. **بے نوائے راز**: خدائی عشق کے رازوں کے بغیر.

میرِ سپاہ ناسزا، لشکریاں شکستہ صف
آہ! وہ تیرِ نیم کش جس کا نہ ہو کوئی ہدف

تیرے محیط میں کہیں گوہرِ زندگی نہیں
ڈھونڈ چکا میں موج موج، دیکھ چکا صدف صدف

عشقِ بُتاں سے ہاتھ اُٹھا، اپنی خودی میں ڈوب جا
نقش و نگارِ دَیر میں خونِ جگر نہ کر تلَف

کھول کے کیا بیاں کروں سرِّ مقامِ مرگ و عشق
عشق ہے مرگِ باشرَف، مرگ حیاتِ بے شرَف

صحبتِ پیرِ روم سے مجھ پہ ہُوا یہ راز فاش
لاکھ حکیم سَر بجیب، ایک کلیم سَر بکف

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درختِ طُور سے آتی ہے بانگِ 'لَا تَخَف'

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

میرِ سپاہ: فوج کا سردار، مراد قوم کے رہنما. ناسزا: نا اہل. لشکریاں: جمع لشکر، فوجی، مراد قوم، عوام. شکستہ صف: مراد بکھرے ہوئے، غیر متحد، غیر منظم. تیر نیم کش: جو تیر پوری طرح کمان میں نہ کھینچا گیا ہو، مراد بے اثر تیر. ہدف: نشانہ. تیرا محیط: تیرا سمندر، مراد مسلمانوں میں. گوہرِ زندگی: مراد جذبوں اور جہد و عمل سے بھرپور زندگی. موج موج: ایک ایک لہر، پوری طرح. صدف صدف: ایک ایک سیپی. عشقِ بتاں: مراد مختلف مادی خواہشوں میں ڈوبے رہنا. ہاتھ اٹھانا: باز آجانا، چھوڑ دینا. سِرّ: بھید، راز. مقامِ مرگ و عشق: موت اور عشق کا مرتبہ. مرگِ باشرف: عظمت والی موت. حیاتِ بے شرف: وقار اور عظمت سے خالی زندگی. صحبتِ پیرِ رُوم: مراد مولانا رُوم کی مثنوی اور دیوان وغیرہ کے مطالعے کے نتیجے میں. راز فاش ہونا: بھید کھل جانا. سر بجیب: گریبان میں سر جھکائے، فلسفیانہ سوچوں میں گم. کلیم: حضرت موسیٰؑ کا لقب کلیم اللہ، مراد مردِ مومن، مجاہد. سر بکف: ہتھیلی پر سر لیے، مراد خدا کی راہ میں ہر وقت جان کی بازی لگانے والا. معرکہ آزما: کفر و باطل کی قوتوں سے ٹکرانے والا. درختِ طور: جس پر موسیٰؑ کو خدا کا دیدار ہوا، طورِ سینا. بانگِ ''لاتخف'': مت ڈر کی آواز، حضرت موسیٰؑ جب فرعون کے دربار میں جادوگروں کے جادو سے ڈر گئے تو خدا کی طرف سے انھیں آواز آئی ''مت ڈر'' چنانچہ انھوں نے اپنا عصا پھینکا اور سب جادو مٹ گئے. خیرہ کرنا: حیران کرنا. جلوۂ دانشِ فرنگ: مغربی/یورپی علم و دانش کی روشنی. خاکِ مدینہ و نجف: مدینہ اور نجف کی مٹی، مدینہ میں حضور اکرمؐ کا روضہ مبارک ہے اور نجف میں حضرت علیؓ کا.

(۱۷)

(یورپ میں لکھے گئے)

زمستانی ہَوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
نہ چھُوٹے مجھ سے لندن میں بھی آدابِ سحَر خیزی

کہیں سرمایۂ محفل تھی میری گرم گُفتاری
کہیں سب کو پریشاں کر گئی میری کم آمیزی

زمامِ کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا؟
طریقِ کوہکن میں بھی وہی حِیلے ہیں پرویزی

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جُدا ہو دِیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

سوادِ رومۃ الکبریٰ میں دِلّی یاد آتی ہے
وہی عبرت، وہی عظمت، وہی شانِ دل آویزی

زمستانی ہوا: موسم سرما کی ٹھنڈی ہوا۔ آدابِ سحر خیزی: صبح سویرے اُٹھ کر اللہ کی یاد میں مشغول ہونے کے طور طریقے۔ سرمایۂ محفل: مراد محفل کی رونق۔ کم آمیزی: دوسروں سے کم ملنا جلنا، دور رہنا۔ زمامِ کار: مملک کے انتظامی امور، حکومت وغیرہ۔ طریقِ کوہکن: فرہاد کا طریقہ، پہاڑ کھودنے کا عمل، فرہاد نے اپنی محبوبہ شیریں کے

کہنے پر پہاڑ، دشتوں کو کاٹ کر چراگاہ سے محل تک نہر کھودی تھی تا کہ شیریں تک چراگاہ سے تازہ دودھ پہنچتا رہے
پرویزی: پرویز، خسرو پرویز کا طریقہ، مراد حکومت۔ جلالِ پادشاہی: بادشاہت کا رعب و دبدبہ۔ جمہوری
تماشا: مراد نام نہاد جمہوریت، عوامی حکومت کا ڈھونگ۔ چنگیزی: مراد ظلم و ستم، لوٹ مار اور خوں ریزی۔ سوادِ
رومتہ الکبریٰ: اٹلی کا پایہ تخت جو قدیم زمانے میں ایک بڑا شہر اور دار السلطنت تھا (سواد: علاقہ)۔



(۱۸)

یہ دیرِ کُہن کیا ہے، انبارِ خس و خاشاک
مشکل ہے گزر اس میں بے نالۂ آتش ناک

نخچیرِ محبت کا قصہ نہیں طولانی
لطفِ خلشِ پیکاں، آسودگیِ فتراک

کھویا گیا جو مطلب ہفتاد و دو ملّت میں
سمجھے گا نہ تُو جب تک بے رنگ نہ ہو ادراک

اک شرعِ مسلمانی، اک جذبِ مسلمانی
ہے جذبِ مسلمانی سرِّ فلکُ الافلاک

اے رہروِ فرزانہ! بے جذبِ مسلمانی
نے راہِ عمل پیدا، نے شاخِ یقیں نم ناک

رمزیں ہیں محبت کی گستاخی و بے باکی
ہر شوق نہیں گستاخ، ہر جذب نہیں بے باک

فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا
یا اپنا گریباں چاک یا دامنِ یزداں چاک!

دیرگوں: پرانا مندر، مراد یہ دنیا۔ **انبار:** ڈھیر۔ **خس و خاشاک:** گھوڑا کرکٹ، مراد مٹ جانے والی چیزیں۔ **نالۂ آتشناک:** مراد عشق کی حرارت اور جوش و جذبہ سے پُر ہونا۔ **نخچیر:** شکار۔ **طولانی:** لمبا، طویل۔ **لطفِ خلشِ پیکاں:** تیر کی چبھن کا مزہ، مراد عشق کی راہ میں آنے والی تکلیفیں، مشکلیں۔ **آسودگیِ فتراک:** شکار بند کی راحت / سکون، مراد مذکورہ تکلیفوں میں عاشق کے لیے راحت۔ **مطلب:** اصلی مقصد، مراد ملتِ اسلامیہ کے اتحاد کا مقصد۔ **ہفتاد و دو ملت:** مراد بہتر (۷۲) فرقے، جو ملتِ اسلامیہ میں پھوٹ کا باعث بنے ہیں، فرقہ پرستی۔ **بے رنگ:** مراد ہر طرح کی جغرافیائی حدود اور فرقہ پرستی سے پاک۔ **ادراک:** عقل و شعور۔ **شرعِ مسلمانی:** شریعت و قانونِ محمدی۔ **جذبِ مسلمانی:** دنیا سے بے تعلق اور عشقِ حقیقی میں ڈوبے رہنے کا عمل۔ **فلک الافلاک:** تمام آسمانوں سے بلند آسمان، عرشِ بریں۔ **رہرو فرزانہ:** عقلمند مسافر۔ **راہِ عمل:** عمل کا راستہ، مسلسل جدوجہد کا طریقہ۔ **شاخِ یقیں:** یقین کی شاخ، مراد یقین۔ **نمناک:** گیلی، تر و تازہ، سرسبز، مراد پختہ، پکا۔ **رمزیں:** جمع رمز، اشارے، طور طریقے۔ **گستاخی:** بے ادبی، مراد ایسے الفاظ کا استعمال جنھیں محبوب تو سمجھتا ہے لیکن عام لوگ وہ شعور نہ رکھنے کے سبب انھیں بے ادبی کے الفاظ سمجھتے ہیں۔ **شوق:** اشتیاق، عشق، تمنا۔ **جنوں:** دیوانگی، عشق۔ **گریباں چاک ہونا:** گریباں کا پھٹنا، جنون کی علامت، بے حد عشق ہونا۔ **دامنِ یزداں:** خدا کا دامن۔

کمالِ تَرک نہیں آب و گِل سے مہجوری
کمالِ تَرک ہے تسخیرِ خاکی و نُوری

میں ایسے فقر سے اے اہلِ حلقہ باز آیا
تمھارا فقر ہے بے دَولتی و رنجوری

نہ فقر کے لیے موزُوں، نہ سلطنت کے لیے
وہ قوم جس نے گنوایا متاعِ تیموری

سُنے نہ ساقیِ مہ وَش تو اور بھی اچھّا
عیارِ گرمیِ صحبت ہے حرفِ معذوری

حکیم و عارف و صوفی، تمام مستِ ظہور
کسے خبر کہ تجلّی ہے عین مستوری

وہ ملتفت ہوں تو کُنجِ قفس بھی آزادی
نہ ہوں تو صحنِ چمن بھی مقامِ مجبوری

بُرا نہ مان، ذرا آزما کے دیکھ اسے
فرنگ دل کی خرابی، خرد کی معموری

کمالِ ترک: مراد دنیا و مافیہا سے تعلق توڑ لینے کی خوبی۔ **آب و گل:** مراد مادی دنیا اور اس میں جو کچھ ہے **مہجوری:** دوری، چھوڑ دینے کا عمل۔ **تسخیرِ خاکی و نوری:** مراد اس دنیا اور آسمانی دنیا پر حکمرانی۔ **اہلِ حلقہ:** صوفیوں کا وہ گروہ جو دائرے کی صورت میں بیٹھ کر ذکر کرتا ہے۔ **بے دولتی:** دولت سے محرومی، جس سے کچھ حاصل نہ ہو۔ **رنجوری:** آزردہ ہونا، رنج کرنا، کڑھنا۔ **متاعِ تیموری:** اشارہ ہے مغلیہ سلطنت کی طرف جو عالمگیر کے زمانے میں بہت وسیع تھی، بعد والوں نے اپنی نالائقیوں کے سبب ہاتھوں سے کھو دی۔ **ساقیِ مہ وش:** چاند ایسا خوبصورت ساقی۔ **عیار:** کسوٹی۔ **گرمیِ صحبت:** باہم مل بیٹھنے میں جوش و جذبہ۔ **حرفِ معذوری:** مجبوری کی بات / باتیں۔ **حکیم:** فلسفی۔ **عارف:** خدا کی معرفت حاصل کرنے والا۔ **مستِ ظہور:** مراد محبوبِ حقیقی کو سامنے دیکھنے کے بیحد خواہشمند۔ **تجلی:** جلوہ۔ **عین مستوری:** پورے طور پر پردے میں ہونا۔ **ملتفت ہونا:** توجہ کرنا۔ **کنجِ قفس:** پنجرے کا کونا۔ **مقامِ مجبوری:** ایسی جگہ جہاں مجبوراً رہنا پڑے۔ **دل کی خرابی:** مراد عشق کے جذبات سے خالی دل۔ **خرد کی معموری:** مراد ظاہری اور سائنسی علوم سے مالا مال۔

عقل گو آستاں سے دُور نہیں   اس کی تقدیر میں حضور نہیں

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب   آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

عِلم میں بھی سُرور ہے لیکن   یہ وہ جنت ہے جس میں حور نہیں

کیا غضب ہے کہ اس زمانے میں   ایک بھی صاحبِ سُرور نہیں

اک جنوں ہے کہ باشعور بھی ہے   اک جنوں ہے کہ باشعور نہیں

ناصبوری ہے زندگی دل کی   آہ وہ دل کہ ناصبُور نہیں

بے حضوری ہے تیری موت کا راز   زندہ ہو تُو تو بے حضور نہیں

ہر گُہر نے صدف کو توڑ دیا   تُو ہی آمادۂ ظہور نہیں

'اَرِنی' مَیں بھی کہہ رہا ہوں، مگر
یہ حدیثِ کلیمؑ و طُور نہیں

گو: اگرچہ۔ آستاں: دلہیز، مراد بارگاہِ خداوندی۔ حضور: خدائی جلووں کا سامنے ہونا۔ دلِ بینا: دیکھنے والا دل، مراد گہری بصیرت اور جذبۂ عشق سے پُر دل۔ سُرور: نشہ، کیف، مستی۔ صاحبِ سُرور: عشق کے جذبوں سے سرشار انسان۔ کیا غضب ہے: کیا اندھیر ہے کیا قیامت ہے۔ جنوں: دیوانگی، مراد عشق۔ باشعور: دانائی اور لیاقت والا۔ ناصبوری: بے صبری، محبت میں دل کی بیقراری۔ بے حضوری: دل کی توجہ سے خالی / عاری ہونے کی حالت۔ گُہر: موتی۔ زندہ: جہد و عمل کرنے والا، عشق سے سرشار۔ صدف: سیپی۔ آمادۂ ظہور: خود کو یعنی اپنی پوشیدہ قوتوں اور صلاحیتوں کو جہدِ مسلسل سے ظاہر کرنے کے لیے تیار۔ "اَرِنی": مجھے اپنا جلوہ دکھا"۔ حضرت موسیٰؑ نے طور پر خدا سے یہ درخواست کی تھی۔ حدیثِ کلیم و طور نہیں: یعنی صرف حضرت موسیٰؑ کی درخواست اور طور تک ہی یہ بات محدود نہیں۔

(۲۱)

خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں
تُو آبجو اسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں

طلسمِ گنبدِ گردُوں کو توڑ سکتے ہیں
زُجاج کی یہ عمارت ہے، سنگِ خارہ نہیں

خودی میں ڈُوبتے ہیں پھر اُبھر بھی آتے ہیں
مگر یہ حوصلۂ مردِ ہیچ کارہ نہیں

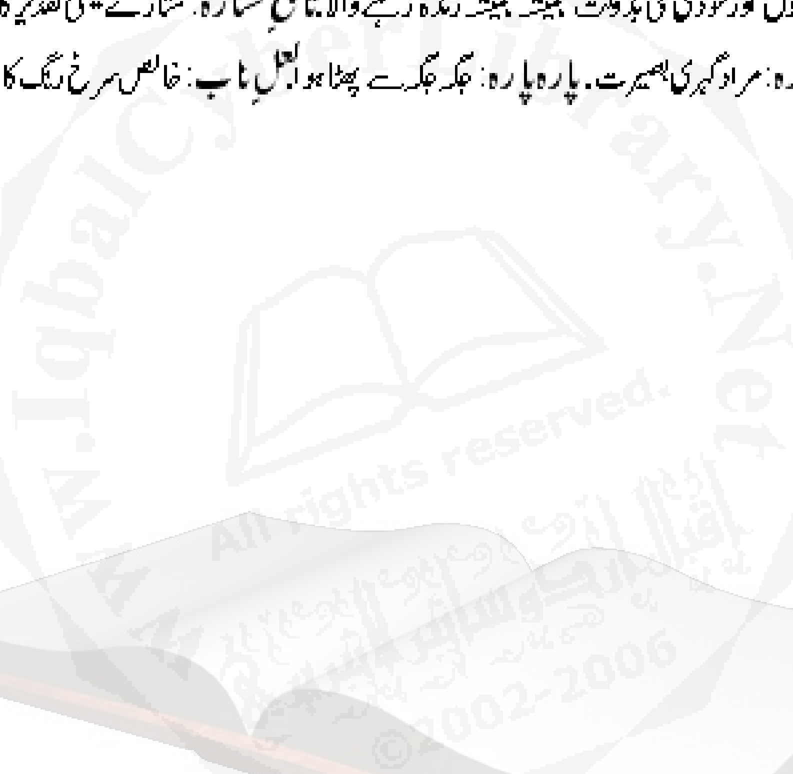
ترے مقام کو انجم شناس کیا جانے
کہ خاکِ زندہ ہے تُو، تابعِ ستارہ نہیں

یہیں بہشت بھی ہے، حور و جبرئیل بھی ہے
تری نِگہ میں ابھی شوخیِ نظارہ نہیں

مرے جنوں نے زمانے کو خوب پہچانا
وہ پیرہن مجھے بخشا کہ پارہ پارہ نہیں

غضب ہے، عینِ کرم میں بخیل ہے فطرت
کہ لعلِ ناب میں آتش تو ہے، شرارہ نہیں

آبجو: ندی. گنبدِ گرداں: آسمان کا گنبد، مراد آسمان. زُجاج: شیشہ. سنگِ خارا: سخت پتھر. مردِ ہیچ کارہ: بیکار آدمی، جہد و عمل سے جان چُرانے والا. انجم شناس: ستاروں کا علم جاننے والا، نجومی. خاکِ زندہ: زندہ مٹی، مراد جذبوں اور خودی کی بدولت ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا. تابع ستارہ: ستارے یعنی تقدیر کا حکم ماننے والا. شوخیِ نظارہ: مراد گہری بصیرت. پارہ پارہ: جگہ جگہ سے پھٹا ہوا. لعلِ ناب: خالص سرخ رنگ کا قیمتی پتھر.



(۴۲)

یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صُبح گاہی
کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام پادشاہی

تری زندگی اسی سے، تری آبرو اسی سے
جو رہی خودی تو شاہی، نہ رہی تو رُو سیاہی

نہ دیا نشانِ منزل مجھے اے حکیم تُو نے
مجھے کیا گِلہ ہو تجھ سے، تُو نہ رہ نشیں نہ راہی

مِرے حلقۂ سخن میں ابھی زیرِ تربیت ہیں
وہ گدا کہ جانتے ہیں رہ و رسمِ کج کلاہی

یہ معاملے ہیں نازک، جو تری رضا ہو تُو کر
کہ مجھے تو خوش نہ آیا یہ طریقِ خانقاہی

تُو ہُما کا ہے شکاری، ابھی ابتدا ہے تیری
نہیں مصلحت سے خالی یہ جہانِ مُرغ و ماہی

تُو عرَب ہو یا عجم ہو، ترا 'لَا اِلٰہَ اِلاَّ'
لُغتِ غریب، جب تک ترا دل نہ دے گواہی

پیام: پیغام۔ بادِ صبحگاہی: صبح کی ہوا، نسیم۔ خودی کے عارف: مراد جو اپنی خودی یعنی اپنی پوشیدہ قوتوں اور صلاحیتوں سے پوری طرح باخبر ہیں۔ پادشاہی: حکمرانی، باطل قوتوں پر غلبہ۔ آبرو: چہرے کی چمک، مراد عزت۔ شاہی: حکمرانی۔ رُوسیاہی: رسوائی، ذلت۔ نشانِ منزل: مراد محبوبِ حقیقی تک رسائی کا پتہ/طریقہ۔ گِلہ: شکایت۔ رَہ نشیں: مراد محبوبِ حقیقی تک رسائی کی راہ میں بیٹھنے والا۔ راہی: مسافر، یعنی راہِ عشق کا مسافر۔ حلقۂ سخن: شاعری کا حلقہ، مراد شاعری۔ زیرِ تربیت: تربیت پانے والے، مراد تربیت پا رہے ہیں یعنی اثر لے رہے ہیں۔ گدا: فقیر، بھک منگا، مراد مسلمان جو کبھی حکمران تھے اور اب محکوم ہیں۔ رہ و رسمِ کج کلاہی: مراد حکمرانی کے طور طریقے۔ رضا: مرضی۔ طریقِ خانقاہی: مراد خانقاہوں میں بیٹھ کر جہد و عمل سے خالی زندگی اور محض "حق حق" کرنے کا انداز۔ ہُما: ایک افسانوی پرندہ جس کا سایہ کسی پر پڑ جائے تو وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ مصلحت: حکمت۔ جہانِ مرغ و ماہی: پرندوں اور مچھلیوں کی دنیا، مراد یہ دنیا۔ عرب یا عجم ہونا: مراد دنیا کے کسی بھی ملک کا مسلمان ہونا۔ ترا "لا الٰہ الا": مراد تیرا محض زبان سے "لا الٰہ الا" (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں) کہنا۔ لغتِ غریب: اجنبی سا لفظ، غیر مانوس لفظ۔ دل کا گواہی دینا: یعنی لا الٰہ دل سے نکلے اور اس پر عمل ہو۔

تری نگاہ فرومایہ، ہاتھ ہے کوتاہ
ترا گنہ کہ نخیلِ بلند کا ہے گناہ

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا 'لا اِلٰہَ اِلاّ اللہ'

خودی میں گم ہے خدائی، تلاش کر غافل!
یہی ہے تیرے لیے اب صلاحِ کار کی راہ

حدیثِ دل کسی درویشِ بے گلیم سے پوچھ
خدا کرے تجھے تیرے مقام سے آگاہ

برہنہ سر ہے تو عزمِ بلند پیدا کر
یہاں فقط سرِ شاہیں کے واسطے ہے کُلاہ

نہ ہے ستارے کی گردش نہ بازیِ افلاک
خودی کی موت ہے تیرا زوالِ نعمت و جاہ

اُٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غم ناک
نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ!

فرومایہ: گھٹیا، مراد تیری نگاہ سے عاری۔ ہاتھ کوتاہ ہونا: کسی چیز تک رسائی نہ ہونے کا عمل۔ تخیل بلند: کھجور کا اونچا درخت۔ گلا گھونٹ دینا: مراد جذبوں سے عاری کر دینا اور دنیاوی علوم میں مصروف رکھنا۔ اہلِ مدرسہ: مراد عشق کے جذبوں سے خالی ظاہری علوم پڑھانے والے، موجودہ دور کے تعلیمی ادارے چلانے والے۔ "لا الٰہ الا اللہ": اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یعنی توحید خداوندی۔ صلاحِ کار: کسی کام / چیز کو درست کرنا، درستگی۔ حدیثِ دل: دل کی بات، جذبۂ عشق کی بات۔ درویش بے گلیم: گدڑی / کملی کے بغیر رہنے والا درویش، مراد جو درویشی کی ظاہری نشانیوں کی نمائش کرنے والا نہ ہو، صحیح معنوں میں درویش خدا مست۔ برہنہ سر: ننگے سر، مراد غلامی۔ عزمِ بلند: بلند ارادہ، بہت جدوجہد کا ارادہ۔ سرِ شاہیں: شاہین کا سر، مراد مردِ مومن کا سر۔ کلاہ: ٹوپی، مراد حکومت / حکمرانی۔ ستارے کی گردش: مراد تقدیر کا چکر۔ بازیِ افلاک: آسمانوں کا کھیل، آسمانوں کی گردش جس سے زمانے میں تبدیلیاں آتی ہیں۔ زوالِ نعمت و جاہ: دولت اور عزت حکومت وغیرہ میں کمی۔ نگاہ: مرشد یا عاشقِ حقیقی کی نگاہ جو دوسروں میں انقلاب پیدا کر دے۔ معرفت: مراد خدا کی صحیح پہچان۔

(۴۴)

خِرَد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں

گراں بہا ہے تو حفظِ خودی سے ہے ورنہ
گُہر میں آبِ گُہر کے سوا کچھ اور نہیں

رگوں میں گردشِ خوں ہے اگر تو کیا حاصل
حیات سوزِ جگر کے سوا کچھ اور نہیں

عُروسِ لالہ! مُناسب نہیں ہے مجھ سے حجاب
کہ مَیں نسیمِ سحر کے سوا کچھ اور نہیں

جسے کساد سمجھتے ہیں تاجرانِ فرنگ
وہ شے متاعِ ہُنر کے سوا کچھ اور نہیں

بڑا کریم ہے اقبالؔ بے نوا لیکن
عطائے شعلہ شرر کے سوا کچھ اور نہیں

خبر: مراد ظاہری علوم حواسِ خمسہ کے ذریعے حاصل ہونے والی معلومات۔ **نظر**: کسی اللہ والے کی نگاہ جو انسان میں جذبۂ عشق اور یقین کامل پیدا کرتی ہے۔ **حیات**: صحیح یا ابدی زندگی۔ **ذوقِ سفر**: مراد جدوجہد اور مسلسل عمل کا لطف۔ **گراں بہا**: بیحد قیمتی۔ **حفظِ خودی**: خودی کو برقرار رکھنے کا عمل۔ **آبِ گہر**: موتی کی چمک۔ **گردشِ خوں**: خون کا جسم میں پھرنا جو زندگی کی علامت ہے۔ **سوزِ جگر**: جگر کی تپش، عشق کے جذبوں سے پُر ہونا۔ **عروسِ لالہ**: لالہ کی دلہن، مراد لالہ کا پھول۔ **حجاب**: پردہ۔ **نسیمِ سحر**: صبح کی ہوا جس سے کلیاں کھلتی ہیں۔ **تاجرانِ فرنگ**: یورپ کے تاجر، مراد انگریز حکمران جنھوں نے تجارت کے بہانے برصغیر پر قبضہ جمایا۔ **متاعِ ہنر**: مراد فضل و کمال کی پونجی۔ **کریم**: مہربان۔ **بے نوا**: جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ **عطائے شعلہ**: شعلے کا انعام شعلے کا کچھ دینا۔ **شرر**: چنگاری، مراد سوزِ عشق۔

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو، وہ قیصری کیا ہے!

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اَور کافری کیا ہے!

فلک نے اُن کو عطا کی ہے خواجگی کہ جنھیں
خبر نہیں روشِ بندہ پروَری کیا ہے

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

اسی خطا سے عتابِ مُلوک ہے مجھ پر
کہ جانتا ہُوں مآلِ سکندری کیا ہے

کسے نہیں ہے تمنّائے سَروَری، لیکن
خودی کی موت ہو جس میں وہ سَروَری کیا ہے!

خوش آگئی ہے جہاں کو قلندری میری
وگرنہ شعر مرا کیا ہے، شاعری کیا ہے!

نگاہِ فقر میں: مراد عشقِ حقیقی سے سرشار مردِ مومن کی نظر میں۔ شانِ سکندری: مراد عظیم حکومت و سلطنت کی شان۔ کیا ہے: مراد کچھ نہیں۔ خراج: ٹیکس۔ گدا: مانگنے والا۔ قیصری: قیصر، روم کے بادشاہوں کا لقب، مراد عظیم حکومت اور سلطنت۔ خواجگی: آقائی، مالک ہونا۔ روش: طریقہ۔ بندہ پروری: غلاموں مراد انسانوں پر مہربانی اور نوازش کا عمل۔ شوخی: چلبلا پن۔ دلبری: محبوبی، دلوں پر قبضہ کرنے کی کیفیت۔ عتابِ ملوک: بادشاہوں/ حکمرانوں کا غیظ و غضب/ غصہ۔ مآلِ سکندری: مراد فانی دنیا کی عظیم بادشاہت/ حکمرانی کا انجام (یعنی آخر فنا)۔ تمنائے سروری: بڑا بننے کی آرزو۔ قلندری: جذب و عشق کی حالت اور دنیا سے بے نیازی۔ شعر مرا کیا ہے: مرادفنی طور پر میری شاعری اعلیٰ درجے کی نہیں ہے (از راہِ انکسار کہا ہے)۔

نہ تُو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے، تُو نہیں جہاں کے لیے

یہ عقل و دل ہیں شرر شعلۂ محبت کے
وہ خار و خس کے لیے ہے، یہ نیستاں کے لیے

مقامِ پرورشِ آہ و نالہ ہے یہ چمن
نہ سیرِ گُل کے لیے ہے نہ آشیاں کے لیے

رہے گا راوی و نیل و فرات میں کب تک
ترا سفینہ کہ ہے بحرِ بے کراں کے لیے!

نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو

ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کے لیے

نِگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

ذرا سی بات تھی، اندیشۂ عجم نے اسے
بڑھا دیا ہے فقط زیبِ داستاں کے لیے

مِرے گلو میں ہے اک نغمہ جبرئیل آشوب
سنبھال کر جسے رکھا ہے لا مکاں کے لیے

وہ: مراد عقل۔ **خار و خس**: کانٹے اور تنکے، مراد یہ مادی دنیا۔ یہ مراد دل۔ **نیستاں**: بانسوں کا جنگل، مراد دنیائے عشق۔ **مقامِ پرورشِ آہ و نالہ**: آہ و نالہ کی پرورش کا مقام، مراد فطرت کے مناظر خدا تعالیٰ کے وجود سے آگاہ اور صاحبِ بصیرت کو اس کے عشق میں مبتلا کرتے ہیں۔ **سیرِ گُل**: مراد باغ کی ایسی سیر جس سے انسان کوئی معرفت حاصل نہ کرے۔ **راوی و نیل و فرات**: ۳ مشہور دریا، مراد جغرافیائی حدیں۔ **بحرِ بیکراں**: بہت وسیع سمندر، مراد اسلام جغرافیائی حدود میں محدود نہیں۔ **نشانِ راہ دکھانا**: گہری بصیرت اور بلند ارادوں کا حامل ہونا۔ **مردِ راہ داں**: راستہ جاننے والا، مراد حقیقی و عظیم رہنما، قائد۔ **نگہ بلند**: مراد بلند حوصلہ، فراخ دل۔ **سخن دل نواز**: دل لبھانے والی باتیں۔ **جاں پُرسوز**: عشق کی حرارت سے سرشار روح۔ **رختِ سفر**: سفر کا سامان، مراد قیادت و رہنمائی کا سرمایہ۔ **اندیشۂ عجم**: غیر عربی فکر، غالباً ایرانی تصوف مراد ہے۔ **زیبِ داستاں**: مراد کہانی کو خوبصورت بنانے کے لیے اسے طول دینا۔

(۴۷)

تُو اے اسیرِ مکاں! لامکاں سے دُور نہیں
وہ جلوہ گاہ ترے خاک داں سے دُور نہیں

وہ مَرغزار کہ بیمِ خزاں نہیں جس میں
غمیں نہ ہو کہ ترے آشیاں سے دُور نہیں

یہ ہے خلاصۂ علمِ قلندری کہ حیات
خدنگِ جَستہ ہے لیکن کماں سے دُور نہیں

فضا تری مہ و پرویں سے ہے ذرا آگے
قدم اُٹھا، یہ مقامِ آسماں سے دُور نہیں

کہے نہ راہ نُما سے کہ چھوڑ دے مجھ کو
یہ بات راہروِ نکتہ داں سے دُور نہیں

اسیرِ مکاں: مراد جو صرف اس دُنیا تک محدود ہے۔ لامکاں: عالمِ بالا، عالمِ قدس۔ جلوہ گاہ: خدا کی تجلّی کی جگہ۔ خاک داں: مراد یہ دنیا۔ مَرغزار: سبزہ زار۔ بیمِ خزاں: موسمِ خزاں (پت جھڑ) کا ڈر۔ غمیں: غمگین، غم زدہ۔ خدنگِ جستہ: کمان سے نکلا ہوا تیر۔ فضا: مراد ماحول۔ مہ و پرویں: چاند اور ستارے۔ قدم اُٹھا: مراد جدوجہد اور عمل کر۔ یہ مقام: مراد چاند ستاروں سے آگے کا ٹھکانا۔ راہروِ نکتہ داں: گہری اور باریک باتیں جاننے والا مسافر۔

(یورپ میں لکھے گئے)

خِرد نے مجھ کو عطا کی نظر حکیمانہ
سِکھائی عشق نے مجھ کو حدیثِ رندانہ

نہ بادہ ہے، نہ صُراحی، نہ دَورِ پیمانہ
فقط نگاہ سے رنگیں ہے بزمِ جانانہ

مِری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ مَیں ہوں محرمِ رازِ درُونِ میخانہ

کلی کو دیکھ کہ ہے تشنۂ نسیمِ سحر
اسی میں ہے مرے دل کا تمام افسانہ

کوئی بتائے مجھے یہ غیاب ہے کہ حضور
سب آشنا ہیں یہاں، ایک مَیں ہوں بیگانہ

فرنگ میں کوئی دن اور بھی ٹھہر جاؤں
مِرے جنوں کو سنبھالے اگر یہ ویرانہ

مقامِ عقل سے آساں گزر گیا اقبالؔ
مقامِ شوق میں کھویا گیا وہ فرزانہ

خرد: عقل و دانش۔ حکیمانہ نظر: فلسفیوں کی سی نظر، مسائل فطرت پر غور و فکر کا انداز۔ حدیثِ رندانہ: رندوں کی سی بات، مراد جذبوں سے سرشاری۔ بادہ: شراب۔ دورِ پیمانہ: جام کی گردش۔ نگاہ: مراد بصیرت، دل کی نگاہ۔ بزمِ جانانہ: محبوب کی محفل، مراد یہ کائنات۔ نوائے پریشاں: منتشر آواز/نغمہ۔ محرم: واقف، جاننے والا۔ رازِ درون: اندر/باطن کا بھید۔ تشنہ: پیاسی۔ نسیم سحر: صبح کی ہوا جس سے کلیاں کھلتی ہیں۔ غیاب: مراد فراق، محبوب سے دوری۔ حضور: غیاب کی ضد، حضوری، خدائی تجلیات کا سامنے ہونا۔ آشنا: ایک دوسرے کو جاننے والے۔ جنوں: دیوانگی، عشق۔ مقامِ عقل: عقل کی منزل۔ مقامِ شوق: عشق کی منزل۔ کھویا گیا: گم ہو گیا، راستہ بھول گیا۔ فرزانہ: عقلمند، دانا۔

اَفلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر، اُٹھتے ہیں حجاب آخر

احوالِ محبت میں کچھ فرق نہیں ایسا
سوز وتب وتاب اوّل، سوز وتب وتاب آخر

مَیں تجھ کو بتاتا ہُوں، تقدیرِ اُمَم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر

میخانۂ یورپ کے دستور نرالے ہیں
لاتے ہیں سُرور اوّل، دیتے ہیں شراب آخر

کیا دبدبۂ نادر، کیا شوکتِ تیموری
ہو جاتے ہیں سب دفتر غرقِ مَے ناب آخر

خلوَت کی گھڑی گزری، جلوَت کی گھڑی آئی
چُھٹنے کو ہے بجلی سے آغوشِ سحاب آخر

تھا ضبط بہت مشکل اس سیلِ معانی کا
کہہ ڈالے قلندر نے اَسرارِ کتاب آخر

نالوں کا جواب: فریادیا دعاؤں کا جواب۔ **آخر**: آخرکار۔ **خطاب کرنا**: مراد بات کرنا، سامنے ہو کر گفتگو کرنا۔ **حجاب اُٹھنا**: پردہ ہٹ جانا، سامنے آنا۔ **احوال**: جمع حال مراد کیفیتیں۔ **سوز**: تپش جو عشق کا نتیجہ ہے۔ **تب و تاب**: عشق کے سبب بے قراری۔ **تقدیرِ اُمم**: قوموں کی تقدیر۔ **شمشیر**: تلوار مراد جہدو عمل۔ **سناں**: نیزہ یعنی جدوجہد، عمل۔ **طاؤس ورباب**: باجا اور سارنگی، مراد عیش کی زندگی۔ **میخانۂ یورپ**: مراد یورپ والے، انگریز حکمران۔ **سُرور اوّل**: مراد پہلے دوسری قوموں کو مختلف حیلوں سے اپنا گرویدہ بناتے ہیں۔ **دیتے ہیں شراب آخر**: اور پھر انھیں ان حیلوں میں اُلجھا کر اپنا غلام بنا لیتے ہیں۔ **دبدبۂ نادر**: نادر کا رعب داب، مراد نادرشاہ جس نے دہلی میں قتلِ عام کیا اور آخر خود بھی قتل ہو گیا۔ **شوکتِ تیموری**: مراد مغلیہ خاندان کی شان و شوکت۔ اس خاندان نے برصغیر پر دو اڑھائی صدی حکومت کی۔ آخر انگریزوں سے شکست کھائی۔ **دفتر**: کتاب۔ **غرقِ مئے ناب**: خالص شراب میں غرق، مراد آخر فنا کا شکار ہو جاتے ہیں۔ **جلوت**: محفل، بزم۔ **آغوشِ سحاب**: بادل کی گود۔ **سیلِ معانی**: مراد شعروں میں نئے نئے مضامین کا طوفان یعنی تیزی سے وارد ہونا۔ **ضبط**: روکنا۔ **قلندر**: مراد خود علامہ اقبال۔ **اسرارِ کتاب**: کتاب کے بھید۔

ہر شے مسافر، ہر چیز راہی — کیا چاند تارے، کیا مرغ و ماہی

تُو مردِ میداں، تُو میرِ لشکر — نوری حضوری تیرے سپاہی

کچھ قدر اپنی تُو نے نہ جانی — یہ بے سوادی، یہ کم نگاہی!

دنیائے دُوں کی کب تک غلامی — یا راہبی کر یا پادشاہی

پیرِ حرم کو دیکھا ہے میں نے

کردار بے سوز، گفتار واہی

مسافر: مراد فانی۔ راہی: مسافر یعنی فانی، گزر جانے والی۔ مرغ و ماہی: پرندے اور مچھلی، مراد کائنات کی دوسری مخلوق۔ تُو: انسان جو اشرف المخلوقات ہے۔ مردِ میداں: میدان کا دلیر، مراد دیگر مخلوقات پر غالب۔ میرِ لشکر: لشکر کا سردار، کائنات پر حکم چلانے والا۔ نُوری: مراد فرشتے، آسمانی مخلوق۔ حضوری: مراد اس کائنات کی مخلوق۔ سپاہی: مراد تیرے ماتحت/ تیرا حکم ماننے والے۔ قدر جاننا: اپنی اہمیت سے باخبر ہونا۔ بے سوادی: بے عملی، نادانی۔ کم نگاہی: عاقبت نا اندیشی۔ دُنیائے دُوں: گھٹیا دنیا، یعنی یہ مادی دنیا۔ راہبی کر: مراد دُنیا سے بے تعلق ہو، گوشہ نشینی اختیار کر۔ پادشاہی: حکمرانی، کائنات کو مسخر کرنا۔ پیرِ حرم: مُلّا، مولوی۔ کردار بے سوز: عمل میں جذبۂ عشق نہیں۔ گفتار واہی: باتیں اُلٹی سیدھی یعنی اصل مقصد سے ہٹ کر۔

ہر چیز ہے محوِ خود نمائی ہر ذرّہ شہیدِ کبریائی
بے ذوقِ نمود زندگی، موت تعمیرِ خودی میں ہے خدائی
رائی زورِ خودی سے پربت پربت ضعفِ خودی سے رائی
تارے آوارہ و کم آمیز تقدیرِ وجود ہے جدائی
یہ پچھلے پہر کا زرد رُو چاند بے راز و نیازِ آشنائی
تیری قندیل ہے ترا دل تُو آپ ہے اپنی روشنائی
اک تُو ہے کہ حق ہے اس جہاں میں باقی ہے نمودِ سیمیائی

ہیں عقدہ کُشا یہ خارِ صحرا
کم کر گلۂ برہنہ پائی

محوِ خود نمائی: خود کو ظاہر کرنے میں مصروف۔ شہیدِ کبریائی: عظمت کا شہید، مراد خود کو عظیم بنانے کے جذبے سے سرشار۔ بے ذوقِ نمود: خود کو نمایاں کرنے کے ذوق وشوق کے بغیر۔ تعمیرِ خودی: اپنی ذات یعنی قوتوں سے آگاہ ہو کر انھیں عمل میں لانا۔ خدائی: مراد عظمت، کبریائی۔ رائی: ایک چھوٹا سا دانہ، مراد حقیر سی شے۔ زورِ خودی: اپنی ذات سے آگاہ ہونے کی طاقت۔ پربت: پہاڑ، مراد عظیم، باعظمت۔ ضعفِ خودی: خودی کی کمزوری/ناتوانی۔ آوارہ: بے مقصد گھومنے والے۔ کم آمیز: ایک دوسرے کے ساتھ کم مل بیٹھنے والے۔ تقدیرِ وجود: یعنی مادے/مادی دنیا کا نصیب۔ جدائی: الگ رہنا۔ زرد رُو چاند: مراد ایسا چاند جس کی زندگی بے کیف ہے۔ پچھلے پہر کا: رات کے آخری حصے کا۔ بے راز و نیازِ آشنائی: مراد جو عشق کے راز و نیاز یا مختلف جذبوں سے عاری ہے۔ قندیل: مراد چراغ۔ حق ہونا: مراد تیرا وجود بجا ہے۔ نمودِ سیمیائی: مراد ایسی اشیا یا باتیں جو خیالی ہیں ان کا ظہور۔ عقدہ کشا: گرہ کھولنے والا، مشکل حل کرنے والا۔ خارِ صحرا: صحرا کا کانٹا، مراد جدوجہد کے راستے میں آنے والی تکلیفیں۔ گلۂ برہنہ پائی: ننگے پاؤں کی شکایت، مراد سخت جدوجہد کرنے کی حالت کا شکوہ۔

اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ!
ٹوٹا ہے ایشیا میں سحرِ فرنگیانہ

تعمیرِ آشیاں سے میں نے یہ راز پایا
اہلِ نوا کے حق میں بجلی ہے آشیانہ

یہ بندگی خدائی، وہ بندگی گدائی
یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ!

غافل نہ ہو خودی سے، کر اپنی پاسبانی
شاید کسی حرم کا تُو بھی ہے آستانہ

اے لا الٰہ کے وارث! باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتارِ دلبرانہ، کردارِ قاہرانہ

تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ

رازِ حرم سے شاید اقبالؔ باخبر ہے
ہیں اس کی گفتگو کے انداز محرمانہ

اعجاز: معجزہ، غیر معمولی کارنامہ۔ گردشِ زمانہ: زمانے کا انقلاب۔ سحر ٹوٹنا: جادو کا اثر زائل ہونا، ایشیا کی بیداری کی طرف اشارہ ہے۔ سحرِ فرنگیانہ: انگریزوں کا جادو، انگریزوں کا غلبہ وغیرہ۔ اہلِ نوا: چہچہانے والے پرندے حق میں: کے لیے۔ یہ بندگی: مراد خدا کا بندہ ہونا، خدا سے عشق و وابستگی۔ خدائی: مراد کائنات پر حکمرانی۔ وہ بندگی: مراد دنیا کی غلامی، مادی دنیا سے لگاؤ۔ گدائی: بھیک مانگنے کی حالت، مراد ذلت۔ بندۂ خدا: خدا کا غلام مراد مردِ مومن۔ بندۂ زمانہ: زمانے کا غلام۔ حرم: چار دیواری۔ آستانہ: دہلیز، چوکھٹ۔ لاالٰہ کا وارث: مراد خدا کی توحید کا نگہبان، جس کا کام توحید کو پھیلانا ہے۔ گفتارِ دلبرانہ: دلوں پر قبضہ کرنے والی باتیں، تحسین اخلاق۔ کردارِ قاہرانہ: مراد باطل اور کفر کی قوتوں سے ٹکر لینے اور انہیں مٹانے کا عمل۔ جذبِ قلندرانہ: مراد اسلام اور توحید سے وابستگی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی قوت۔ رازِ حرم: حرم کا بھید۔ محرمانہ: واقفوں یا اپنوں کا سا۔

(۴۳)

خِرَدمندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے
کہ مَیں اس فکر میں رہتا ہوں، میری انتہا کیا ہے

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے

مقامِ گفتگو کیا ہے اگر مَیں کیمیا گر ہوں
یہی سوزِ نفَس ہے، اَور میری کیمیا کیا ہے!

نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اُس میں
نہ پوچھ اے ہم نشیں مجھ سے وہ چشمِ سُرمہ سا کیا ہے

اگر ہوتا وہ مجذوبِ فرنگی[۱] اس زمانے میں
تو اقبالؔ اس کو سمجھاتا مقامِ کبریا کیا ہے

نوائے صبح گاہی نے جگر خُوں کر دیا میرا
خدایا جس خطا کی یہ سزا ہے، وہ خطا کیا ہے!

خرد مند: عقلمند، مراد فلسفی۔ رضا: خواہش، مرضی۔ مقامِ گفتگو: بات یا اعتراض کرنے کا محل۔ کیمیا گر: معمولی

شے کو اعلیٰ بنانے والا، مراد گھٹیا ذہنیت کو اعلیٰ ذہنیت میں بدلنے والا۔ سوزِ نفس: جذبۂ عشق کی حرارت۔ کیمیا: وہ دوا جس سے کسی دھات کو سونا بنا دیتے ہیں۔ ہم نشیں: ساتھ بیٹھنے والا۔ چشم سُرمہ سا: سُرمہ لگی آنکھ جس میں بہت کشش ہوتی ہے۔ مجذوبِ فرنگی: مراد جرمنی کا مشہور مجذوب فلسفی نٹشے / نطشہ (وفات ۲۶ اگست ۱۹۰۰ء)۔ نوائے صبحگاہی: صبح سویرے اٹھ کر محبوبِ حقیقی کے حضور گڑگڑانے کا عمل۔ جگر خوں کرنا: بیحد جان ماری / محنت کرنا۔

لے جرمنی کا مشہور فلسفی نطشہ جو اپنے قلبی واردات کا صحیح اندازہ نہ کر سکا اور اس لیے اس کے فلسفیانہ افکار نے اسے غلط راستے پر ڈال دیا۔

جب عشق سِکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اَسرارِ شہنشاہی

عطّار ہو، رُومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحَرگاہی

نومید نہ ہو ان سے اے رہبرِ فرزانہ!
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

اے طائرِ لاہُوتی! اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اَولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بُوئے اسدُ اللّٰہی

آئینِ جوانمرداں، حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی

خود آگاہی: اپنی ذات کو پہچاننا یا قوتوں سے آگاہ ہونا۔ اَسرار کُھلنا: بھید ظاہر ہو جانا۔ اسرارِ شہنشاہی: مراد آزادی اور حکمرانی کے بھید۔ عطّار: مشہور صوفی شاعر فرید الدین عطار (۱۱۱۹ء۔۱۲۳۰ء) مراد بڑے صوفی ہونا۔

رومی: مشہور عظیم صوفی شاعر مولانا محمد جلال الدین رومی (وفات ۱۲۷۳ء)۔ رازی: فخر الدین رازی (۱۱۵۰ء۔ ۱۲۱۰ء) عظیم فلسفی اور مذہبی مفکر۔ غزالی: امام محمد بن ابو حامد غزالی (۱۰۹۰ء۔ ۱۱۱۱ء) عظیم فلسفی اور صوفی۔ بے آہِ سحر گاہی: مراد رات کے پچھلے پہر خدا کے حضور سجدہ ریز ہونے اور ذکر کے بغیر۔ رہبرِ فرزانہ: عقلمند رہنما۔ کم کوش: سست، کم محنت کرنے والا۔ بے ذوق: مراد جذبوں کے بغیر۔ راہی: مسافر، مراد قوم کے افراد۔ طائرِ لاہوتی: عالمِ بالا/ قدر کا پرندہ۔ دارا: مشہور ایرانی بادشاہ۔ سکندر: مشہور یونانی بادشاہ۔ دونوں سے مراد عظیم حکمران۔ بوئے اسد اللّٰہی: خدا کے شیر ہونے کی خوشبو، حضرت علیؓ کی سی دلیری، مردِ مومن کی سی بے خوفی۔ جواں مرداں جمع جواں مرد، دلیر لوگ، مردانِ مومن۔ حق گوئی: صاف اور کھری بات کہنا۔ اللہ کے شیر: مراد دلیر لوگ، مومنین۔ رُوباہی: لومڑی پن، مراد مکروفریب۔

مجھے آہ و فغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا
تھم اے رہرو کہ شاید پھر کوئی مشکل مقام آیا

ذرا تقدیر کی گہرائیوں میں ڈوب جا تُو بھی
کہ اس جنگاہ سے مَیں بن کے تیغِ بے نیام آیا

یہ مصرع لکھ دیا کس شوخ نے محرابِ مسجد پر
یہ ناداں گر گئے سجدوں میں جب وقتِ قیام آیا

چل، اے میری غریبی کا تماشا دیکھنے والے
وہ محفل اُٹھ گئی جس دم تو مجھ تک دَورِ جام آیا

دیا اقبالؔ نے ہندی مسلمانوں کو سوز اپنا
یہ اک مردِ تن آساں تھا، تن آسانوں کے کام آیا

اسی اقبالؔ کی مَیں جستجو کرتا رہا برسوں
بڑی مدّت کے بعد آخر وہ شاہیں زیرِ دام آیا

آہ و فغانِ نیم شب: آدھی رات کے وقت محبوبِ حقیقی کے حضور فریاد اور ذکر و سجود۔ جنگاہ: میدانِ جنگ۔ تیغِ بے نیام: بے نیام تلوار جو کسی رکاوٹ کے بغیر چلتی ہے۔ شوخ: شریر، شرارتی۔ سجدوں میں گر جانا: مراد جدوجہد کے وقت آرام طلبی کرنا۔ وقتِ قیام: مراد جدوجہد کا موقع۔ محفل اُٹھ جانا: محفل ختم ہونا۔ دورِ جام: جام کی گردش، مراد باری۔ سوز: عشق کی تپش۔ مردِ تن آساں: آرام طلب/سست آدمی۔ وہ شاہیں: مراد خود اقبال۔ زیرِ دام آنا: جال میں پھنسنا، قابو آنا۔

(۳۶)

نہ ہو طغیانِ مشتاقی تو مَیں رہتا نہیں باقی
کہ میری زندگی کیا ہے، یہی طغیانِ مشتاقی

مجھے فطرت نوَا پر پے بہ پے مجبور کرتی ہے
ابھی محفل میں ہے شاید کوئی دردآشنا باقی

وہ آتش آج بھی تیرا نشیمن پھونک سکتی ہے
طلب صادِق نہ ہو تیری تو پھر کیا شِکوۂ ساقی!

نہ کر افرنگ کا اندازہ اس کی تابناکی سے
کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اس جوہر کی برّاقی

دِلوں میں ولولے آفاق گیری کے نہیں اُٹھتے
نگاہوں میں اگر پیدا نہ ہو اندازِ آفاقی

خزاں میں بھی کب آسکتا تھا مَیں صیّاد کی زد میں
مِری غمّاز تھی شاخِ نشیمن کی کم اَوراقی

اُلٹ جائیں گی تدبیریں، بدل جائیں گی تقدیریں
حقیقت ہے، نہیں میرے تخیّل کی یہ خلّاقی

طغیانِ مشتاقی: مراد عاشق کے جذبوں کا جوش۔نوا: نغمہ، فریاد۔درد آشنا: مراد دردِ عشق سے لطف اندوز ہونے والا۔پھونک دینا: جلا دینا۔طلب صادق ہونا: سچی اور حقیقی آرزو / خواہش ہونا۔شکوۂ ساقی: ساقی / شراب پلانے والے کا گلہ / شکایت۔تابناکی: چمک، مراد ظاہری چمک دمک۔جوہر: موتی، قیمتی پتھر۔براقی: چمک دمک۔ولولے اُٹھنا: جوش و جذبہ پیدا ہونا۔آفاق گیری: کائنات کو تسخیر کرنے کا عمل، یا پوری دنیا کے دل مسخر کرنا۔اندازِ آفاقی: پوری دنیا پر چھا جانے والا انداز۔صیاد: شکاری۔زد: نشانہ۔غمّاز: چغلی کھانے والی، نشاندہی کرنے والی۔شاخِ نشیمن: گھونسلے کی شاخ۔کم اوراق: تھوڑے پتے ہونا۔تدبیر اُلٹ جانا: تدبیر / کوشش ناکام ہو جانا۔تخیّل: ذہن میں آیا ہوا خیال۔خلاقی: مراد ذہن کی پیداوار / تخلیق۔

فطرت کو خِرد کے رُوبرو کر — تسخیرِ مقامِ رنگ و بُو کر

تُو اپنی خودی کو کھو چکا ہے — کھوئی ہُوئی شے کی جستجو کر

تاروں کی فضا ہے بیکرانہ — تُو بھی یہ مقام آرزُو کر

عُریاں ہیں ترے چمن کی حوریں — چاکِ گُل و لالہ کو رفُو کر

بے ذوق نہیں اگرچہ فطرت

جو اس سے نہ ہو سکا، وہ تُو کر!

خرد: عقل، دانش۔ رُوبرو کرنا: آمنے سامنے کرنا، مراد کائنات پر غور و فکر کرنا۔ تسخیر کرنا: غور و فکر اور جہد و عمل سے اپنا تابع کرنا، کام لینا۔ مقامِ رنگ و بو: مراد یہ دنیا۔ خودی کھونا: اپنی قوتوں سے بے خبر ہونا۔ بیکرانہ: بہت وسیع جس کا کوئی کنارہ نہ ہو۔ عُریاں: ننگی / ننگے، مراد مفلس اور غلام وغیرہ۔ ترے چمن کی حوریں: مراد تیرے باغ کے پھول یعنی مسلمان جو غلامی اور بیچارگی کا شکار ہیں۔ چاکِ گُل و لالہ: مراد اپنی ملت یعنی مسلمانوں کے مختلف زخم (مفلسی، غلامی، بیچارگی)۔ رفو کرنا: سینا۔ بے ذوق: صلاحیتوں سے خالی۔

یہ پیرانِ کلیسا و حرم، اے وائے مجبوری!
صلہ ان کی کدوکاوش کا ہے سینوں کی بے نوری

یقیں پیدا کر اے ناداں! یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری

کبھی حیرت، کبھی مستی، کبھی آہِ سحرگاہی
بدلتا ہے ہزاروں رنگ میرا دردِ مہجوری

حدِ اِدراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دُوری

وہ اپنے حُسن کی مستی سے ہیں مجبورِ پیدائی
مری آنکھوں کی بینائی میں ہیں اسبابِ مستوری

کوئی تقدیر کی منطق سمجھ سکتا نہیں ورنہ
نہ تھے تُرکانِ عثمانی سے کم تُرکانِ تیموری

فقیرانِ حرم کے ہاتھ اقبالؔ آگیا کیونکر
میسّر میر و سُلطاں کو نہیں شاہینِ کافوری

پیرانِ کلیسا و حرم: مراد مسلم اور غیر مسلم مذہبی راہنما، مُلّا، پادری وغیرہ ماے واے۔ **افسوس اور حسرت ہے صلہ**: بدلہ، انعام۔ **کدوکاوش**: کوشش اور محنت، جانفشانی۔ **سینوں کا بے نور ہونا**: دلوں کا عشق کی روشنی سے محروم ہونا۔ **فغفوری**: مراد سلطانی دبدبہ (فغفور: قدیم چین کے بادشاہوں کا لقب)۔ **حیرت**: عشق و معرفت میں محویت اور وجد۔ **مستی**: وجد اور کیف کے عالم کی بیخودی۔ **آہِ سحر گاہی**: رات کے پچھلے پہر کی عبادت و ریاضت / ذکر و تسبیح۔ **دردِ مہجوری**: دوری کا دکھ۔ **ادراک**: فہم، شعور۔ **حُسن کی مستی**: مراد بے پناہ حُسن کا نشہ۔ **مجبورِ پیدائی**: خود کو ظاہر کرنے / سامنے لانے پر مجبور۔ اشارہ ہے حدیثِ قدسی (میں ایک مخفی خزانہ تھا...) کی طرف وہ: مراد خدا تعالیٰ، محبوبِ حقیقی۔ **اسبابِ مستوری**: چھپے رہنے کے اسباب، مراد ظاہری آنکھ کا کائنات میں خدائی جلوے دیکھنے سے عاری ہے۔ **منطق**: دلیل، فلسفہ۔ **تُرکانِ عثمانی**: اشارہ ہے ایشیائے کوچک کے حکمران عثمان بن طغرل اور اس کے جانشینوں کی طرف جو تیرھویں عیسوی سے کوئی پانچ صدی تک یورپ کے لیے خطرہ بنے رہے۔ **تُرکانِ تیموری**: مراد مغلیہ خاندان کے حکمران جنھوں نے سولھویں صدی کے آغاز سے برصغیر پر حکومت کی اور آخر میں بہادر شاہ ظفر کے دور (۱۸۵۷ء) میں انگریزوں نے ختم کی۔ **فقیرانِ حرم**: مراد مسلمان قوم ہاتھ آ گیا: قابو آ گیا، پکڑا گیا۔ **میر و سلطاں**: بادشاہ اور بڑے بڑے حکمران۔ **شاہینِ کافوری**: سفید رنگ کا شاہین جو نایاب ہونے کے سبب بادشاہوں تک کو نہیں ملتا، یہاں مراد خود علامہ ہیں۔

(۳۹)

تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحرِ قدیم
گزر اس عہد میں ممکن نہیں بے چوبِ کلیم

عقل عیّار ہے، سَو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ مُلّا ہے نہ زاہد نہ حکیم!

عیشِ منزل ہے غریبانِ محبت پہ حرام
سب مسافر ہیں، بظاہر نظر آتے ہیں مقیم

ہے گراں سیر غمِ راحلہ و زاد سے تُو
کوہ و دریا سے گزر سکتے ہیں مانندِ نسیم

مردِ درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ
ہے کسی اور کی خاطر یہ نصابِ زر و سیم

تازہ کرنا: نئے سرے سے شروع کرنا۔ دانشِ حاضر: جدید مغربی علوم سائنس۔ سحرِ قدیم: پرانا جادو، جس کا فرعون وغیرہ کے زمانے میں رواج تھا۔ بے چوبِ کلیم: حضرت موسیٰؑ کے عصا کے بغیر، مراد ہے اینٹ کا جواب پتھر سے دیے بغیر۔ بھیس بنا لینا: روپ یا شکل بدل لینا۔ عیشِ منزل: پڑاؤ کا آرام، راستے میں ستانے کی حالت۔ غریبانِ محبت: محبت کے مسافر۔ مقیم: قیام کیے ہوئے، ٹھکانا کیے ہوئے۔ گراں سیر: جسے سامان کے بوجھ کے سبب چلنا مشکل ہو۔ غمِ راحلہ و زاد: سواری اور سفر کے خرچ کا غم۔ مانندِ نسیم: صبح کی ہوا کی طرح، مراد کسی رکاوٹ اور تکلیف کے بغیر۔ سرمایہ: پونجی، دولت۔ نصابِ زر و سیم: سونے اور چاندی کی دولت۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

تہی، زندگی سے نہیں یہ فضائیں
یہاں سیکڑوں کارواں اور بھی ہیں

قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بُو پر
چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں

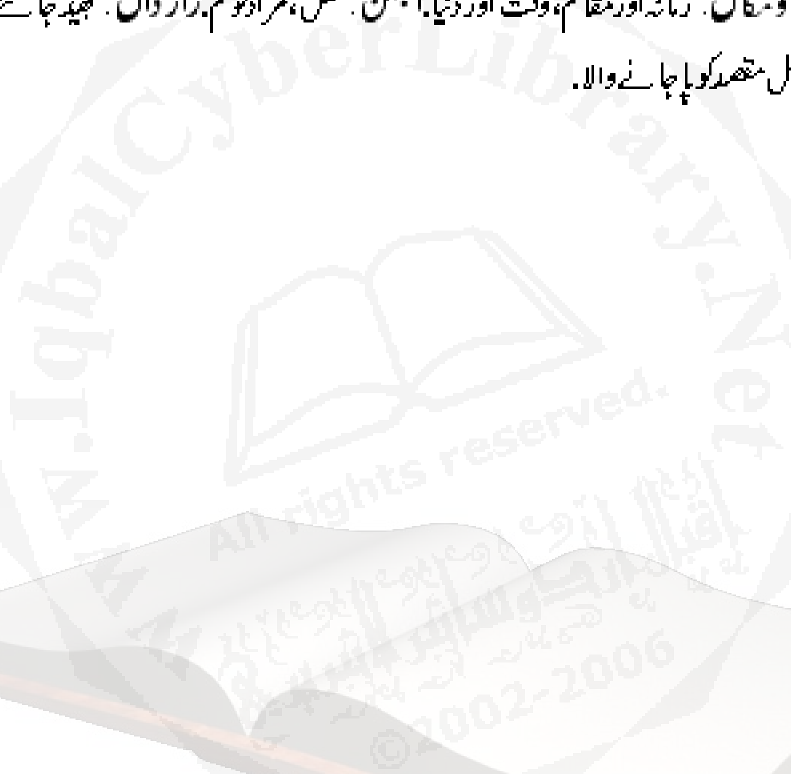
اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم
مقاماتِ آہ و فُغاں اور بھی ہیں

تو شاہیں ہے، پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

اسی روز و شب میں اُلجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

گئے دن کہ تنہا تھا مَیں انجمن میں
یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں

تہی: خالی۔ یہ فضائیں: مراد یہ کائنات۔ کارواں: قافلہ۔ قناعت کرنا: تھوڑے کو کافی سمجھنا اور اس پر صبر شکر کرنا۔ مقاماتِ آہ و فغاں: مراد جدوجہد کے موقعے۔ روز و شب: مراد وقت کی گردش۔ اُلجھ کر رہ جانا: پھنس کر رہ جانا۔ زمان و مکاں: زمانہ اور مقام، وقت اور دنیا۔ انجمن: محفل، مراد قوم۔ راز داں: بھید جاننے والا، مراد شاعری کے اصل مقصد کو پا جانے والا۔



(فرانس میں لکھے گئے)

ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام
وائے تمنّائے خام، وائے تمنّائے خام!

پیرِ حرم نے کہا سُن کے مری رُوئداد
پختہ ہے تیری فُغاں، اب نہ اسے دل میں تھام

تھا اَرِنی گو کلیم، مَیں اَرِنی گو نہیں
اُس کو تقاضا روا، مجھ پہ تقاضا حرام

گرچہ ہے افشائے راز، اہلِ نظر کی فُغاں
ہو نہیں سکتا کبھی شیوۂ رِندانہ عام

حلقۂ صوفی میں ذکر، بے نم و بے سوز و ساز
مَیں بھی رہا تشنہ کام، تُو بھی رہا تشنہ کام

عشق تری انتہا، عشق مری انتہا
تُو بھی ابھی ناتمام، میں بھی ابھی ناتمام

آہ کہ کھویا گیا تجھ سے فقیری کا راز
ورنہ ہے مالِ فقیر سلطنتِ روم و شام

عیشِ جہاں: مادی دنیا کی راحتیں۔ تمنائے خام: کچی یعنی غلط قسم کی آرزو۔ پیرِ حرم: مراد مسلمان مرشد، یا اشارہ ہے شیخ عبدالقادر کی طرف جنھوں نے علامہ سے کہا تھا کہ وہ شاعری ترک نہ کریں۔ رُوداد: ماجرا، داستاں۔ پختہ: پکی ہوئی، مراد مضبوط، مفید۔ فغاں: فریاد، مراد جذبوں سے پُر شاعری۔ دل میں تھامنا: مراد اظہار نہ کرنا۔ ''اَرِنی'' گو: ''مجھے اپنا جلوہ دکھا کہنے والا''، مراد حضرت موسیٰ۔ کلیم: حضرت موسیٰ کا لقب۔ رَوا: مناسب، جائز۔ افشائے راز: بھید ظاہر کرنا۔ شیوۂ رندانہ: رندوں یعنی عاشقوں کی سی عادت / طریقہ۔ حلقۂ صوفی: مراد صوفیوں میں۔ بے نم: مراد آنکھوں میں آنسوؤں کے بغیر۔ بے سوز و ساز: عشق کے جذبوں اور حرارت سے خالی۔ تشنہ کام: جس کا حلق / گلا پیاسا ہو، مراد پیاسا یعنی جس کے جذبۂ عشق کی تسکین نہ ہوئی ہو۔ ناتمام: نامکمل، مراد جو کامل نہ ہو۔ کھویا گیا: گم ہو گیا، نہ رہا۔ فقیری کا راز: فقیری کا بھید، مراد پہلے مسلمان مجاہدوں کا سا جوش و جذبہ۔ سلطنتِ روم و شام: مراد بڑی بڑی سلطنتیں / حکومتیں۔

خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل
اگر ہو عشق سے محکم تو صورِ اسرافیل

عذابِ دانشِ حاضر سے باخبر ہُوں مَیں
کہ مَیں اس آگ میں ڈالا گیا ہُوں مثلِ خلیلؑ

فریب خوردۂ منزل ہے کارواں ورنہ
زیادہ راحتِ منزل سے ہے نشاطِ رحیل

نظر نہیں تو مرے حلقۂ سخن میں نہ بیٹھ
کہ نکتہ ہائے خودی ہیں مثالِ تیغِ اصیل

مجھے وہ درسِ فرنگ آج یاد آتے ہیں
کہاں حضور کی لذّت، کہاں حجابِ دلیل!

اندھیری شب ہے، جُدا اپنے قافلے سے ہے تُو
ترے لیے ہے مرا شعلۂ نوا، قندیل

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حُسینؓ، ابتدا ہے اسمٰعیلؑ

محکم: مضبوط۔ غیرتِ جبریل: حضرت جبرئیل کے لیے بھی باعث رشک۔ صورِ اسرافیل: حضرت اسرافیل کا بگل جسے قیامت کے روز بجا کر مُردے قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے، مراد غلام قوم بھی آزادی کے لیے اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ دانشِ حاضر: موجودہ دور کے جدید علوم۔ اس آگ میں: اشارہ ہے علامہ کے یورپ میں تعلیم حاصل کرنے کی طرف۔ مثلِ خلیل: حضرت ابراہیمؑ کی مانند فریب خوردۂ منزل: منزل کے دھوکے میں آیا ہوا۔ راحتِ منزل: پڑاؤ پر ٹھہرنے کا آرام (بے عملی کی زندگی)۔ نشاطِ رحیل: کوچ کی مسرت، مراد مسلسل حرکت و عمل۔ نظر: مراد گہرا شعور اور غور و فکر کی صلاحیت۔ حلقۂ سخن: مراد شاعری۔ نہ بیٹھ: مراد مت پڑھ۔ نکتہ ہائے خودی: خودی کی گہری باتیں / گہرے بھید۔ تیغِ اصیل: مضبوط اور تیز تلوار۔ درسِ فرنگ: علامہ نے یورپ میں جدید تعلیم حاصل کی۔ حضوری کی لذت: خدائی جلووں کے سامنے ہونے کا لطف۔ حجابِ دلیل: دلیل کا پردہ، دلیلوں میں اُلجھے رہنے کا عمل۔ اندھیری شب: مراد غلامی کا زمانہ۔ شعلۂ نوا: نغمہ / فریاد مراد شاعری۔ قندیل: چراغ، مراد آزادی کی تحریک کرنے والا۔ غریب: عجیب، انوکھی۔ رنگیں: مراد خون سے رنگین۔ داستانِ حرم: اسلام کی تاریخ۔ نہایت: انجام، انتہا۔ حُسینؓ: حضرت امام حسینؓ جنھیں شہید کیا گیا۔ اسمٰعیلؑ: جنھوں نے خود کو قربانی کے لیے پیش کر دیا۔

مکتبوں میں کہیں رعنائیِ افکار بھی ہے؟
خانقاہوں میں کہیں لذتِ اَسرار بھی ہے؟

منزلِ راہرواں دُور بھی، دُشوار بھی ہے
کوئی اس قافلے میں قافلہ سالار بھی ہے؟

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین و وطن
اس زمانے میں کوئی حیدرِؓ کرّار بھی ہے؟

عِلم کی حد سے پرے، بندۂ مومن کے لیے
لذتِ شوق بھی ہے، نعمتِ دیدار بھی ہے

پیرِ میخانہ یہ کہتا ہے کہ ایوانِ فرنگ
سُست بنیاد بھی ہے، آئنہ دیوار بھی ہے!

مکتب: جدید دور کی درس گاہ. رعنائیِ افکار: خیالات کا حُسن / دلکشی. خانقاہ: صوفیوں کی گوشہ نشینی کی جگہ. لذتِ اَسرار: بھیدوں کی لذت. منزلِ راہرواں: چلنے والوں مراد مسلمانوں کی منزلِ آزادی. قافلہ: ملتِ اسلامیہ / برصغیر کے مسلمان. قافلہ سالار: قافلہ کا رہبر / سردار، جذبۂ آزادی سے سرشار قائد. خیبر: یہودیوں کا مشہور اور مضبوط قلعہ جسے حضرت علیؓ نے فتح کیا تھا. معرکۂ دین و وطن: اسلام اور مُلک کو غاصبوں (انگریزوں) سے چھڑانے کی جنگ. حیدرِ کرارؓ: حضرت علیؓ، مراد ان جیسا فاتح اور مجاہد. لذتِ شوق: جذبۂ عشق کی لذت. نعمتِ دیدار: محبوبِ حقیقی کے جلوے کی دولت. پیرِ میخانہ: مراد صاحبِ بصیرت بزرگ. ایوانِ فرنگ: یورپ کا محل، مراد یورپ کی تہذیب. سُست بنیاد: کمزور بنیاد والا، جلد گر جانے والا. آئنہ دیوار: شیشے کی دیوار والا، کمزور دیوار والا.

حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے
عکس اُس کا مِرے آئینۂ اِدراک میں ہے

نہ ستارے میں ہے، نے گردشِ افلاک میں ہے
تیری تقدیر مِرے نالۂ بے باک میں ہے

یا مِری آہ میں کوئی شررِ زندہ نہیں
یا ذرا نم ابھی تیرے خس و خاشاک میں ہے

کیا عجب میری نواہائے سحرگاہی سے
زندہ ہو جائے وہ آتش کہ تری خاک میں ہے

توڑ ڈالے گی یہی خاک طلسمِ شب و روز
گرچہ اُلجھی ہوئی تقدیر کے پیچاک میں ہے

حادثہ: نئی بات، مراد واقعہ یا مصیبت۔ پردۂ افلاک: آسمانوں کی اوٹ، مراد جو ابھی پیش نہیں آیا۔ آئینۂ اِدراک: شعور کا آئینہ۔ گردشِ افلاک: آسمانوں کی گردش۔ نالۂ بیباک: بے خوف نالہ، مراد بے خوف شاعری میں چھپا پیغام بیداری۔ شررِ زندہ: سلگتی ہوئی چنگاری، مراد اس پیغام میں تاثیر۔ نم: نمی، مراد سمجھنے کی اہلیت میں کمی۔ خس وخاشاک: مراد فہم وشعور۔ نواہائے سحرگاہی: رات کے پچھلے پہر کی شاعری جو پُرسوز جذبوں کی حامل ہے۔ خاک: مراد ضمیر، دل۔ آتش زندہ ہونا: مراد جذبوں کی آگ تیز ہونا۔ طلسمِ شب و روز: مراد وقت کی گردش کا جادو۔ اُلجھی ہوئی: پھنسی ہوئی۔ پیچاک: پیچیدگی۔

رہا نہ حلقۂ صوفی میں سوزِ مُشتاقی
فسانہ ہائے کرامات رہ گئے باقی

خراب کوشکِ سُلطان و خانقاہِ فقیر
فُغاں کہ تخت و مصلّٰی کمالِ زرّاقی

کرے گی داورِ محشر کو شرمسار اک روز
کتابِ صوفی و مُلّا کی سادہ اَوراقی

نہ چینی و عَرَبی وہ، نہ رومی و شامی
سما سکا نہ دو عالَم میں مردِ آفاقی

مئے شبانہ کی مستی تو ہو چکی، لیکن
کھٹک رہا ہے دِلوں میں کرشمۂ ساقی

چمن میں تلخ نوائی مِری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

عزیز تر ہے متاعِ امیر و سُلطاں سے
وہ شعر جس میں ہو بجلی کا سوز و برّاقی

سوزِ مشتاق: عشق کے جذبوں کی حرارت۔ **فسانہ ہائے کرامات:** کراموں کی فرضی کہانیاں۔ **کوششِ سلطان:** سلطان کا محل۔ **فُغاں:** فریاد ہے۔ **تخت:** مراد حکومت، بادشاہت۔ **مُصلّٰی:** مراد صوفیوں کے حلقے۔ **کمالِ زرّاق:** سراسر عیاری، مکاری اور فریب۔ **داورِ محشر:** قیامت کے دن انصاف کرنے والا یعنی خدا۔ **سادہ اَوراق:** صفحے بغیر تحریر کے ہوا، مراد جہد و عمل سے خالی زندگی۔ **نہ چینی و عربی وہ، نہ رومی و شامی:** مراد جغرافیائی حدود سے بے نیاز ہے۔ **مردِ آفاقی:** مراد مردِ مومن۔ **مے شبانہ:** رات کو پی ہوئی شراب، مراد وہ علوم وغیرہ جن سے اگلے مسلمانوں کی رات کی محفلیں سجتی تھیں۔ **مستی تو ہو چکی:** وہ نشہ یعنی سلسلہ تو ختم ہوا۔ **کھٹکنا:** مسلسل یاد آنا۔ **کرشمۂ ساقی:** مراد حضور اکرمؐ کی ولولہ انگیز اور حیران کُن تعلیمات۔ **چمن:** ملک، وطن۔ **تلخ نوائی:** کڑوی باتیں / نصیحتیں۔ **کارِ تریاقی:** زہر کا اثر ختم کرنے کا کام۔ **متاع:** دولت، پونجی۔ **بجلی کا سوز:** بجلی کی سی تپش۔ **بُراقی:** چمک۔

ہُوا نہ زور سے اس کے کوئی گریباں چاک
اگرچہ مغربیوں کا جنوں بھی تھا چالاک

مئے یقیں سے ضمیرِ حیات ہے پُرسوز
نصیبِ مدرسہ یا رب یہ آبِ آتش ناک

عُروجِ آدمِ خاکی کے منتظر ہیں تمام
یہ کہکشاں، یہ ستارے، یہ نیلگوں افلاک

یہی زمانۂ حاضر کی کائنات ہے کیا
دماغ روشن و دل تیرہ و نِگہ بے باک

تُو بے بصر ہو تو یہ مانعِ نگاہ بھی ہے
وگرنہ آگ ہے مومن، جہاں خس و خاشاک

زمانہ عقل کو سمجھا ہُوا ہے مشعلِ راہ
کسے خبر کہ جنوں بھی ہے صاحبِ اِدراک

جہاں تمام ہے میراث مردِ مومن کی
مرے کلام پہ حجت ہے نکتۂ لولاک

گریباں چاک ہونا: گریبان پھٹنا، اثر ہونا **مغربیوں کا جنوں**: یورپ والوں کی دیوانگی **چالاک**: عقل و دانش کے لحاظ سے پُرتاثیر۔ **مے یقیں**: یقین کی شراب، مراد یقین۔ **ضمیرِ حیات**: زندگی کی باطنی قوت۔ **پُرسوز**: حرارت و تپش سے بھرا ہوا۔ **آبِ آتشناک**: آگ کی سی تیز حرارت والا پانی/ مئے یقین۔ **عروج**: بلندی، ترقی۔ **آدمِ خاکی**: مراد انسان۔ **منتظر**: انتظار کرنے والا/ والے۔ **کہکشاں**: وہ چند ستارے جو آسمان پر سڑک کی طرح نظر آتے ہیں۔ **نیلگوں افلاک**: نیلے آسمان، مراد اوپر کی دنیا۔ **زمانۂ حاضر**: موجودہ زمانہ۔ **کائنات**: ساری دنیا۔ **دماغ روشن**: مراد علم و دانش کی روشنی سے منور۔ **دلِ تیرہ**: تاریک دل، عشق و مستی کے جذبوں سے خالی دل۔ **نگہ بے باک**: بے خوف یعنی شرم و حیا سے عاری نگاہ۔ **بے بصر**: بصیرت سے محروم۔ **مانعِ نگاہ**: دیکھنے میں رکاوٹ۔ **مشعلِ راہ**: راستے کا چراغ۔ **جنوں**: مراد عشق۔ **صاحبِ ادراک**: عقل و دانش والا۔ **حجت**: دلیل، نکتۂ "لولاک": "لولاک" (حدیثِ قدسی: اگر تو (حضور اکرمؐ) نہ ہوتا تو میں یہ کائنات پیدا نہ کرتا) کا راز۔

یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہرِ یک دانہ
یک رنگی و آزادی اے ہمتِ مردانہ!

یا سنجر و طغرل کا آئینِ جہاں گیری
یا مردِ قلندر کے اندازِ ملوکانہ!

یا حیرتِ فارابیؔ یا تاب و تبِ رومیؔ
یا فکرِ حکیمانہ یا جذبِ کلیمانہ!

یا عقل کی روباہی یا عشقِ یداللّٰہی
یا حیلۂ افرنگی یا حملۂ ترکانہ!

یا شرعِ مسلمانی یا دیر کی دربانی
یا نعرۂ مستانہ، کعبہ ہو کہ بت خانہ!

میری میں فقیری میں، شاہی میں غلامی میں
کچھ کام نہیں بنتا بے جراتِ رندانہ

گوہرِ یک دانہ: بے نظیر اور قیمتی موتی۔ **یک رنگی:** مراد اتفاق و اتحاد کی حالت۔ **سنجر و طغرل:** ایران کے سلجوقی خاندان کے دو عظیم بادشاہ (۱۱ ویں صدی عیسوی) مراد بڑی شان و دبدبہ والے حکمران۔ **آئینِ جہانگیری:** دنیا

کو فتح کرنے کا دستور۔ **مُلوکانہ**: بادشاہوں کا سا۔ **حیرتِ فارابی**: مشہور مسلمان فلسفی محمد بن محمد طرخان (وفات ۹۵۰ء) کی حیرت، مراد فلسفیوں کی طرح حکمت کے مسائل میں اُلجھے رہنے کی حالت۔ **تاب و تبِ رُومی**: مولانا روم یعنی عاشقِ حقیقی کا سا سوز و تڑپ۔ **فکرِ حکیمانہ**: فلسفیانہ سوچ اور غور و فکر۔ **جذبِ کلیمانہ**: مراد حضرت موسیٰؑ کا سا جوش و ولولہ جنھوں نے فرعون ایسے بادشاہ سے ٹکر لی۔ **رُوباہی**: مکاری، عیاری۔ **عشق یدُ اللّٰہی**: سورۃ الفتح آیت ۱۰ میں ہے: جو لوگ آپؐ کی بیعت کرتے ہیں ان پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ مراد محبوبِ حقیقی اور حضورِ اکرمؐ سے عشق۔ **حملۂ تُرکانہ**: تُرکوں کی طرح دلیرانہ جنگ/حملہ کرنا۔ **شرعِ مسلمانی**: مومن کا دستور، توحید پرستی، باطل اور کفر کے خلاف جنگ۔ **دیر کی دربانی**: مندر کی چوکیداری، دنیا کے دھندوں میں پھنسے رہنا۔ **نعرۂ مستانہ**: عشق کی قوت سے سرشار نعرہ۔ **بے جرأتِ رندانہ**: مراد مردِ مومن کی سی دلیری کے بغیر۔

نہ تخت و تاج میں، نَے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیل
یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لا اِلٰہ میں ہے

وہی جہاں ہے ترا جس کو تُو کرے پیدا
یہ سنگ و خشت نہیں، جو تری نگاہ میں ہے

مہ و ستارہ سے آگے مقام ہے جس کا
وہ مُشتِ خاک ابھی آوارگانِ راہ میں ہے

خبر ملی ہے خدایانِ بحر و بَر سے مجھے
فرنگ رہ گزرِ سیلِ بے پناہ میں ہے

تلاش اس کی فضاؤں میں کر نصیب اپنا
جہانِ تازہ مری آہِ صبح گاہ میں ہے

مِرے کدُو کو غنیمت سمجھ کہ بادۂ ناب
نہ مَدرَسے میں ہے باقی نہ خانقاہ میں ہے

نے: نہ۔ بارگاہ: آستانہ، دربار۔ صنم کدہ: مراد مختلف بتوں کا گھر۔ مردِ حق: مردِ مومن، باطل قوتوں کو مٹانے والا۔ خلیلؑ: حضرت ابراہیمؑ جنھوں نے بتخانۂ نمرود کے بت توڑے۔ مراد بت شکن۔ پوشیدہ: چھپا ہوا۔ ''لا الٰہ'': مراد توحید خداوندی (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں)۔ سنگ و خشت: پتھر اور اینٹ، مراد یہ مادی دنیا۔ مشتِ خاک: مٹی کی مٹھی، انسان، انسانِ کامل۔ آوارگانِ راہ: راستے میں گھومنے والے، مراد جہد و عمل کرنے والے۔ خدایانِ بحر و بر: مراد قضا و قدر کے وہ فرشتے جو خشکی اور سمندر پر متعین ہیں۔ فرنگ: یورپ، تہذیب یورپ۔ رہ گزر: راستہ۔ سیلِ بے پناہ: شدید قسم کا سیلاب جو سب کچھ بہا کر لے جائے۔ جہانِ تازہ: نئی دنیا، نئی تہذیب یعنی اسلامی تہذیب۔ کدو: مراد پیالہ۔ غنیمت سمجھنا: قدر کے لائق جاننا۔ بادۂ ناب: خالص شراب، مراد شرابِ عشقِ حقیقی۔ مدرسہ: جدید طرز تعلیم اور علوم کا ادارہ۔ خانقاہ: مراد صوفیوں کا ٹھکانا، جہاں سوز و حرارتِ عشق بھی نہیں اور وجد و جہد کا سلسلہ بھی نہیں۔

فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشۂ چالاک
رکھتی ہے مگر طاقتِ پرواز مری خاک

وہ خاک کہ ہے جس کا جنوں صَیقلِ اِدراک
وہ خاک کہ جبریل کی ہے جس سے قبا چاک

وہ خاک کہ پروائے نشیمن نہیں رکھتی
چُنتی نہیں پہنائے چمن سے خس و خاشاک

اس خاک کو اللہ نے بخشے ہیں وہ آنسو
کرتی ہے چمک جن کی ستاروں کو عرق ناک

اندیشۂ چالاک: تیز غور و فکر۔ **طاقتِ پرواز**: مراد بلندی کی طرف بڑھنے کی طاقت۔ **خاک**: مراد انسان۔ **صَیقلِ ادراک**: شعور اور فکر میں تیزی کا باعث۔ **قبا چاک ہونا**: کسی پر رشک ہونے کی حالت۔ **پروائے نشیمن کرنا**: ٹھکانے کی پروا کرنا، مراد حرکت و عمل سے دور رہنا۔ **پہنائے چمن**: چمن کا پھیلاؤ/وسعت، دنیا۔ **خس و خاشاک چننا**: گھٹیا اور بیکار چیزوں کی طرف توجہ کرنا۔ **عرق ناک**: مراد شرمندہ۔

کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد
مری نگاہ نہیں سُوئے کُوفہ و بغداد

یہ مدرسہ، یہ جواں، یہ سُرور و رعنائی
انھی کے دم سے ہے میخانۂ فرنگ آباد

نہ فلسفی سے، نہ مُلّا سے ہے غرض مجھ کو
یہ دل کی موت، وہ اندیشہ و نظر کا فساد

فقیہِ شہر کی تحقیر! کیا مجال مری
مگر یہ بات کہ مَیں ڈھونڈتا ہوں دل کی کُشاد

خرید سکتے ہیں دُنیا میں عشرتِ پرویز
خدا کی دین ہے سرمایۂ غمِ فرہاد

کیے ہیں فاش رموزِ قلندری میں نے
کہ فکرِ مدرسہ و خانقاہ ہو آزاد

رِشی کے فاقوں سے ٹُوٹا نہ برہَمن کا طلسم
عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد

اہلِ نظر: بصیرت والے۔ تازہ بستیاں: نئی آبادیاں، مراد اسلامی علوم وفنون کے نئے عظیم ادارے۔ سوئے کوفہ و بغداد: کوفہ اور بغداد کی طرف۔ یہ دونوں شہر کبھی علوم اسلامی کے بڑے مرکز تھے۔ یہ مدرسہ: جدید علوم کی درسگاہ۔ سرور و رعنائی: ظاہری علم کا نشہ اور ظاہری چمک دمک۔ میخانۂ فرنگ: مغربی تہذیب۔ یہ: مراد فلسفی۔ دل کی موت: جذبۂ عشق سے دل کا خالی ہونا۔ وہ: یعنی ملا۔ اندیشہ و نظر: فکر اور بصیرت۔ فساد: خرابی، بگاڑ۔ فقیہِ شہر: مراد کوئی بھی فقیہہ جو جذبۂ عشق سے خالی ہے۔ مجال: طاقت، جرأت۔ دل کی کشاد: مراد عشق و جذب سے دل کھل اٹھے۔ عشرت پرویز: مراد پرویز کا سا عیش اور شان و شوکت۔ خسرو پرویز قدیم ایران کا عظیم بادشاہ شیریں جس کی کنیز تھی۔ دَین: بخشش، انعام۔ غمِ فرہاد: فرہاد یعنی شیریں کے عاشق کا غم۔ فاش: ظاہر، آشکار۔ رموز: رمز کی جمع، اسرار، راز۔ رشی: مراد ہندوؤں کے سیاسی رہنما مہاتما گاندھی جنھوں نے بات بات پہ بھوک ہڑتال کا چکر چلایا۔ برہمن: مراد انگریز جن پر ان ہڑتالوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ عصا: حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی، مراد توحید پر ایمان کامل اور عشقِ صادق۔ کلیمی: کلیم ہونا مراد باطل قوتوں کو مٹانے کی ہمت و جرأت جو اس ایمان سے حاصل ہوتی ہے۔ کارِ بے بنیاد: ناپائدار اور بے فائدہ کام۔

(۵۱)

کی حق سے فرشتوں نے اقبالؔ کی غمّازی
گستاخ ہے، کرتا ہے فطرت کی حنا بندی

خاکی ہے مگر اس کے انداز ہیں افلاکی
رُومی ہے نہ شامی ہے، کاشی نہ سمرقندی

سِکھلائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اس نے
آدم کو سِکھاتا ہے آدابِ خداوندی!

حنا بندی کرنا: مراد سجانا، آراستہ کرنا. خاکی: خاک کا بنا ہوا، انسان. انداز افلاکی ہونا: بلند طور طریقے ہونا.
آدم کی تڑپ: انسان کا سوزِ عشق. آدابِ خداوندی: خدائی کے انداز، سلیقے.

نے مُہرہ باقی، نے مُہرہ بازی
جیتا ہے رُومیؔ، ہارا ہے رازیؔ

روشن ہے جامِ جمشید اب تک
شاہی نہیں ہے بے شیشہ بازی

دل ہے مسلماں میرا نہ تیرا
تُو بھی نمازی، میں بھی نمازی!

میں جانتا ہوں انجام اُس کا
جس معرکے میں مُلّا ہوں غازی

ترکی بھی شیریں، تازی بھی شیریں
حرفِ محبت تُرکی نہ تازی

آزر کا پیشہ خارا تراشی
کارِ خلیلاں خارا گدازی

تُو زندگی ہے، پائندگی ہے
باقی ہے جو کچھ، سب خاک بازی

مُہرہ: شطرنج کی گوٹ۔ مُہرہ بازی: مراد عقل و فلسفہ کے استدلالی مغالطے اور چالیں۔ جیتا ہے رُومیؔ: (رومی: مولانا رُوم) مراد عشق کو برتری حاصل ہوتی ہے۔ ہارا ہے رازیؔ: مراد فلسفہ و حکمت خدائی تجلیات سے بے بہرہ ہے۔ جامِ جمشید: ایران کے قدیم بادشاہ جمشید کا پیالہ جس میں ساری دنیا نظر آتی تھی۔ بے شیشہ بازی: شعبدہ بازی کے بغیر۔ دل مسلماں نہ ہونا: عبادت میں دل کی توجہ نہ ہونا۔ نمازی: مراد دل اور زبان کی توجہ کے بغیر نماز پڑھنے والا۔ معرکہ: جنگ۔ غازی: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ تازی: عربی زبان۔ آزر: مراد بُت بنانے والا۔ خارا تراشی: پتھر تراشنا، سنگ تراشی، مراد بت بنانا۔ کارِ خلیلاں: مراد بت شکنوں کا کام۔ خارا گدازی: پتھر پگھلانا یعنی بت شکنی۔ پائندگی: پختگی، مضبوطی۔ خاک بازی: مٹی کا کھیل، ناپائدار۔

گرمِ فُغاں ہے جرَس، اُٹھ کہ گیا قافلہ
وائے وہ رَہرو کہ ہے منتظرِ راحلہ!

تیری طبیعت ہے اور، تیرا زمانہ ہے اور
تیرے موافق نہیں خانقہی سلسلہ

دل ہو غلامِ خرد یا کہ امامِ خرد
سالکِ رہ، ہوشیار! سخت ہے یہ مرحلہ

اُس کی خودی ہے ابھی شام و سحر میں اسیر
گردشِ دَوراں کا ہے جس کی زباں پر گِلہ

تیرے نفَس سے ہوئی آتشِ گُل تیز تر
مُرغِ چمن! ہے یہی تیری نوا کا صِلہ

گرمِ فُغاں: فریاد میں مصروف، بج رہا ہے۔ جَرَس: قافلے کا گھنٹا جو کوچ کے وقت بجاتے ہیں۔ وائے: افسوس ہے۔ رَہرو: مسافر۔ منتظر: انتظار کرنے والا۔ موافق: طبیعت کے لیے مناسب۔ خانقہی سلسلہ: مراد جدوجہد سے خالی زندگی۔ غلامِ خرد: مراد صرف عقل پر چلنے والا۔ امامِ خرد: عقل کا پیشوا۔ سالکِ رہ: مسافر۔ گردشِ دَوراں: زمانے کا چکر، مراد تقدیر۔ گِلہ: شکایت۔ تیرے نفَس سے: مراد علامہ کی شاعری سے۔ آتشِ گُل: مراد ملت کا جوش و جذبہ۔ مُرغِ چمن: مراد خود علامہ اقبال۔ نوا کا صلہ: مراد شاعری کا انعام۔

(۵۴)

مِری نوا سے ہُوئے زندہ عارِف و عامی
دِیا ہے مَیں نے انھیں ذوقِ آتش آشامی

حرم کے پاس کوئی اعجمی ہے زمزمہ سنج
کہ تار تار ہُوئے جامہ ہائے اِحرامی

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیری
بدلتے رہتے ہیں اندازِ کُوفی و شامی

مجھے یہ ڈر ہے مقامر ہیں پختہ کار بہت
نہ رنگ لائے کہیں تیرے ہاتھ کی خامی

عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں
شکوہِ سنجر و فقرِ جُنیدؒ و بسطامیؒ

قبائے علم و ہُنر لطفِ خاص ہے، ورنہ
تری نگاہ میں تھی میری ناخوش اندامی

عارف: خدا کی معرفت رکھنے والا۔ عامی: عام لوگ۔ ذوق: سلیقہ۔ آتش آشامی: مراد عشق کا سوز و جذبہ رکھنا۔
حرم: کعبہ ملتِ اسلامیہ۔ اعجمی: غیر عرب، خود علامہ اقبال۔ زمزمہ سنج: نغمہ الاپنے والا، پکارنے والا، تا تار

ہونا: پھٹ جانا (عشق و جذب کی علامت). جامہ ہائے احرامی: احرام (حج کے موقع کا لباس) کے لباس، مراد ملت اسلامیہ میں جذبے اور ولولے پیدا کر دیے. حقیقت ابدی: ہمیشہ قائم رہنے والی سچائی. مقامِ شبیری: مراد حضرت امام حسینؓ کا مرتبہ. اندازِ کوفی و شامی: مراد باطل قوتوں کے طور طریقے. مقامر: جواری، مراد برصغیر کے انگریز حکمران. پختہ کار: تجربہ کار، عیار، چالاک. رنگ لانا: اثر، نتیجہ پیدا کرنا. ہاتھ کی خامی: سادہ لوحی. شکوہ سنجر: سنجر جیسی شان و شوکت اور دبدبہ، سلطان سنجر ایران کے سلجوقی خاندان کا ایک عظیم بادشاہ. فقرِ جنیدؒ و بسطامیؒ: مشہور صوفی حضرت جنید بغدادیؒ (وفات ۹۱۰ء) اور عظیم صوفی حضرت بایزیدؒ بسطامی کا سا فقر. قبائے علم و ہنر: علم و فضل اور قابلیت وغیرہ کا لباس. لطفِ خاص: خاص مہربانی / عنایت، خداداد. ناخوش اندامی: جسم بے ڈھنگا ہونا، مراد علم و فضل کے لائق نہ ہونا.

(۵۵)

ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہِ نو
کمال کس کو میسّر ہُوا ہے بے تگ و دَو

نفَس کے زور سے وہ غُنچہ وا ہُوا بھی تو کیا
جسے نصیب نہیں آفتاب کا پرتَو

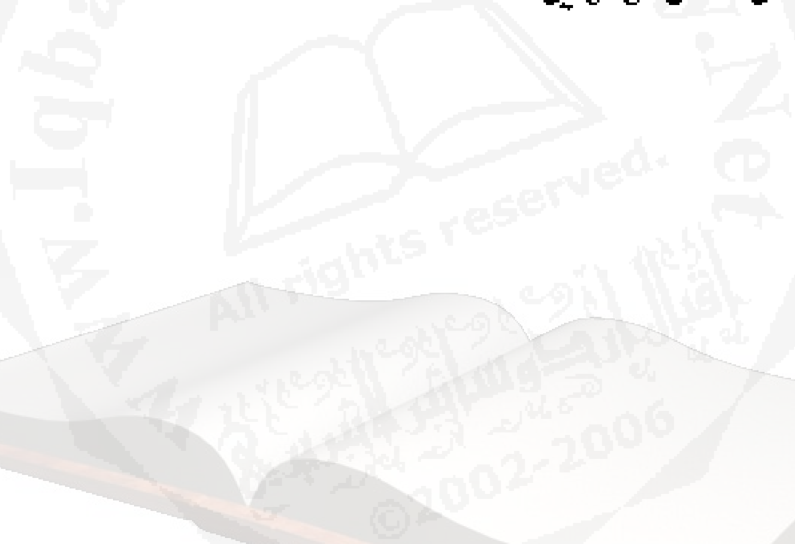
نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی
کہ دل کو حق نے کِیا ہے نگاہ کا پَیرو

پَنپ سکا نہ خیاباں میں لالۂ دل سوز
کہ سازگار نہیں یہ جہانِ گندم و جَو

رہے نہ اَیبک و غوری کے معرکے باقی
ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسرو

مہِ نو: پہلے دن کا چاند، ہلال. میسّر ہونا: حاصل ہونا. تگ و دَو: مراد جد و جہد. وا ہونا: کِھلنا. آفتاب: سورج
پرتو: روشنی. پاک نگاہ: دنیاوی آلودگی سے پاک اور عشقِ حقیقی میں ڈوبی ہوئی نگاہ. پنپنا: اُبھرنا، بڑھنا.
خیاباں: کیاری. لالۂ دل سوز: مراد عاشقِ حقیقی. سازگار: طبیعت کے موافق. جہانِ گندم و جو: مراد یہ مادّی
دنیا. ایبک: مراد سلطان قطب الدین ایبک، برصغیر کا پہلا مسلمان بادشاہ جو شروع میں سلطان شہاب الدین
غوری کا غلام تھا. اس کی تعمیر کردہ عالی شان مسجد قوۃ الاسلام (قطب الاسلام) مشہور ہے طبیعت کا بڑا اچّی تھا.

۱۲۱۰ء میں گھوڑے سے گر کر فوت ہوا۔ مزار لاہور میں انار کلی بازار کے قریب ہے۔ غوری: مراد سلطان شہاب الدین غوری۔ غزنی کا حاکم تھا پھر برصغیر میں فتوحات کر کے یہاں ۱۱۹۳ء میں اسلامی حکومت قائم کی۔ ۱۲۰۶ء میں غزنی واپس جاتے ہوئے قتل ہوا۔ معرکے: عظیم کارنامے۔ تازہ و شیریں: مراد نہ بھولنے اور نہ مٹنے والا اور پُر تاثیر۔ نغمۂ خسرو: مراد مشہور فارسی شاعر حضرت امیر خسرو کی شاعری۔ نام خواجہ ابوالحسن، لقب طوطیٔ ہند، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے مرید خاص۔ فارسی شاعری میں اُن کے چار دیوان اور سات آٹھ مثنویاں ہیں۔ ۱۳۲۵ء میں انتقال ہوا۔ دہلی میں دفن ہیں۔



کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحبِ ہوش!
اک جہاں اور بھی ہے جس میں نہ فردا ہے نہ دوش

کس کو معلوم ہے ہنگامۂ فردا کا مقام
مسجد و مکتب و میخانہ ہیں مُدّت سے خموش

مَیں نے پایا ہے اُسے اشکِ سحر گاہی میں
جس دُرِ ناب سے خالی ہے صدَف کی آغوش

نئی تہذیب تکلّف کے سوا کچھ بھی نہیں
چہرہ روشن ہو تو کیا حاجتِ گُلگُونہ فروش!

صاحبِ ساز کو لازم ہے کہ غافل نہ رہے
گاہے گاہے غلط آہنگ بھی ہوتا ہے سروش

سحر و شام: مراد وقت کی گردش۔ صاحبِ ہوش: دانا آدمی۔ فردا: آنے والا کل۔ دوش: گزرا ہوا کل۔ ہنگامۂ فردا: مستقبل کا ہنگامہ۔ مسجد: مراد مذہبی ادارے۔ میخانہ: مراد شرابِ عشق کا ادارہ۔ اشکِ سحر گاہی: مراد رات کے پچھلے پہر محبوبِ حقیقی کے حضور سجدہ ریز ہو کر گڑگڑانا۔ دُرِ ناب: خالص موتی۔ صدف: سیپی۔ چہرہ روشن ہونا: مراد اندر/باطن روشن ہونا۔ گلگونہ فروش: سرخی پاؤڈر بیچنے والا۔ صاحبِ ساز: ساز بجانے والا۔ گاہے گاہے: کبھی کبھی۔ غلط آہنگ: غلط سُر، غلط لَے۔ سروش: فرشتہ، مراد الہام یا کشف۔

تھا جہاں مدرسۂ شیری و شاہنشاہی
آج اُن خانقہوں میں ہے فقط رُوباہی

نظر آئی نہ مجھے قافلہ سالاروں میں
وہ شبانی کہ ہے تمہیدِ کلیمُ اللّٰہی

لذتِ نغمہ کہاں مُرغِ خوش اِلحاں کے لیے
آہ، اس باغ میں کرتا ہے نفَس کوتاہی

ایک سرمستی و حیرت ہے سراپا تاریک
ایک سرمستی و حیرت ہے تمام آگاہی

صفتِ برق چمکتا ہے مِرا فکرِ بلند
کہ بھٹکتے نہ پھریں ظلمتِ شب میں راہی

مدرسۂ شیری و شاہنشاہی: جوانمردی و حکمرانی کی تربیت گاہ۔ رُوباہی: مکاری اور عیاری۔ قافلہ سالار: ملت کا راہنما/ لیڈر۔ شبانی: جانور چرانے کا کام۔ تمہید: مراد آغاز۔ کلیم اللّٰہی: حضرت موسیٰؑ کی طرح اللہ سے ہم کلام ہونے نیز باطل قوتوں سے ٹکرا جانے کا عمل۔ خوش الحان: اچھی آواز والا۔ سرمستی و حیرت: مراد جہد و عمل اور جذبوں سے خالی، (دوسرے مصرع میں اسی لفظ کا مطلب عشق ہے) تمام آگاہی: پورے طور پر باخبر۔ صفتِ برق: بجلی کی طرح۔ فکرِ بلند: عظیم تخیل، مراد شاعری۔ بھٹکنا: راستہ بھولنا۔ ظلمتِ شب: رات کی تاریکی، مراد ناموافق حالات۔ راہی: مسافر، مراد مسلمان۔

ہے یاد مجھے نکتۂ سلمانِ خوش آہنگ
دنیا نہیں مردانِ جفاکش کے لیے تنگ

چیتے کا جگر چاہیے، شاہیں کا تجسّس
جی سکتے ہیں بے روشنیِ دانش و فرہنگ

کر بُلبُل و طاؤس کی تقلید سے توبہ
بُلبُل فقط آواز ہے، طاؤس فقط رنگ!

نکتہ: گہری بات۔ سلمان: مراد فارسی کا مشہور شاعر مسعود بن سعد بن سلمان (۱۰۴۶ء۔۱۱۲۵ء) لاہور میں پیدا ہوا۔ شاہ غزنی نے اسے غلط الزامات کی بنا پر قید کر لیا۔ پھر ایک قصیدے پر اسے رہا کر دیا۔ خوش آہنگ: اچھے لہجے یعنی اچھی شاعری والا۔ مردانِ جفاکش: محنت اور جدوجہد کرنے والے لوگ۔ چیتے کا جگر: مراد بہت ہمت و حوصلہ۔ شاہین کا تجسّس: مراد شاہین کی سی تیز نگاہی۔ دانش و فرہنگ: فلسفہ و حکمت وغیرہ۔ طاؤس: مور۔

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ

علم کا مقصود ہے پاکیِ عقل و خِرَد
فقر کا مقصود ہے عفّتِ قلب و نگاہ

علم فقیہ و حکیم، فقر مسیح و کلیم
علم ہے جویائے راہ، فقر ہے دانائے راہ

فقر مقامِ نظر، علم مقامِ خبر
فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ

علم کا 'موجود' اَور، فقر کا 'موجود' اَور
اَشھَدُ اَن لَّا اِلٰہ، اَشھَدُ اَن لَّا اِلٰہ!

چڑھتی ہے جب فقر کی سان پہ تیغِ خودی
ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کارِ سپاہ

دل اگر اس خاک میں زندہ و بیدار ہو
تیری نِگہ توڑ دے آئنۂ مِہر و ماہ

معجزات: جمع معجزہ، غیر معمولی کارنامے۔ **تاج وسریر**: تاج و تخت، حکمرانی، کائنات کی تسخیر۔ **شاہوں کا شاہ**: بہت بڑا بادشاہ۔ **مقصود**: مدعا، مقصد۔ **عفت**: پاکدامنی، پرہیزگاری۔ **فقیہ**: اسلامی اصولوں کے مطابق قانون سازی کرنے والا۔ **مسیح**: حضرت عیسیٰ، جو مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ **کلیم**: حضرت موسیٰ جو کوہِ طور پر خدا سے ہمکلام ہوئے۔ **جویائے راہ**: راستہ تلاش کرنے والا۔ **دانائے راہ**: راستے سے واقف۔ **مقامِ نظر**: کشف اور شہود کی منزل۔ **مقامِ خبر**: مراد علمی مشاہدے اور سائنسی تجربے کی منزل۔ **ثواب**: اچھا صلہ، مراد جائز۔ **مستی**: نشہ، وجد و کیف۔ **موجود**: مراد ہستی، ذاتِ حق۔ **اور**: کوئی دوسرا۔ **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہ**: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ **سان**: وہ پتھر جس پر تلوار وغیرہ تیز کرتے ہیں۔ **تیغ**: تلوار۔ **ضرب**: چوٹ، حملہ۔ **کارِ سپاہ**: پوری فوج کا کام۔ **اِس خاک**: مراد جسم۔ **زندہ و بیدار**: مراد عشق کے جذبوں سے سرشار۔ **آئینۂ مہر و ماہ**: سورج اور چاند کا آئینہ۔

کمالِ جوشِ جنوں میں رہا مَیں گرمِ طواف
خدا کا شکر، سلامت رہا حرم کا غلاف

یہ اتفاق مبارک ہو مومنوں کے لیے
کہ یک زباں ہیں فقیہانِ شہر میرے خلاف

تڑپ رہا ہے فلاطوں میانِ غیب و حضور
ازل سے اہلِ خرد کا مقام ہے اعراف

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کُشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشّاف

سُرور و سوز میں ناپائدار ہے، ورنہ
مَےِ فرنگ کا تہ جرعہ بھی نہیں ناصاف

کمال: پوری طرح۔ جوشِ جنوں: بیحد دیوانگی یا عشق۔ گرمِ طواف: چکر لگانے میں مصروف۔ حرم کا غلاف: کعبہ پر چڑھایا ہوا سیاہ کپڑا۔ یک زباں ہونا: آپس میں متفق ہونا۔ فقیہانِ شہر: مراد شہر کے علماء۔ فلاطوں: افلاطون، مشہور یونانی فلسفی۔ میان: درمیان، دو چیزوں کے بیچ میں۔ غیب و حضور: یہ مسئلہ کہ خدا غائب ہے یا ہر ذرّے میں اس کا جلوہ ہے۔ اعراف: جنت اور دوزخ کے درمیان مقام۔ ضمیر: باطن، دل۔ نزولِ کتاب: مراد قرآن کریم کا دل پر صحیح اثر ہونا۔ گرہ کشا: مشکل حل کرنے والا۔ رازی: مراد کوئی فلسفی۔ صاحبِ کشّاف: کشاف: ۱۱ویں، ۱۲ویں صدی عیسوی کے مشہور مُفسّرِ قرآن ابوالقاسم زمخشری کی تفسیر کا نام۔ مراد کوئی بھی مُفسّر۔ مےِ فرنگ: مغربی تہذیب و تمدن۔ تہ جرعہ: شراب کی تلچھٹ کا گھونٹ، مراد معمولی قسم کے ظاہری علوم۔

شعور و ہوش و خرد کا معاملہ ہے عجیب
مقامِ شوق میں ہیں سب دل و نظر کے رقیب

میں جانتا ہوں جماعت کا حشر کیا ہوگا
مسائلِ نظری میں اُلجھ گیا ہے خطیب

اگرچہ میرے نشیمن کا کر رہا ہے طواف
مِری نوا میں نہیں طائرِ چمن کا نصیب

سُنا ہے میں نے سخن رس ہے تُرکِ عثمانی
سُنائے کون اسے اقبالؔ کا یہ شعرِ غریب

سمجھ رہے ہیں وہ یورپ کو ہم جوار اپنا
ستارے جن کے نشیمن سے ہیں زیادہ قریب!

مقامِ شوق: عشق کا مرتبہ/منزل۔ رقیب: مخالف، حاسد۔ جماعت: مراد ملت۔ حشر ہونا: مراد بُرا حال ہونا۔ مسائلِ نظری: مراد منطقی دلیلوں سے حل کیے جانے والے سوال/مسئلے۔ اُلجھنا: پھنسنا، مراد محدود رہنا۔ نشیمن: ٹھکانا، مراد شاعری اور اس کا مفہوم۔ طواف کرنا: کسی چیز کے گرد چکر لگانا، مراد پڑھنا۔ نوا: مراد شاعری۔ طائرِ چمن: مراد نوجوان۔ نصیب: حصہ، مراد مقصد سمجھنے کی اہلیت۔ سخن رس: بات یا شعر کو پا جانے اور سمجھ لینے والا۔ تُرکِ عثمانی: مراد مصطفیٰ اتاترک جس نے مغربی تہذیب و تمدن سے مرعوب ہو کر ترکی کو مغربیت کے قریب لا کر کچھ اصلاحات کیں۔ شعرِ غریب: نادر/انوکھا شعر۔ ہم جوار: ہمسایہ۔

قطعہ

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل
یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات

وہ مذہبِ مردانِ خود آگاہ و خدا مست
یہ مذہبِ مُلّا و جمادات و نباتات

اندازِ بیاں: بات کرنے/شعر کہنے کا طریقہ۔ شوخ: تیز۔ بات دل میں اُترنا: بات کا دل پر اثر کرنا۔ وسعتِ افلاک: آسمانوں کا پھیلاؤ، مراد کائنات/دنیا، بلندی۔ تکبیرِ مسلسل: اللہ کی عظمت کا لگاتار ذکر۔ خاک کی آغوش: مراد زمین پر، پستی میں۔ تسبیح: ذکرِ الٰہی۔ مُناجات: دعا۔ وہ: مراد تکبیرِ مسلسل۔ مردانِ خود آگاہ: اپنی خودی سے باخبر دلیر، مردانِ مومن۔ خدا مست: عشقِ خدا میں ڈوبے ہوئے۔ یہ: مراد تسبیح و مناجات۔ مذہبِ مُلّا: جذبۂ عشق سے خالی مذہبی رہنما کا مذہب۔ جمادات و نباتات: پتھر اور پیڑ پودے۔



رُباعیات

رہ و رسمِ حرم نامحرمانہ
کلیسا کی ادا سوداگرانہ
تبرک ہے مرا پیراہنِ چاک
نہیں اہلِ جنوں کا یہ زمانہ

Star 2.tif

ظلامِ بحر میں کھو کر سنبھل جا
تڑپ جا، پیچ کھا کھا کر بدل جا
نہیں ساحل تری قسمت میں اے موج
اُبھر کر جس طرف چاہے نکل جا!

رہ و رسم: طور طریقے۔ حرم: مراد مسلمان، ملتِ اسلامیہ۔ نامحرمانہ: غیروں / ناواقفوں کا سا۔ کلیسا: مراد یورپ۔ ادا: انداز۔ سوداگرانہ: مراد اپنے ہی نفع کا سوچنا۔ تبرک: برکت والی چیز، بزرگوں کا تحفہ۔ پیراہن چاک: پھٹی ہوئی قمیص، مراد توحید اور رسالت پر ایمان کامل اور عشقِ حقیقی کے جذبوں کی حامل شاعری۔

ظلامِ بحر: سمندر کی تاریکیاں۔ کھو کر: گم ہو کر، ڈوب کر۔ سنبھل جا: گرنے / پھسلنے سے بچ جا۔ موج: لہر، مراد مسلمان، ملتِ اسلامیہ۔ اُبھرنا: اوپر کو اٹھنا / آنا، نمودار ہونا۔

مکانی ہُوں کہ آزادِ مکاں ہُوں
جہاں بیں ہُوں کہ خود سارا جہاں ہُوں
وہ اپنی لامکانی میں رہیں مست
مجھے اتنا بتا دیں مَیں کہاں ہُوں!

خودی کی خلوتوں میں گُم رہا مَیں
خدا کے سامنے گویا نہ تھا مَیں
نہ دیکھا آنکھ اُٹھا کر جلوۂ دوست
قیامت میں تماشا بن گیا مَیں!

مکانی: اِس کائنات میں شامل۔ آزادِ مکاں: مراد کائنات سے بے تعلق۔ جہاں بیں: کائنات کو دیکھنے/ مطالعہ کرنے والا۔ وہ: مراد محبوبِ حقیقی۔ لامکانی: عالَمِ قدس میں رہنے کی حالت۔ مست رہنا: مراد خوش رہنا۔

خلوت: تنہائی۔ گُم رہا: کھویا رہا۔ گویا: جیسے۔ جلوۂ دوست: محبوبِ حقیقی کی تجلی/ دیدار۔ تماشا بننا: عجیب حالت ہونا جسے لوگ دیکھنے لگیں۔

پریشاں کاروبارِ آشنائی
پریشاں تر مری رنگیں نوائی!
کبھی میں ڈھونڈتا ہوں لذتِ وصل
خوش آتا ہے کبھی سوزِ جدائی!

یقیں، مثلِ خلیل آتش نشینی
یقیں، اللہ مستی، خود گزینی
سن، اے تہذیبِ حاضر کے گرفتار
غلامی سے بتر ہے بے یقینی

پریشاں: منتشر، بکھرا ہوا۔ کاروبارِ آشنائی: عشق و محبت کا معاملہ۔ پریشاں تر: زیادہ منتشر۔ رنگیں نوائی: دل کش اور پُر تاثیر شاعری۔ لذتِ وصل: دوست کے قرب کا لطف۔ سوزِ جدائی: دوست سے دوری کی تپش / تڑپ۔

مثلِ خلیل: حضرت ابراہیمؑ کی طرح (جنھیں نمرود نے آگ میں ڈالا، لیکن خدا کے حکم سے وہ آگ گلزار بن گئی)۔ آتش نشینی: آگ میں بیٹھنے کی حالت۔ خود گزینی: خود کو چننے کی کیفیت۔ تہذیبِ حاضر کا گرفتار: موجودہ دور کی تہذیب و تمدن پسند کرنے والے۔ بتر: بری۔

عرب کے سوز میں سازِ عجم ہے
حَرم کا راز توحیدِ اُمم ہے
تہی وحدت سے ہے اندیشۂ غرب
کہ تہذیبِ فرنگی بے حرم ہے

کوئی دیکھے تو میری نَے نوازی
نفَس ہندی، مقامِ نغمہ تازی
نگہ آلودۂ اندازِ افرنگ
طبیعت غزنوی، قسمت ایازی!

عرب کا سوز: مراد مسلمانوں کا جذبۂ عشق۔ **سازِ عجم**: مراد غیر اسلامی تعلیمات و نظریات کا اثر۔ **حرم**: مکہ جو دنیا بھر کے مسلمانوں کا مرکز ہے۔ **توحیدِ اُمم**: مختلف قوموں کا ایک قوم ہونا۔ **تہی**: خالی۔ **اندیشۂ غرب**: مغرب / اہلِ یورپ کی سوچ و فکر۔ **تہذیبِ فرنگی**: مغربی / یورپی تہذیب و تمدن۔ **بے حرم**: مکہ یعنی مرکز کے بغیر۔

نَے نوازی: بانسری بجانا، مراد شاعری۔ **نفَس ہندی**: ہندی سانس، مراد ہندوستان کا باشندہ۔ **مقامِ نغمہ**: گانے کی لَے / سُر، مراد خیالات / نظریات۔ **آلودہ**: تھڑی ہوئی۔ **اندازِ فرنگ**: اشارہ ہے علامہ کے یورپ میں تعلیم حاصل کرنے کی طرف۔ **طبیعت غزنوی**: مراد شاہانہ طبیعت۔ **قسمت ایازی**: مراد قسمت کے لحاظ سے غلام۔

ہر اک ذرّے میں ہے شاید مکیں دل
اسی جلوت میں ہے خلوت نشیں دل
اسیرِ دوش و فردا ہے ولیکن
غلامِ گردشِ دوراں نہیں دل

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے
تری پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تیری
تری آنکھوں میں بے باکی نہیں ہے

جلوت: بزم، محفل، کائنات. خلوت نشیں: تنہائی میں بیٹھنے والا. اسیر دوش و فردا: مراد زمان یا گردشِ وقت کا پابند. گردشِ دوراں: مراد زمانے کی تبدیلیاں / انقلابات.

اندیشہ: سوچ فکر. افلاکی: مراد بلند. پرواز: اڑان. لولاکی: مراد عالم بالا / عالم مقدس کی بلندی تک پہنچانے والی. اصل: بنیاد سرچشمہ. شاہینی: مراد بلندی پر اڑنے کی حالت.

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صُوفی، گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

خودی کی جلوتوں میں مُصطفائی
خودی کی خلوتوں میں کِبریائی
زمین و آسمان و کُرسی و عرش
خودی کی زد میں ہے ساری خدائی!

امیری: سرداری، مراد کائنات کو مسخر کرنے کی قوت۔ **رہا صوفی:** مراد زاہدِ خشک، معاشرہ سے کٹا ہوا۔ **روشن ضمیری:** دل کی عشقِ حقیقی کے نور سے منور ہونے کی حالت۔ **گئی:** مراد ختم ہو گئی، باقی نہیں رہی۔ **وہی قلب و نظر:** مراد پہلے مسلمانوں جیسا بے خوف اور منور دل اور بصیرت جو مومن ہونے کی علامت ہے۔ **امیری بے فقیری:** مومنانہ صفتوں کے بغیر کائنات پر حکمرانی۔

خودی کی جلوت: خودی کی بزم/انجمن۔ **مُصطفائی:** حضور اکرمؐ سے تعلق و عشق ہونے کی حالت۔ **کبریائی:** محبوبِ حقیقی کے جلوے/دیدار کی کیفیت۔ **کرسی:** عرش/مقامِ الٰہی۔ **زد میں ہونا:** نشانے پر ہونا، مراد مسخر ہونا۔ **ساری خدائی:** مراد ساری کائنات۔

نِگہ اُلجھی ہُوئی ہے رنگ و بُو میں
خرد کھوئی گئی ہے چار سُو میں
نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبح گاہی
اماں شاید مِلے 'اللہ ھُو' میں!

جمالِ عشق و مستی نَے نوازی
جلالِ عشق و مستی بے نیازی
کمالِ عشق و مستی ظرفِ حیدرؓ
زوالِ عشق و مستی حرفِ رازی

نگہ اُلجھنا: نگاہ کا پھنس کر رہ جانا۔ **رنگ و بو:** مادی دنیا۔ **کھوئی گئی ہے:** گم ہو گئی ہے۔ **چار سُو:** چار طرف مراد موجودات کی دنیا۔ **فغانِ صبح گاہی:** رات کے پچھلے پہر محبوبِ حقیقی کے حضور سربسجدہ ہو کر گڑگڑانے کی حالت۔ **اَماں:** پناہ۔ **"اللہ ھُو":** صرف وہی اللہ ہے یعنی عبادت کے لائق ہے صوفیوں کا نعرہ۔

نَے نوازی: مراد پُرسوز نغمہ / شاعری۔ **جلال:** رعب، دبدبہ۔ **بے نیازی:** مراد دنیا و مافیہا کو خاطر میں نہ لانا۔ **کمال:** مکمل ہونے کی صورت۔ **ظرفِ حیدرؓ:** حضرت علیؓ کا حوصلہ، جرأت اور عشقِ الٰہی میں محویت۔ **حرفِ رازی:** مراد فلسفیانہ / منطق کی باتیں۔

وہ میرا رونقِ محفل کہاں ہے
مِری بجلی، مِرا حاصل کہاں ہے
مقام اس کا ہے دل کی خلوتوں میں
خدا جانے مقامِ دل کہاں ہے!

سوارِ ناقہ و محمل نہیں مَیں
نشانِ جادہ ہوں، منزل نہیں مَیں
مری تقدیر ہے خاشاک سوزی
فقط بجلی ہوں مَیں، حاصل نہیں مَیں

وہ: مراد محبوبِ حقیقی۔ رونقِ محفل: بزم کی زینت۔ کہاں ہے؟: حیرانی کے طور پر یہ سوال ہے۔ بجلی: مراد وہ بجلی جو گر کر فصل کو جلا ڈالتی ہے۔ حاصل: فصل (بجلی اور حاصل..... مراد سب کچھ وہی ہے)۔ مقام: ٹھکانا، منزل۔ دل کی خلوت: مراد دل کے اندر۔ مقامِ دل: دل کا ٹھکانا۔

ناقہ: اونٹنی۔ محمل: کجاوہ۔ نشانِ جادہ: راستے کا پتا دینے والا نشان۔ منزل: وہ جگہ جہاں جانا مقصود ہو۔ خاشاک سوزی: مراد عشق کی راہ میں آنے والی مادی رکاوٹیں دور کرنا۔

ترے سینے میں دَم ہے، دل نہیں ہے
ترا دَم گرمیِ محفل نہیں ہے
گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نُور
چراغِ راہ ہے، منزل نہیں ہے

ترا جوہر ہے نُوری، پاک ہے تُو
فروغِ دیدۂ افلاک ہے تُو
ترے صیدِ زبوں افرشتہ و حور
کہ شاہینِ شہِ لولاکؐ ہے تُو!

دَم: سانس۔ گرمیِ محفل: محفل میں سوزِ عشق پیدا کرنے کا باعث۔ یہ نُور: مرادعقل۔ چراغِ راہ: راستے کا دیا، یعنی اصل مقصود نہیں۔

جوہر: اصل۔ نُوری: نور کا۔ فروغ: روشنی۔ دیدۂ افلاک: آسمانوں کی آنکھ مراد کائنات کے لیے۔ صیدِ زبوں: کمزور اور عاجز شکار۔ افرشتہ و حور: فرشتے اور حوریں، عالمِ بالا کی مخلوق۔ شاہین: مشہور شکاری پرندہ، مراد اُمتی۔ شہِ لولاک: ''لولاک'' کا بادشاہ، مراد حضور اکرمؐ۔ حدیث قدسی ہے: ''اگر تو نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا''۔

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

خودی کے زور سے دُنیا پہ چھا جا
مقامِ رنگ و بُو کا راز پا جا
برنگِ بحر ساحل آشنا رہ
کفِ ساحل سے دامن کھینچتا جا

جنوں: مراد جوش۔ خوں: مراد عملی زندگی۔ صفیں کج: ٹیڑھی صفیں، منظم و متحد نہ ہونے کی حالت۔ دل پریشاں: بے چینی، بے قراری کی حالت۔ سجدہ بے ذوق: دل اور زبان کی توجہ کے بغیر سجدہ۔ جذبِ اندروں: دل کی عشقِ الٰہی میں محویت۔

زور: قوت۔ مقامِ رنگ و بو: یہ کائنات، دنیا۔ راز پا جانا: حقیقت سے آگاہ ہو جانا۔ برنگِ بحر: سمندر کی طرح۔ ساحل آشنا: کنارے سے واقف۔ کفِ ساحل: کنارہ پر اُٹھنے والی جھاگ، یعنی دنیاوی علائق۔ دامن کھینچنا: بچنا۔

چمن میں رختِ گُل شبنم سے تر ہے
سَمَن ہے، سبزہ ہے، بادِ سحَر ہے
مگر ہنگامہ ہو سکتا نہیں گرم
یہاں کا لالہ بے سوزِ جگر ہے

خِرَد سے راہرو روشن بصر ہے
خِرَد کیا ہے، چراغِ رہ گزر ہے
دُرونِ خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا
چراغِ رہ گزر کو کیا خبر ہے!

رختِ گُل: پھول کا لباس۔ سمن: چنبیلی۔ بادِ سحر: صبح کی ہوا، نسیم۔ ہنگامہ گرم ہونا: کوئی زبردست کارنامہ واقع ہونا۔ لالہ: مراد واعظ یا مذہبی رہنما۔ بے سوزِ جگر: پُر سوز جذبوں سے خالی دل۔

خرد: عقل۔ راہرو: مسافر، سالک۔ روشن بصر: مراد گہرائی اور دُور تک دیکھنے والی نظر۔ چراغِ رہ گزر: مراد راستے کا پتا بتانے والی۔ درونِ خانہ: مراد دل میں۔ ہنگامے: مراد جذبوں کی ہل چل۔

جوانوں کو مری آہِ سحر دے
پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے
خدایا! آرزو میری یہی ہے
مرا نورِ بصیرت عام کر دے

تری دُنیا جہانِ مُرغ و ماہی
مری دُنیا فغانِ صبحگاہی
تری دُنیا میں مَیں محکوم و مجبور

مری دُنیا میں تیری پادشاہی!

آہِ سحر: صبح کی فریاد، پُر سوز جذبے۔ شاہیں بچے: مراد مسلم نوجوان۔ بال و پر: مراد قوتِ عمل، جدوجہد کا جذبہ۔ نورِ بصیرت: بصیرت کی روشنی۔

جہانِ مُرغ و ماہی: ساری کائنات۔ تری: خدا کی۔ فُغانِ صبحگاہی: صبح کے وقت اللہ کے حضور گڑگڑانا۔ محکوم: غلام۔ پادشاہی: حکومت۔

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں مَیں
غلامِ طغرل و سنجر نہیں مَیں
جہاں بینی مری فطرت ہے لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں مَیں

وہی اصلِ مکان و لامکاں ہے
مکاں کیا شے ہے، اندازِ بیاں ہے
خضر کیونکر بتائے، کیا بتائے
اگر ماہی کہے دریا کہاں ہے

کرم: مہربانی۔ بے جوہر: صلاحیت اور لیاقت کے بغیر۔ طغرل و سنجر: ایران کے سلجوقی خاندان (۱۱ویں ۱۲ویں صدی عیسوی) کے دو عظیم بادشاہ، مراد کوئی بھی عظیم حکمران۔ جہاں بینی: دنیا / کائنات کا مشاہدہ۔ جمشید: قدیم ایران کا بادشاہ جس کے پاس ایک ایسا جام تھا جس میں ساری دنیا نظر آتی تھی۔ ساغر: جام و پیالہ۔

اصل: بنیاد، سرچشمہ۔ مکان و لامکاں: یہ دنیا اور عالمِ بالا۔ اندازِ بیاں: زبانِ حال سے سب کچھ کہہ جانے کی حالت۔ خضر: ایک روایتی ولی جو پانی میں رہتے اور بھولے بھٹکوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ماہی: مچھلی۔

کبھی آوارہ و بے خانماں عشق
کبھی شاہِ شہاں نوشیرواں عشق
کبھی میداں میں آتا ہے زرہ پوش
کبھی عُریان و بے تیغ و سناں عشق!

کبھی تنہائیِ کوہ و دمن عشق
کبھی سوز و سُرور و انجمن عشق
کبھی سرمایۂ محراب و منبر
کبھی مولا علیؓ خیبر شکن عشق!

بے خانماں: جس کا کوئی گھر بار نہ ہو۔ شاہِ شہاں: بہت بڑا بادشاہ۔ نوشیرواں: عدل و انصاف میں مشہور ایرانی بادشاہ جو حضور اکرمؐ کی بعثت سے کچھ پہلے حکمران تھا (چھٹی صدی عیسوی)۔ زرہ پوش: زرہ بکتر پہنے ہوئے۔ عریاں: ننگا مراد کھلم کھلا ظاہر۔ سناں: برچھی۔

دمن: وادی۔ محراب و منبر: مراد مذہبی ادارے۔ مولا علیؓ: مراد حضرت علیؓ جنھوں نے یہودیوں کا بہت مضبوط قلعہ خیبر فتح کیا تھا۔ خیبر شکن: مراد قلعۂ خیبر فتح کرنے والا۔

عطا اَسلاف کا جذبِ درُوں کر
شریکِ زُمرۂ 'لَا یَحزَنُوں' کر
خِرد کی گُتھیاں سُلجھا چکا مَیں
مِرے مَولا مجھے صاحبِ جُنوں کر!

یہ نکتہ مَیں نے سِیکھا بُوالحسن سے
کہ جاں مرتی نہیں مرگِ بدن سے
چمک سُورج میں کیا باقی رہے گی
اگر بیزار ہو اپنی کِرن سے!

اَسلاف: جمع سلف، قدیم آبا و اجداد مراد آغازِ اسلام کے مجاہد مومنین۔ جذبِ درُوں: عشق میں دل کی محویت و کیف۔ شریک کرنا: شامل کرنا، ساتھ ملانا۔ زُمرہ: جماعت۔ ''لَا یَحزَنُوں'': مومنوں کے بارے میں آیتِ قرآنی: وہ کسی بات پر غم نہیں کرتے۔ خِرد: عقل۔ گتھیاں: مشکلیں۔ صاحبِ جنوں: عشقِ حقیقی سے سرشار انسان۔

نکتہ: گہری اور لطیف بات۔ بوالحسن: مراد حضرت علیؓ، جن کی کنیت ابوالحسن ہے۔ ان کا قول ہے کہ '' جو مرجاتا ہے وہ انسانوں کے نزدیک مرجاتا ہے لیکن اس کی روح نہیں مرتی ''۔ سید عابد علی عابد کے مطابق غالباً اس سے ابوالحسن خرقانی (م ۔ ۱۰۳۳ء) مراد ہیں۔ مرگِ بدن: جسم کی موت۔

خِرَد واقف نہیں ہے نیک و بد سے
بڑھی جاتی ہے ظالم اپنی حد سے
خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے
خِرَد بیزار دل سے، دِل خِرَد سے!

خدائی اہتمامِ خُشک و تَر ہے
خداوندا! خدائی دردِ سر ہے
ولیکن بندگی، استغفراللہ!

یہ دردِ سر نہیں، دردِ جگر ہے

خرد: عقل۔ واقف: باخبر۔ نیک: اچھائی۔ بد: بُرائی۔ حد سے بڑھنا: اپنی اوقات سے باہر ہونا۔ ظالم: تکلّف کے طور پر ظالم کہا۔ بیزار: تنگ آئی ہوئی/ہوا، ناخوش۔

خدائی: خدا ہونا، زمین و آسمان پر حکمرانی۔ اہتمام: بندوبست کرنا۔ خشک و تر: مراد تمام کائنات۔ دردِ سر: مراد تکلیف دِہ۔ بندگی: بندہ/مخلوق ہونا۔ استغفراللہ: خدا کی پناہ۔ دردِ جگر: مراد زیادہ تکلیف دِہ۔

یہی آدم ہے سُلطاں بحر و بَر کا
کہوں کیا ماجرا اس بے بصر کا
نہ خود بیں، نے خدا بیں، نے جہاں بیں
یہی شہکار ہے تیرے ہُنر کا!

دمِ عارف نسیمِ صبح دم ہے
اِسی سے ریشۂ معنیٰ میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسّر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

یہی ہے: طنز اور سوال کے طور پر ''کیا یہی ہے؟'' آدم: انسان، اشرف المخلوقات۔ بحر و بر: سمندر / پانی اور خشکی۔ ماجرا: حال۔ بے بصر: بصیرت سے عاری۔ خود بیں: اپنی ذات اور صلاحیتوں سے واقف۔ خدا بیں: خدا کی معرفت رکھنے والا۔ شہکار: بہت بڑا کام۔ ہنر: مراد کاریگری / تخلیق۔

دمِ عارف: خدا کی معرفت رکھنے والے کی سانس / پھونک۔ نسیمِ صبح دم: صبح کی خوشگوار ہوا جس سے کلیاں کھلتی ہیں۔ ریشۂ معنی: حقیقت کی جڑ / رگ۔ نم: مراد تازگی۔ شعیب: حضرت شعیبؑ جنھوں نے حضرت موسیٰؑ سے کچھ عرصہ گلہ بانی کروا کے اپنی بیٹی ان سے بیاہ دی تھی۔ شبانی: جانور، بھیڑ بکری وغیرہ چرانے کا کام۔ کلیمی: مراد خدا سے ہم کلامی۔ دو قدم: بہت قریب۔

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل، وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں، تُو باقی نہیں ہے

کُھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی
گیا دَورِ حدیثِ 'لَن ترَانی'
ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار

وہی مہدی، وہی آخر زمانی!

وہ لہو: یعنی پہلے مسلمانوں کا سا جوش و جذبہ۔ آرزو: مراد عشق۔ یہ سب باقی ہیں: یعنی ارکان اسلام سے متعلق حکم اسی طرح ہے۔ تو باقی نہیں ہے: تجھ / مسلمان میں پہلے والے جذبے اور عمل نہیں رہے۔

اسرار نہانی: چھپے ہوئے / خفیہ راز۔ حدیث: بات۔ "لن ترانی": تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا، خدا نے حضرت موسیٰؑ کے اصرار پر فرمایا تھا، مراد جلوۂ خداوندی سے محرومی۔ نمودار: ظاہر، نمایاں۔ مہدی: امام مہدی جن کا آخری زمانے میں ظہور ہوگا۔ آخر زمانی: مراد آخری زمانے کا رہنما یا حکمران۔

زمانے کی یہ گردش جاودانہ
حقیقت ایک تُو، باقی فسانہ
کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا
فقط اِمروز ہے تیرا زمانہ

حکیمی، نامسلمانی خودی کی
کلیمی، رمزِ پنہانی خودی کی
تجھے گُر فقر و شاہی کا بتا دوں
غریبی میں نگہبانی خودی کی!

گردش: چکر۔ جاودانہ: ہمیشہ ہمیشہ کی۔ ایک تُو: یعنی صرف انسان، اشرف المخلوقات۔ باقی: دیگر مخلوقات، کائنات۔ دوش: گزرا ہوا کل، ماضی۔ فردا: آنے والا کل، مستقبل۔ امروز: آج، حال کا زمانہ۔

حکیمی: فلسفہ دانی۔ نامسلمانی: مسلمان نہ ہونے کی کیفیت۔ کلیمی: خدا سے ہمکلامی کا مرتبہ۔ رمزِ پنہانی: چھپا ہوا بھید۔ گُر: طریقہ، پکا اصول۔ نگہبانی: حفاظت۔

ترا تن روح سے نا آشنا ہے
عجب کیا! آہ تیری نارسا ہے
تنِ بے روح سے بیزار ہے حق
خدائے زندہ، زندوں کا خدا ہے

قطعہ

اقبالؔ نے کل اہلِ خیاباں کو سنایا
یہ شعرِ نشاط آور و پُرسوز و طرب ناک
مَیں صورتِ گُل دستِ صبا کا نہیں محتاج
کرتا ہے مرا جوشِ جُنوں میری قبا چاک

تن: جسم، بدن۔ نا آشنا: بے خبر، ناواقف۔ آہ: کلمۂ افسوس۔ نارسا: جو منزل تک نہ پہنچے۔ تنِ بے روح: جہد و عمل اور جذبۂ عشق سے خالی انسان۔ بیزار: ناخوش۔ زندوں کا خدا: یعنی عشق کے جذبوں سے سرشار انسانوں کا خدا۔

اہلِ خیاباں: باغ کے لوگ، اہلِ وطن۔ نشاط آور: جوش و جذبہ پیدا کرنے والا۔ پُرسوز: حرارت اور گرمی سے بھرا ہوا۔ طربناک: خوشی و مسرت سے پُر۔ صورتِ گُل: پھول کی مانند/طرح۔ دستِ صبا: صبح کی ہوا کا ہاتھ، مراد نسیم جس کے چلنے سے کلیاں کھلتی ہیں۔ محتاج: ضرورت مند۔ جوشِ جنوں: جذبۂ عشق میں شدت۔ قبا چاک کرنا: مراد محبوبِ حقیقی تک رسائی میں رہنمائی کرنا۔

دُعا

(مسجدِ قُرطبہ میں لکھی گئی)

ہے یہی میری نماز، ہے یہی میرا وضو
میری نواؤں میں ہے میرے جگر کا لہو

صحبتِ اہلِ صفا، نُور و حضور و سُرور
سرخوش و پُرسوز ہے لالہ لبِ آبجو

راہِ محبت میں ہے کون کسی کا رفیق
ساتھ مرے رہ گئی ایک مری آرزو

میرا نشیمن نہیں درگہِ میر و وزیر
میرا نشیمن بھی تُو، شاخِ نشیمن بھی تُو

تجھ سے گریباں مرا مطلعِ صبحِ نشور
تجھ سے مرے سینے میں آتشِ 'اَللہُ ھُو'

تجھ سے مری زندگی سوز و تب و درد و داغ
تُو ہی مری آرزو، تُو ہی مری جستجو

پاس اگر تُو نہیں، شہر ہے ویراں تمام
تُو ہے تو آباد ہیں اُجڑے ہُوئے کاخ و کُو

پھر وہ شرابِ کُہن مجھ کو عطا کر کہ مَیں
ڈھُونڈ رہا ہوں اُسے توڑ کے جام و سبُو

چشمِ کرم ساقیا! دیر سے ہیں منتظر
جلوَتیوں کے سبُو، خلوَتیوں کے کدُو

تیری خدائی سے ہے میرے جنوں کو گِلہ
اپنے لیے لامکاں، میرے لیے چار سُو!

فلسفہ و شعر کی اور حقیقت ہے کیا
حرفِ تمنّا، جسے کہہ نہ سکیں رُوبرو

نوا: لَے، نغمہ، شاعری. جگر کا لہو: مراد بیحد سوز و تڑپ. صحبت: پاس بیٹھنا، کسی کی خدمت میں بیٹھنا. اہلِ صفا: مراد دنیا و مافیہا کی آلودگیوں سے پاک عاشقانِ خدا. نُور: مراد دل کے عشقِ الٰہی سے منوّر ہونے کی حالت. حضور: خدائی جلوے پیشِ نظر ہونے کی حالت. سرخوشی: بہت خوشی. پُرسوز: گرمی اور حرارتِ عشق سے پُر. لبِ آبجو: ندی کے کنارے. رفیق: ساتھی. نشیمن: گھونسلا، ٹھکانا. در گہ: درگاہ، دہلیز. میر و وزیر: مراد حکمران، بڑے بڑے لوگ. تُو: یعنی خدا تعالیٰ. شاخِ نشیمن: جس شاخ پر گھونسلا بنا ہو (مراد سب کچھ). گریباں: مراد سینہ. مطلع: طلوع ہونے کی جگہ. مطلعِ صبحِ نشور: قیامت کی صبح طلوع ہونے کا مقام مراد عشق کی حرارت و سوز کی جگہ. آتشِ "اللہ ھُو": "اللہ ھُو" کے نعرے کی آگ. سوز: تپش، حرارت. تب: حرارت، چمک. درد: عشق کی خلش. داغ: عشق کا زخم. جستجو: تلاش. ویراں: غیر آباد، جہاں کوئی آبادی نہ ہو. اُجڑے ہوئے: ویران،

غیر آباد۔ کاخ و کو: محل اور گلیاں۔ شراب کہن: پرانی شراب، مراد پہلے مسلمان مجاہدوں کے سے جذبے یعنی عشق خدا اور رسول اکرم۔ توڑ کے جام و سبو: مراد عشق و معرفت کے بغیر یا بے عملی کا شکار ہو کر۔ چشم کرم: مہربانی کی نظر۔ ساقیا: یعنی اے خدا۔ جلوتی: مراد مادی دنیا کی رونقوں میں کھوئے ہوئے۔ سبو: جام۔ خلوتی: مراد خانقاہ نشین صوفی۔ کدو: مراد پیالہ۔ لامکاں: عالم بالا، جو ہر طرح کی حدود سے خالی ہے۔ چار سُو: چار طرف مراد مکاں، یہ دنیا جس میں حدود ہیں۔ حرف تمنا: آرزو کی / عشق کی بات۔ رُوبرو: آمنے سامنے، منہ پر۔



مسجدِ قُرطبہ

(ہسپانیہ کی سرزمین، بالخصوص قُرطبہ میں لکھی گئی)

سِلسلۂ روز و شب، نقش گرِ حادثات
سِلسلۂ روز و شب، اصلِ حیات و ممات

سِلسلۂ روز و شب، تارِ حریرِ دو رنگ
جس سے بناتی ہے ذات اپنی قبائے صفات

سِلسلۂ روز و شب، سازِ ازل کی فغاں
جس سے دِکھاتی ہے ذات زِیر و بمِ ممکنات

تجھ کو پرکھتا ہے یہ، مجھ کو پرکھتا ہے یہ
سِلسلۂ روز و شب، صَیرفیِ کائنات

تُو ہو اگر کم عِیار، مَیں ہُوں اگر کم عِیار
موت ہے تیری برات، موت ہے میری برات

تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا
ایک زمانے کی رَو جس میں نہ دن ہے نہ رات
آنی و فانی تمام معجزہ ہائے ہُنر
کارِ جہاں بے ثبات، کارِ جہاں بے ثبات!

اوّل و آخر فنا، باطن و ظاہر فنا
نقشِ کُہن ہو کہ نَو، منزلِ آخر فنا

ہے مگر اس نقش میں رنگِ ثباتِ دوام
جس کو کِیا ہو کسی مردِ خدا نے تمام
مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق ہے اصلِ حیات، موت ہے اس پر حرام
تُند و سبک سَیر ہے گرچہ زمانے کی رَو
عشق خود اک سَیل ہے، سَیل کو لیتا ہے تھام
عشق کی تقویم میں عصرِ رواں کے سوا
اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام
عشق دمِ جبرئیل، عشق دلِ مصطفیٰؐ
عشق خدا کا رسُول، عشق خدا کا کلام

عشق کی مستی سے ہے پیکرِ گِل تابناک
عشق ہے صہبائے خام، عشق ہے کاس الکرام
عشق فقیہِ حرم، عشق امیرِ جُنود
عشق ہے ابن السّبیل، اس کے ہزاروں مقام

عشق کے مِضراب سے نغمۂ تارِ حیات
عشق سے نُورِ حیات، عشق سے نارِ حیات

اے حرَمِ قُرطبہ! عشق سے تیرا وجود
عشق سراپا دوام، جس میں نہیں رفت و بود

رنگ ہو یا خشت و سنگ، چنگ ہو یا حرف و صوت

معجزۂ فن کی ہے خونِ جگر سے نمود

قطرۂ خونِ جگر سِل کو بناتا ہے دِل
خونِ جگر سے صدا سوز و سُرور و سرود

تیری فضا دل فروز، میری نوا سینہ سوز
تجھ سے دِلوں کا حضور، مجھ سے دِلوں کی کشود

عرشِ معلّٰی سے کم سینۂ آدم نہیں
گرچہ کفِ خاک کی حد ہے سپہرِ کبود

پیکرِ نُوری کو ہے سجدہ میسّر تو کیا
اس کو میسّر نہیں سوز و گدازِ سجود

کافرِ ہندی ہُوں مَیں، دیکھ مِرا ذوق و شوق
دل میں صلوٰۃ و درُود، لب پہ صلوٰۃ و درُود

شوق مری لَے میں ہے، شوق مری نَے میں ہے
نغمۂ 'اللّٰہ ھُو' میرے رگ و پَے میں ہے

تیرا جلال و جمال، مردِ خدا کی دلیل
وہ بھی جلیل و جمیل، تُو بھی جلیل و جمیل

تیری بِنا پائدار، تیرے سُتوں بے شمار

شام کے صحرا میں ہو جیسے ہجومِ نخیل

تیرے در و بام پر وادیِ ایمن کا نور
تیرا منارِ بلند جلوہ گہِ جبرئیل

مِٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں کہ ہے
اس کی اذانوں سے فاش سِرِّ کلیمؑ و خلیلؑ

اس کی زمیں بے حدود، اس کا اُفق بے ثُغور
اس کے سمندر کی موج، دجلہ و دینوب و نیل

اس کے زمانے عجیب، اس کے فسانے غریب
عہدِ کُہن کو دیا اس نے پیامِ رحیل

ساقیِ اربابِ ذوق، فارسِ میدانِ شوق
بادہ ہے اس کا رحیق، تیغ ہے اس کی اصیل

مردِ سپاہی ہے وہ، اس کی زرہ 'لا اِلہٰ'
سایۂ شمشیر میں اس کی پنہ 'لا اِلہٰ'

تجھ سے ہُوا آشکار بندۂ مومن کا راز
اس کے دنوں کی تپش، اس کی شبوں کا گداز

اس کا مقامِ بلند، اس کا خیالِ عظیم
اس کا سُرور اس کا شوق، اس کا نیاز اس کا ناز

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کُشا، کارساز

خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دلِ بے نیاز

اس کی اُمیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دل فریب، اس کی نگہ دل نواز

نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز

نُقطۂ پُرکارِ حق، مردِ خدا کا یقیں
اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز

عقل کی منزل ہے وہ، عشق کا حاصل ہے وہ
حلقۂ آفاق میں گرمیِ محفل ہے وہ

کعبۂ اربابِ فن! سطوتِ دینِ مُبیں
تجھ سے حرم مرتبت اندلسیوں کی زمیں

ہے تہِ گردُوں اگر حُسن میں تیری نظیر
قلبِ مسلماں میں ہے، اَور نہیں ہے کہیں

آہ وہ مردانِ حق! وہ عَرَبی شہسوار
حاملِ 'خُلقِ عظیم'، صاحبِ صدق و یقیں

جن کی حکومت سے ہے فاش یہ رمزِ غریب
سلطنتِ اہلِ دل فقر ہے، شاہی نہیں

جن کی نگاہوں نے کی تربیتِ شرق و غرب
ظُلمتِ یورپ میں تھی جن کی خِرد راہ بیں

جن کے لہو کی طفیل آج بھی ہیں اندلسی
خوش دل و گرم اختلاط، سادہ و روشن جبیں

آج بھی اس دیس میں عام ہے چشمِ غزال
اور نگاہوں کے تیر آج بھی ہیں دل نشیں

بُوئے یمن آج بھی اس کی ہواؤں میں ہے
رنگِ حجاز آج بھی اس کی نواؤں میں ہے

دیدۂ انجم میں ہے تیری زمیں، آسماں
آہ کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں

کون سی وادی میں ہے، کون سی منزل میں ہے
عشقِ بلاخیز کا قافلۂ سخت جاں!

دیکھ چکا المنی، شورشِ اصلاحِ دیں
جس نے نہ چھوڑے کہیں نقشِ کہن کے نشاں

حرفِ غلط بن گئی عِصمتِ پیرِ کُنِشت
اور ہُوئی فکر کی کشتیِ نازک رواں

چشمِ فرانسیس بھی دیکھ چکی انقلاب
جس سے دِگرگوں ہُوا مغربیوں کا جہاں

ملّتِ رومی نژاد کُہنہ پرستی سے پیر
لذّتِ تجدید سے وہ بھی ہُوئی پھر جواں

رُوحِ مسلماں میں ہے آج وہی اضطراب
رازِ خدائی ہے یہ، کہہ نہیں سکتی زباں

دیکھیے اس بحر کی تہ سے اُچھلتا ہے کیا
گنبدِ نیلوفری رنگ بدلتا ہے کیا!

وادیِ کُہسار میں غرقِ شفَق ہے سحاب
لعلِ بدخشاں کے ڈھیر چھوڑ گیا آفتاب

سادہ و پُرسوز ہے دُخترِ دہقاں کا گیت
کشتیِ دل کے لیے سَیل ہے عہدِ شباب

آبِ روانِ کبیر! تیرے کنارے کوئی
دیکھ رہا ہے کسی اَور زمانے کا خواب

عالمِ نَو ہے ابھی پردۂ تقدیر میں
میری نگاہوں میں ہے اس کی سحَر بے حجاب

پردہ اُٹھا دوں اگر چہرۂ افکار سے
لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب

جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی
رُوحِ اُمم کی حیات کشمکشِ انقلاب

صُورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

مسجدِ قرطبہ: ہسپانیہ (سپین) کے اُموی خلیفہ عبدالرحمٰن نے اس مسجد کی بنیاد آٹھویں صدی عیسوی کے آخر میں رکھی تھی۔ اس کی تعمیر میں مشرق و مغرب کی تمدنی میراث کو نہایت خوبی و سلیقے سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس انتہائی مضبوط اور خوبصورت مسجد کے اکیس دروازے اور کئی ستون ہیں۔ سلسلۂ روز و شب: مراد وقت / زمانہ کی گردش۔ نقش گر: تصویر بنانے والا، مراد پیدا کرنے والا۔ حادثات: جمع حادثہ، نئے نئے واقعات و حالات۔

اصلِ حیات و ممات: زندگی اور موت کی بنیاد / حقیقت۔ حریرِ دو رنگ: دو رنگا ریشم۔ ذات: خدا تعالیٰ کی ہستی۔ قبائے صفات: صفتوں کا لباس، مراد خدا کی مختلف صفتیں جیسے رحیم، کریم، غفار وغیرہ۔ سازِ ازل: قدرت کا ساز۔ فغاں: فریاد، مراد لے۔ زیر و بم: اُتار چڑھاؤ، مراد وقت کی تبدیلیاں۔ ممکنات: جمع ممکن، مراد خدا کے علاوہ تمام مخلوق۔ صیرفی: صراف، مراد کسوٹی پر کھوٹا کھرا پرکھنے والا۔ کم عیار: مراد کھوٹا۔ برات: منشور، مراد موت کا فرمان / پروانہ۔ زمانے کی رَو: وقت کی لہر / موج۔ آنی: عارضی، وقتی۔ فانی: فنا ہونے والے، مراد وقتی۔ معجزہ ہائے ہنر: فن کے غیر معمولی کارنامے۔ کارِ جہاں: دنیا کا معاملہ، دنیا کے کام۔ بے ثبات: فانی۔ باطن: چھپی ہوئی شے، اندرون۔ ظاہر: نظر آنے والی۔ فنا: مٹ جانے کی حالت۔ نقشِ کہن: پرانے نقش، پرانے فنی کمالات۔ نو: نیا۔ منزلِ آخر: مراد انجام۔ نقش: تصویر، فن۔ رنگِ ثبات و دوام: ہمیشہ ہمیشہ برقرار رہنے کی حالت۔ مردِ خدا: مراد مردِ مومن۔ تمام: مکمل۔ صاحبِ فروغ: روشنی والا، ترقی کی طرف بڑھنے والا۔ اصلِ حیات: زندگی یعنی دائمی زندگی کی بنیاد۔ موت حرام ہونا: مراد حیاتِ جاوید حاصل ہونا۔ تند و سبک سیر: سخت

اور تیز رفتار۔ سیل: طوفان۔ تھامنا: روکنا۔ عصرِ رواں: زمانہ حال۔ دمِ جبرئیل: حضرت جبرئیل کا سانس/ پھونک۔ دلِ مصطفیٰ: حضور اکرمؐ کا دل مبارک جو عشقِ خداوندی میں ڈوبا ہوا تھا۔ رسول: پیغام بر، پیغام لانے والا۔ پیکرِ گِل: مٹی کا یعنی انسانی جسم۔ صہبائے خام: کچی شراب۔ کاس الکرام: مراد نیک لوگوں کا پیالہ جس سے دوسرے بھی فائدہ اُٹھائیں۔ فقیہِ حرم: مومن عالم۔ امیرِ جنود: فوج کا سردار۔ ابن السبیل: مسافر، مراد عشق سالک کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ مضراب: ستار بجانے کے لیے تار کا چھلا۔ نغمہ: ترانہ۔ تارِ حیات: زندگی کا ساز۔ نورِ حیات: زندگی کی روشنی۔ نارِ حیات: زندگی کی آگ/ تپش و حرارت۔ حرمِ قرطبہ: قرطبہ کی مسجد۔ تیرا وجود: یعنی مسجد کا تعمیر ہونا عشق کے طفیل ہے۔ سراپا دوام: پورے طور پر ہمیشگی۔ رفت و بود: مراد فنا ہونے کی حالت۔ رنگ: مصوری۔ خشت و سنگ: اینٹ اور پتھر، سنگ تراشی۔ چنگ: باجا، سازوں کی موسیقی۔ حرف و صوت: الفاظ اور آواز، موسیقی۔ معجزۂ فن: فن کا عظیم کارنامہ۔ خونِ جگر: بیحد سخت محنت۔ نمود: ظہور، وجود میں آنا۔ قطرۂ خونِ جگر: مراد محنت۔ سل: پتھر۔ سوز و سرور و سرود: جذبے کی حرارت، خوشی و مسرت، موسیقیت۔ فضا: مراد مسجد کا پورا ماحول۔ دل فروز: دل کو منور کرنے والی۔ سینہ سوز: سینے میں جذبوں کی گرمی پیدا کرنے والی۔ دلوں کا حضور: مراد دل اللہ کی یاد میں محو ہو جاتے ہیں۔ دلوں کی کشود: مراد میری شاعری دلوں میں جذبے پیدا کرتی ہے۔ عرشِ معلّیٰ: سب سے بلند عرش۔ سینۂ آدم: انسان کا دل۔ کفِ خاک: مٹی کی مٹھی، انسان۔ حد: انتہا۔ سپہرِ کبود: نیلا آسمان، مراد آسمان۔ پیکرِ نوری: فرشتے۔ سوز و گدازِ سجود: سجدے کی تپش اور نرمی۔ کافرِ ہندی: ہندوستان کا کافر (عربوں کے نزدیک ہندوستان کے مسلمان بھی گویا ہندو تھے)۔ ذوق و

شوق: بیحد دلچسپی اور جذبۂ عشق۔ صلوٰۃ و درود: حضور اکرمؐ اور حضورؐ کی آل وغیرہ پر بھیجا جانے والا درود۔ شوق: جذبۂ عشق۔ لے: سُر، نغمہ، مراد دل۔ نے: بانسری، مراد روح۔ نغمۂ ''اللہ ھو'': ''صرف وہی اللہ ہے'' کا گیت/ نعرہ۔ رگ و پے میں ہونا: رگ رگ/ نس نس میں ہونا۔ تیرا: یعنی مسجد کا۔ مردِ خدا: مردِ مومن۔ وہ: یعنی مردِ خدا۔ جلیل: باعظمت۔ جمیل: خوبصورت۔ بنا: بنیاد، عمارت۔ ستون: کھمبے جن پر مسجد کی چھت کھڑی ہے۔ نخیل: کھجور کے درخت۔ در و بام: دروازے اور چھتیں۔ وادیِ ایمن: جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا تعالیٰ کا جلوہ نظر آیا تھا۔ سرِّ کلیم و خلیل: حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی حقیقت/ راز۔ اس کی: مراد مردِ مومن/ مسلمان کی۔ زمیں بے حدود: مراد جغرافیائی حدوں سے پاک۔ اُفق: مراد فضا کی وسعت۔ بے ثغور: سرحدوں سے بے نیاز۔ دجلہ و ڈینوب و نیل: دجلہ ملک عراق کا بڑا دریا، ڈینیوب یورپ کا اور نیل ملک مصر کا دریا، مراد بڑے بڑے دریا، یہ وہ وقت ہے جب سلیمان اعظم کی حکومت تینوں ملکوں میں تھی۔ اس کے: مراد مردِ مسلمان کے۔ فسانے غریب: داستانیں/ واقعات حیران کن۔ پیامِ رحیل: کوچ کا پیغام، مراد پرانی غلط روایتیں ختم کر دیں۔

ارباب ذوق: عشق حقیقی سے سرشار لوگ، مسلمان۔ فارس: شہسوار۔ بادہ: شراب عشق۔ رحیق: خالص (شراب)۔ زرہ: دشمن کے وار سے بچنے کے لیے لوہے کا لباس، ڈھال۔ سایۂ شمشیر: تلوار کا سایہ مراد میدان جنگ۔ پناہ۔ دلوں کی تپش: دل میں عشق حقیقی کے نتیجے میں بیقراری شبوں کا گداز: راتوں کو اُٹھ کر خدا کے حضور سر بسجدہ ہونا۔ خیال عظیم: بہت بلند سوچ / فکر۔ سرور: مسرت، نشہ، روحانی کیفیت۔ ناز: فخر۔ غالب: مراد باطل قوتوں پر غلبہ پانے والا۔ کار آفریں: اہم اور انسانیت کے لیے مفید کام کرنے والا۔ کارکشا: مشکل کام یا گتھیاں سلجھانے / کھولنے والا۔ کارساز: بگڑے کام سنوارنے والا۔ نوری نہاد: لیکن اصل اس کی نور سے ہے / نیک کردار۔ بندۂ مولا صفات: یعنی ایسا بندہ جس میں خدائی صفات کی جھلک پائی جاتی ہو۔ دل بے نیاز: دنیاوی آسائشوں وغیرہ کی طرف توجہ نہ کرنے والا دل۔ ادا: مراد طور طریقے۔ دل نواز: دل پر اثر کرنے / دل کو بھانے والی۔ دمِ گفتگو: بات کرتے وقت۔ گرم: تیزی سے مشغول۔ دمِ جستجو: تلاش / تحقیق یا عمل کے وقت۔ رزم: جنگ۔ پاک باز: مراد معاملے کا صاف، دھوکے بازی سے پاک۔ نقطۂ پرکارِ حق: خدا کی پرکار کا مرکز۔ طلسم: جادو، ایسی چیز جس کا کوئی وجود نہ ہو۔ مجاز: جو حقیقت نہ ہو۔ حلقۂ آفاق: مراد کائنات۔ گرمیِ محفل: مراد کائنات کی رونق کا باعث۔ کعبہ: مراد مرکز۔ سطوت: شان وشوکت، دبدبہ۔ حرم مرتبت: حرم / کعبہ ایسے مرتبے والی۔ تجھ سے: یعنی مسجد قرطبہ سے۔ اندلسیوں کی زمیں: مراد ہسپانیہ (سپین)۔ تہِ گردوں: آسمان کے نیچے، اس دنیا میں۔ نظیر: مثال۔ عربی شہسوار: مراد عرب کے دلیر سوار اور مجاہد۔ حامل: اٹھانے / رکھنے والے۔ خُلقِ عظیم: اعلیٰ اخلاق، انسان دوستی پر مبنی اخلاق، قرآن کریم میں حضور اکرمؐ کو صاحب خُلقِ عظیم کہا گیا ہے۔

صدق و یقیں: سچائی اور ٹھوس اعتبار / اعتقاد۔ رمزِ غریب: انوکھا اشارہ / راز۔ اہلِ دل: عشق حقیقی سے سرشار لوگ۔ فقر: خدا کے عشق میں دنیا و مافیہا سے بے تعلقی کا عمل۔ ظلمتِ یورپ: مراد اس دور میں یورپ جہالت کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔ راہ بیں: راستوں سے آگاہ، مراد علوم سے آراستہ۔ لہو کی طفیل: مراد پرانی ہسپانوی نسل کے خون کی موجودہ نسل کے خون میں آمیزش کے سبب۔ گرم اختلاط: محبت و خلوص کے ساتھ پیش آنے والا۔ روشن جبیں: چمکتا ہوا ماتھا جو حسن کی علامت ہے۔ چشمِ غزال: ہرن کی سی خوبصورت آنکھوں والی حسینائیں۔ نگاہوں کے تیر: مراد بڑی بڑی پلکیں جو حسن کی علامت ہیں۔ بوئے یمن: غالباً نبی کریمؐ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے: میں یمن کی طرف سے رحمان کی خوشبو محسوس کرتا ہوں۔ رنگِ حجاز: مراد حجازی لہجہ۔ نواؤں میں: مراد باتوں / گفتگو میں۔ دیدۂ انجم: ستاروں کی نگاہ۔ بے اذاں: غیر مسلم حکومت نے مسجد بند کر دی تھی اور وہاں نماز نہیں ہو سکتی تھی۔ عشق بلاخیز: مراد مجاہدین جنھوں نے انقلابی قدم اٹھائے۔ سخت جاں: مقاصد کے حصول میں جان کی پروا نہ کرنے والا۔ المنی: جرمنی، مارٹن لوتھر کی طرف اشارہ ہے جس نے کیتھولک

پوپ اور کلیسا کے خلاف تحریک چلائی تھی اور یوں پروٹسٹنٹ فرقہ وجود میں آیا۔ اصلاحِ دیں: پروٹسٹنٹ تحریک کی طرف اشارہ۔ نقشِ کہن: پرانا نقش، مراد کلیسا کی دونوں رسمیں۔ حرفِ غلط: مراد بیکار، جس کی ضرورت نہ ہو۔ عصمت: معصومیت، گناہ سے پاک ہونا۔ پیرِ کنشت: مراد روم کا پوپ یا پاپائے روم۔ فکر: مراد سوچ اور خیال۔ کشتیِ نازک: کمزور کشتی، اشارہ ہے لوتھر کی سوچ کی طرف جو ایک معمولی پادری تھا۔ چشمِ فرانسیس: فرانس کی آنکھ، مراد ۱۷۸۹ء کا انقلابِ فرانس، جدید دنیا کا پہلا جمہوری انقلاب۔ رومی نژاد: اطالوی (اٹلی کی) نسل۔ کہنہ پرستی: قدیم رسموں سے چمٹے رہنا۔ پیر: بوڑھا، بوڑھی۔ لذتِ تجدید: جدید دور کے مطابق زندگی گزارنے کا مزہ۔ بحر: سمندر، مراد صورتِ حالات۔ گنبدِ نیلوفری: مراد آسمان۔ رنگ بدلنا: مراد تبدیلیاں یا انقلاب لانا۔ غرقِ شفق: شام کے وقت سرخی میں ڈوبا ہوا۔ سحاب: بادل۔ لعلِ بدخشاں: بدخشاں (شہر کا نام جہاں کے لعل مشہور ہیں) کا سرخ قیمتی پتھر۔ پُرسوز: عشق کی گرمی سے پُر۔ دخترِ دہقاں: کسان کی بیٹی۔ کشتیِ دل: دل کی کشتی، مراد دل۔ سیل: طوفان۔ عہدِ شباب: جوانی کا زمانہ۔ آبِ روانِ کبیر: وادالکبیر، قرطبہ کے مشہور دریا (جس کے قریب مسجدِ قرطبہ واقع ہے) کا بہتا ہوا پانی۔ عالمِ نو: نئی دنیا، نیا زمانہ۔ پردۂ تقدیر: مراد تقدیر میں۔ بے حجاب: بے پردہ، ظاہر۔ پردہ اٹھا دوں: ظاہر کردوں۔ چہرۂ افکار: خیالات کا چہرہ، مراد خیالات۔ تاب: طاقت، برداشت کرنے کی قوت۔ موت ہے: یعنی بے کار اور فضول ہے۔ روحِ اُمم: قوموں کی روح۔ کشمکشِ انقلاب: مسلسل تبدیلیوں کی کھینچا تانی۔ صورتِ شمشیر: تلوار کی طرح۔ دستِ قضا: قضا و قدر/تقدیر کا ہاتھ۔ ہر زماں: ہر پل، ہر ہر لمحہ۔ اپنے عمل کا حساب کرنا: خود ہی اپنے عملوں کا جائزہ لینا۔ نقش: کسی بھی فن کے نمونے یا تخیلات۔ خونِ جگر: انتہائی جدوجہد اور محنت۔ سودائے خام: نیم دیوانگی، مراد نامکمل جذبۂ عشق یا کسی بھی فن میں پوری محویت نہ ہونا۔

قید خانے میں معتمد کی فریاد

معتمد اشبیلیہ کا بادشاہ اور عربی شاعر تھا۔ ہسپانیہ کے ایک حکمران نے اس کو شکست دے کر قید میں ڈال دیا تھا۔ معتمد کی نظمیں انگریزی میں ترجمہ ہو کر "وزڈم آف دی ایسٹ سیریز" میں شائع ہو چکی ہیں۔

اک فغانِ بے شرر سینے میں باقی رہ گئی
سوز بھی رُخصت ہُوا، جاتی رہی تاثیر بھی

مردِ حُر زنداں میں ہے بے نیزہ و شمشیر آج
مَیں پشیماں ہوں، پشیماں ہے مری تدبیر بھی

خود بخود زنجیر کی جانب کھِنچا جاتا ہے دل
تھی اسی فولاد سے شاید مری شمشیر بھی

جو مری تیغِ دو دم تھی، اب مری زنجیر ہے
شوخ و بے پروا ہے کتنا خالقِ تقدیر بھی!

فغاں: فریاد۔ بے شرر: تپش اور سوز سے خالی۔ سوز: تپش، گرمی۔ تاثیر: اثر ہونے کی کیفیت۔ مردِ حُر: آزاد مرد، مردِ مومن۔ زنداں: قید خانہ۔ بے نیزہ و شمشیر: مراد آلاتِ جنگ یا ہتھیاروں کے بغیر۔ پشیماں: شرمندہ، نادم۔ تدبیر پشیماں ہونا: کوشش بیکار جانا۔ زنجیر: مراد قیدی کے پاؤں میں ڈالی گئی زنجیر۔ تیغِ دو دم: دو دھاری تلوار۔ شوخ: چالاک، شریر۔ بے پروا: بے نیاز، توجہ نہ کرنے والا۔ خالقِ تقدیر: تقدیر بنانے والا، مراد خدا۔

عبدالرحمٰن اوّل کا بویا ہُوا کھجور کا پہلا درخت

سرزمینِ اندلس میں

یہ اشعار جو عبدالرحمٰن اوّل کی تصنیف سے ہیں، 'تاریخ المقری' میں درج ہیں۔ مندرجہ ذیل اُردو نظم ان کا آزاد ترجمہ ہے (درخت مذکور مدینۃ الزہراء میں بویا گیا تھا)

میری آنکھوں کا نور ہے تُو میرے دل کا سُرور ہے تُو
اپنی وادی سے دُور ہوں مَیں میرے لیے نخلِ طور ہے تُو
مغرب کی ہوا نے تجھ کو پالا صحرائے عرب کی حور ہے تُو
پردیس میں ناصبور ہوں میں پردیس میں ناصبور ہے تُو

غُربت کی ہوا میں باروَر ہو
ساقی تیرا نمِ سحر ہو

عالم کا عجیب ہے نظارہ دامانِ نِگہ ہے پارہ پارہ
ہمّت کو شناوری مبارک! پیدا نہیں بحر کا کنارہ
ہے سوزِ دُروں سے زندگانی اُٹھتا نہیں خاک سے شرارہ
صبحِ غُربت میں اور چمکا ٹُوٹا ہُوا شام کا ستارہ

مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے
مومن کا مقام ہر کہیں ہے

عبدالرحمٰن اوّل: خاندان بنی امیہ کے خلیفہ ہشام کا پوتا۔ عباسیوں کے ہاتھوں تنگ آ کر ہسپانیہ چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد ہسپانیہ کے حاکم کو شکست دے کر اور عباسیوں سے قطع تعلق کر کے خود مختار بادشاہ بن گیا۔ وفات ۷۹۰ء۔ سلطنت اندلس کا بانی یہی ہے۔ **دل کا سرور:** دل کی مسرت۔ **نخلِ طور:** طور کا وہ درخت جس کے ذریعے خدا، حضرت موسیٰؑ سے ہم کلام ہوا۔ **صحرائے عرب:** عرب کا ریگستان۔ **حور:** مراد حور کی مانند خوبصورت۔ **ناصبور:** جس میں صبر نہ ہو۔ **غربت:** پردیس۔ **بارور ہونا:** پھلنا پھولنا۔ **نم سحر:** شبنم، اوس۔ **عالم:** دنیا، کائنات۔ **دامانِ نگہ پارہ پارہ ہونا:** مراد نگاہوں کا حیران ہونا، دیکھنے میں محو ہونا۔ **شناوری:** تیراکی۔ **سوزِ دروں:** دل کی تپش۔ **شرارہ اُٹھنا:** مراد گرمی / تپش پیدا ہونا۔ **صبح غربت:** پردیس کی صبح۔ **ٹوٹا ہوا ستارہ:** مراد اپنے وطن سے دور یا نکالا گیا انسان یعنی عبدالرحمٰن۔ **ہر کہیں:** ہر جگہ، مراد جغرافیائی حدوں سے پاک۔

ہسپانیہ

(ہسپانیہ کی سرزمین میں لکھے گئے)

(واپس آتے ہوئے)

ہسپانیہ تُو خونِ مسلماں کا امیں ہے
مانندِ حرم پاک ہے تُو میری نظر میں

پوشیدہ تری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں
خاموش اذانیں ہیں تری بادِ سحر میں

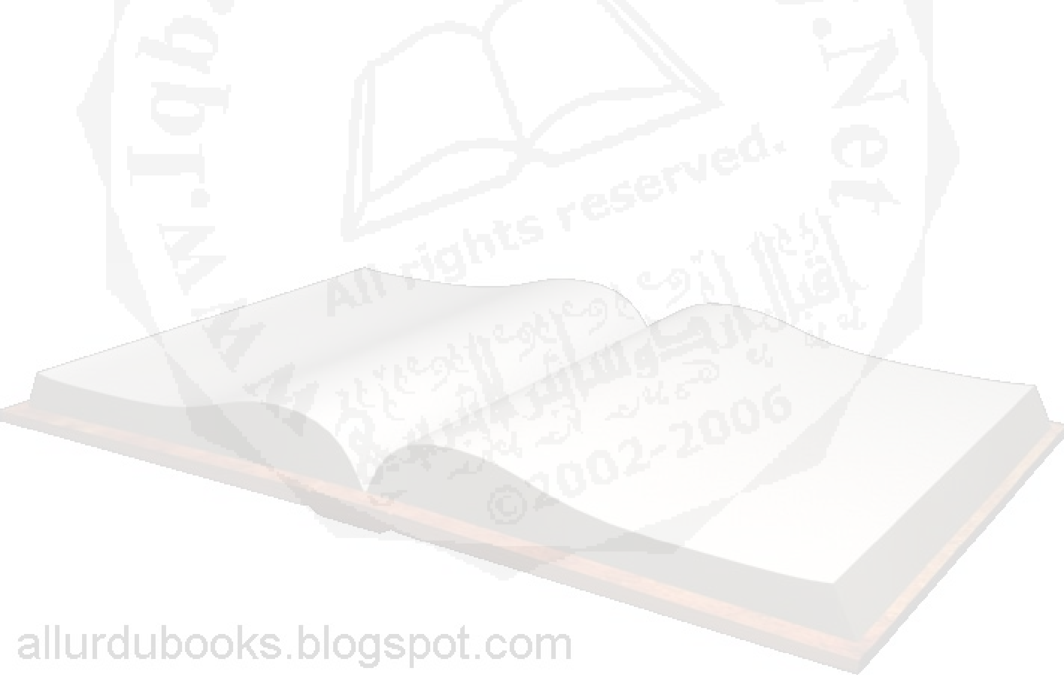
روشن تھیں ستاروں کی طرح ان کی سِنانیں
خیمے تھے کبھی جن کے ترے کوہ و کمر میں

پھر تیرے حسینوں کو ضرورت ہے حنا کی؟
باقی ہے ابھی رنگ مرے خونِ جگر میں!

کیونکر خس و خاشاک سے دب جائے مسلماں
مانا، وہ تب و تاب نہیں اس کے شرر میں

غرناطہ بھی دیکھا مِری آنکھوں نے ولیکن
تسکینِ مسافر نہ سفر میں نہ حضر میں

دیکھا بھی دِکھایا بھی، سُنایا بھی سُنا بھی
ہے دل کی تسلّی نہ نظر میں، نہ خبر میں!



حرم: قابل احترام جگہ مراد خانۂ کعبہ۔ پوشیدہ: چھپے ہوئے۔ خاموش اذانیں: مراد وہ اذانیں جو کبھی یہاں دی گئیں۔ بادِ سحر: صبح کی ہوا، نسیم۔ سِنانیں: جمع سِنان، برچھیاں۔ کوہ و کمر: پہاڑ اور وادی۔ تیرے حسین: تیرے خوبصورت لوگ مراد حسینائیں۔ حنا: مہندی، عورتوں کی آرائش کی چیز۔ خونِ جگر: مراد دل کا خون۔ خس و خاشاک: مراد باطل اور کفر کی قوتیں۔ تب و تاب: قوت و طاقت، جذبوں کی حرارت۔ غرناطہ: ہسپانیہ کا ایک شہر جو مسلمانوں کی گزشتہ عظمت کی آخری یادگار تھا۔ یہاں سے بھی مسلمان نکال دیے گئے۔ حضر: قیام، کسی جگہ ٹھہرے رہنے کی حالت۔ نظر: مراد کشف اور شہود، مرشد کی وہ نگاہ خاص جس سے دوسروں کی تربیت ہوتی ہے۔ خبر: مراد علمی مشاہدے اور سائنسی تجربات وغیرہ جن کے ذریعے حقیقت کا ادراک کرتے ہیں۔

طارق کی دُعا

(اندلس کے میدانِ جنگ میں)

یہ غازی، یہ تیرے پُراَسرار بندے
جنھیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالَم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کِشور کُشائی

خیاباں میں ہے منتظِر لالہ کب سے
قبا چاہیے اس کو خونِ عرب سے

کِیا تُو نے صحرا نشینوں کو یکتا
خبر میں، نظر میں، اذانِ سحَر میں
طلب جس کی صدیوں سے تھی زندگی کو
وہ سوز اس نے پایا انھی کے جگر میں

گشادِ درِ دل سمجھتے ہیں اس کو
ہلاکت نہیں موت ان کی نظر میں

دلِ مردِ مومن میں پھر زندہ کر دے
وہ بجلی کہ تھی نعرۂ لا تذرْ میں

عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے
نگاہِ مسلماں کو تلوار کر دے!

طارق: مراد طارق بن زیاد فاتح اندلس۔ بربری فریقہ کے باشندے اور موسیٰ بن نصیر کے آزاد کردہ غلام فوجی خدمات پر مامور تھے۔ ان کا لشکر بربریوں پر مشتمل تھا۔ ۱۹ جولائی ۷۱۱ء کو حملہ کر کے اندلس فتح کیا اور وہاں اسلامی حکومت قائم کی۔ پُر اسرار: مراد جن کا صحیح پتا نہ چل سکے۔ جب طارق نے اندلس پر حملہ کیا تو وہاں کے حاکم نے بادشاہ راڈرک کو اطلاع دی کہ ایسے لوگوں نے حملہ کیا ہے جن کا نہ وطن معلوم ہے نہ یہ کہ وہ آسمان سے اُترے ہیں یا زمین سے نکلے ہیں۔ ذوقِ خدائی: حکمرانی کا شوق و جذبہ۔ دو نیم: دو ٹکڑے۔ رائی: چھوٹا سا دانہ۔ دو عالم: مراد ساری کائنات۔ لذتِ آشنائی: عشقِ حقیقی کا لطف۔ شہادت: خدا کی راہ میں جان دینا۔ مطلوب و مقصود: اصل غرض اور مطلب۔ مالِ غنیمت: شکست خوردہ دشمن/فوج کا مال جو فاتح فوج کے ہاتھ لگتا ہے۔ کشور کشائی: ملک فتح کرنا۔ خیاباں: کیاری۔ لالہ: مراد ملتِ اسلامیہ۔ قبا: ایک خاص لباس۔ خونِ عرب: مراد عرب فوجیں خدا کی راہ میں جان دیں۔ صحرا نشین: ریگستانوں میں بسیرا کرنے والے۔ یکتا: واحد، بے مثل۔ خبر میں: (دیکھیے خبر، گزشتہ صفحہ پر)۔ نظر میں: (دیکھیے نظر، گزشتہ صفحہ پر)۔ سوز: تپش، جذبوں کی گرمی۔ جگر: مراد دل۔ گشادِ درِ دل: دل کے دروازے کا کھلنا، جذبہ ہائے عشق کا باعث۔ ہلاکت: جسمانی طور پر مرنے کی حالت۔ زندہ کر دے: مراد پہلے والی قوت پھر پیدا کر دے۔ نعرۂ "لا تذرْ": "لا تذرْ" کا نعرہ، ایک قرآنی آیت کے مطابق حضرت نوحؑ نے اللہ سے گزارش کی کہ روئے زمین پر ایک بھی کافر نہ چھوڑ۔ نگاہ کو تلوار کر دے: یعنی نگاہوں میں تلوار کی سی کاٹ، مراد تاثیر بھر دے۔

لینن

(خدا کے حضور میں)

اے انفُس و آفاق میں پیدا ترے آیات
حق یہ ہے کہ ہے زندہ و پائندہ تری ذات

مَیں کیسے سمجھتا کہ تُو ہے یا کہ نہیں ہے
ہر دَم متغیّر تھے خرد کے نظَرِیات

محرم نہیں فطرت کے سرودِ ازلی سے
بینائے کواکب ہو کہ دانائے نباتات

آج آنکھ نے دیکھا تو وہ عالم ہُوا ثابت
مَیں جس کو سمجھتا تھا کلیسا کے خرافات

ہم بندِ شب و روز میں جکڑے ہُوئے بندے
تُو خالقِ اعصار و نگارندۂ آنات!

اک بات اگر مجھ کو اجازت ہو تو پوچھوں
حل کر نہ سکے جس کو حکیموں کے مقالات

جب تک میں جیا خیمۂ افلاک کے نیچے
کانٹے کی طرح دل میں کھٹکتی رہی یہ بات

گفتار کے اسلوب پہ قابو نہیں رہتا
جب رُوح کے اندر متلاطم ہوں خیالات

وہ کون سا آدم ہے کہ تُو جس کا ہے معبود
وہ آدمِ خاکی کہ جو ہے زیرِ سماوات؟

مشرق کے خداوند سفیدانِ فرنگی
مغرب کے خداوند درخشندہ فِلِزّات

یورپ میں بہت روشنیِ علم و ہُنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظُلمات

رعنائیِ تعمیر میں، رونق میں، صفا میں
گِرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارات

ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جوا ہے
سُود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات

یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبُّر، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیمِ مساوات

بے کاری و عُریانی و مے خواری و اِفلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیّت کے فتوحات

وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہو محروم
حد اُس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساسِ مروّت کو کچل دیتے ہیں آلات

آثار تو کچھ کچھ نظر آتے ہیں کہ آخر
تدبیر کو تقدیر کے شاطر نے کیا مات

میخانے کی بنیاد میں آیا ہے تزلزل
بیٹھے ہیں اسی فکر میں پیرانِ خرابات

چہروں پہ جو سُرخی نظر آتی ہے سرِ شام
یا غازہ ہے یا ساغر و مینا کی کرامات

تُو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

کب ڈُوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ؟
دُنیا ہے تری منتظرِ روزِ مکافات!

لینن: مشہور کمیونسٹ لیڈر (۱۸۷۰ء-۱۹۲۴ء) پوری زندگی سخت ترین جدوجہد میں گزری۔ بالآخر ۱۹۱۷ء میں روس میں نظریہ سوشلزم کے تحت ایک کامیاب انقلاب برپا کیا۔ انفس: مراد بنی نوع انسان۔ آفاق: جمع افق، مراد کائنات۔ آیات: جمع آیت، نشانیاں۔ زندہ و پائندہ: مراد ہمیشہ قائم رہنے والی۔ متغیر: بدلتے رہنے والے۔ محرم: واقف۔ سرودِ ازلی: ہمیشہ ہمیشہ کا ترانہ۔ پیمائے کواکب: ستاروں کو دیکھنے والا، مراد نجومی، سائنسدان۔ دانائے نباتات: ماہر نباتات، پودوں وغیرہ کے علم کا ماہر۔ ثابت ہونا: دلیل سے واضح ہونا۔ کلیسا: عیسائیوں کی عبادت گاہ، چرچ، مراد مذہبی ادارہ۔ خرافات: جمع خرافہ، لغو اور بیہودہ باتیں۔ بندِ شب و روز: مراد گردشِ وقت کی قید/پابندی۔ جکڑے ہوئے: پھنسے/بندھے ہوئے۔ خالقِ اعصار: عصروں یعنی زمانوں کو پیدا کرنے والا۔ نگارندۂ آنات: مراد ایک ایک گھڑی اور پل مقرر کرنے والا۔ حکیموں کے مقالات: فلسفیوں کی کتابیں/تصنیفات۔ خیمۂ افلاک: آسمانوں کا خیمہ، مراد آسمان۔ دل میں کھٹکنا: دل میں چبھنا۔ گفتار: باتیں کرنے کی حالت۔ اسلوب: انداز، طریقہ۔ متلاطم: طوفانی۔ آدم: انسان۔ معبود: جس کی عبادت کی جائے۔ آدمِ خاکی: مٹی کا آدمی، مراد انسان۔ زیرِ سماوات: آسمانوں کے نیچے، مراد اس دنیا میں۔ مشرق: مراد مشرقی ممالک۔ خداوند: آقا، حکمران۔ سفیدانِ فرنگی: یورپ کی سفید قوم، انگریز۔ مغرب: مراد مغربی ممالک، یورپ۔ خداوند: مراد معبود۔ درخشندہ فلزات: چمکتی ہوئی دھاتیں، مراد سونے چاندی کے سکے۔ روشنیٔ علم و ہنر: مراد سائنسی علوم و فنون کی روشنی۔ بے چشمۂ حیواں: آبِ حیات کے چشمے کے بغیر۔ ظلمات: تاریکیاں، وہ مقام جس میں سکندر آبِ حیات کی تلاش میں گیا تو وہاں ایک جگہ بہت تاریکی تھی۔ رعنائیٔ تعمیر: عمارت کی ظاہری تعمیر کی خوبصورتی۔ رونق: چہل پہل۔ صفا: صاف ستھرا ہونا۔ ظاہر: دیکھنے میں۔ مرگِ مفاجات: اچانک موت، کسی کام کا اچانک ہو جانا۔ علم: سائنس۔ تدبر: غور و فکر، سیاست دانی۔ لہو پینا: دوسروں یعنی مزدوروں کی محنت سے ہونے والی آمدنی خود کھا جانا۔ تعلیمِ مساوات: برابری کی تعلیم۔ عریانی: ننگا پن، مراد عورتوں کا پورا لباس نہ ہونا۔ مے خواری: شراب پینے کا عمل۔ فرنگی مدنیت: مغربی/یورپی تمدن۔ فتوحات: جمع فتح، مراد فتح مندی کے کارنامے۔ فیضانِ سماوی: آسمانی فائدہ رسانی کی حالت۔ حد: انتہا۔ برق و بخارات: مراد بجلی اور بھاپ سے چلنے والی (مشینیں)۔ مشینوں کی حکومت: مراد صنعت کاری کا غلبہ۔ احساسِ مروت: ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی کرنے کا جذبہ۔ کچل دینا: پاؤں تلے روند ڈالنا، مراد ختم کر دینا۔ آلات: جمع آلہ، مراد مشینیں۔ آثار: جمع اثر، نشانیاں۔ تدبیر: غور و فکر، سوچ بچار۔ تقدیر کا شاطر: تقدیر کا کھلاڑی، مراد تقدیر۔ مات کرنا: شکست دینا، ہرا دینا۔ تزلزل: زلزلہ، لرزنے کی حالت۔ پیرانِ خرابات: شراب خانے چلانے والے۔ فکر: پریشانی۔ سرِ شام: شام کے شروع ہی سے۔ غازہ: مراد سرخی پاؤڈر۔ ساغر و مینا: جام اور صراحی، مراد شراب خوری۔ کرامات: جمع کرامت، غیر معمولی کارنامہ۔ قادر: قدرت رکھنے والا، خدا کی ایک صفت۔ عادل: عدل و انصاف کرنے والا، خدا کی ایک صفت۔ اوقات تلخ ہونا: زندگی مصیبت میں گزرنا۔ سرمایہ پرستی: دولت کی عبادت یعنی دولت ہی کو سب کچھ سمجھ لینے کی کیفیت۔ سفینہ: کشتی۔ روزِ مکافات: بدلے یا سزا کا دن۔

فرشتوں کا گیت

عقل ہے بے زمام ابھی، عشق ہے بے مقام ابھی
نقش گرِ ازل! ترا نقش ہے ناتمام ابھی

خلقِ خدا کی گھات میں رِند و فقیہ و میر و پیر
تیرے جہاں میں ہے وہی گردشِ صبح و شام ابھی

تیرے امیر مال مست، تیرے فقیر حال مست
بندہ ہے کُوچہ گرد ابھی، خواجہ بلند بام ابھی

دانش و دِین و علم و فن بندگیِ ہوَس تمام
عشقِ گرہ کُشاے کا فیض نہیں عام ابھی

جوہرِ زندگی ہے عشق، جوہرِ عشق ہے خودی
آہ کہ ہے یہ تیغِ تیز پردگیِ نیام ابھی!

فرمانِ خدا

(فرشتوں سے)

اُٹھو! مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ اُمَرا کے در و دیوار ہلا دو

گرماؤ غلاموں کا لہو سوزِ یقیں سے
کنجشکِ فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو

سُلطانیِ جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقشِ کُہَن تم کو نظر آئے، مٹا دو

جس کھیت سے دہقاں کو میسّر نہیں روزی
اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اُٹھا دو

حق را بسجودے، صنَماں را بطوافے
بہتر ہے چراغِ حَرم و دَیر بجھا دو

☆

میں ناخوش و بیزار ہوں مَرمَر کی سِلوں سے
میرے لیے مٹی کا حرم اور بنا دو

تہذیبِ نوی کارگہِ شیشہ گراں ہے
آدابِ جنوں شاعرِ مشرق کو سِکھا دو!

بے زمام: لگام کے بغیر، جو قابو میں نہ ہو۔ نقش گرِ ازل: ازل کا مصور، مراد خالق باری تعالیٰ۔ نقش: تصویر، مراد انسان۔ گھات میں ہونا: تاک میں ہونا، نقصان پہنچانے کی تدبیر کرنا۔ رند: دنیادار آزاد مشرب لوگ۔ فقیہ: دینی اصولوں کو مدنظر رکھ کر قانون سازی کرنے والا۔ گردشِ صبح و شام: وقت کی گردش۔ مال مست: دولت کے نشے میں ڈوبے ہوئے۔ حال مست: اپنی اس بُری حالت میں بھی خوش ہیں۔ کوچہ گرد: بے مقصد گھومنے والا، مراد جس کا کوئی نصب العین نہیں۔ بلند بام: مراد اونچی اور اعلیٰ درجے کی عمارت والا۔ دانش: مراد علم و عقل۔ بندگیِ ہوس: حرص اور لالچ کی غلامی، بیحد لالچ۔ عشق گرہ کشائے: مشکل حل کرنے والا عشق۔ فیض: فائدہ پہنچانے کا عمل۔ جوہرِ زندگی: زندگی کی اصل / حقیقت۔ تیغ تیز: کاٹ دار تلوار۔ پردگیِ نیام: غلاف کے پردے میں ہونا۔

فرمانِ خدا.. (فرشتوں سے)

جگا دو: مراد ظلم کے خلاف لڑنے کے لیے ان میں حوصلہ پیدا کر دو۔ کاخِ امرا: دولت مندوں کے محل۔ ہلا دو: مراد امیروں میں خوف پیدا کر دو۔ لہو گرمانا: جوش دلانا۔ سوزِ یقیں: اعتقاد کی تپش۔ کنجشکِ فرومایہ: گھٹیا چڑیا، مراد بیحد کمزور غریب عوام۔ سلطانیِ جمہور: عوام کی حکومت، جمہوریت۔ نقشِ کہن: مراد پرانا اندازِ حکومت / حکمرانی۔ دہقاں: کسان، مراد مزدور وغیرہ۔ خوشۂ گندم: گندم کی بالی / گچھا۔ پردے حائل رہنا: رکاوٹ کا باعث ہونا / بننا۔ پیرانِ کلیسا: مراد مذہبی رہنما، مذہب کے اجارہ دار۔ کلیسا: مراد مذہبی ادارہ یعنی عبادت گاہ۔ اُٹھا دو: نکال دو۔ مَرمَر کی سِل: سنگِ مرمر کا خوبصورت فرش۔ حرم: چاردیواری۔ تہذیبِ نوی: جدید تہذیب۔ کارگہِ شیشہ گراں: شیشہ بنانے والوں کا کارخانہ، مراد شعبدہ بازی کرنے والوں یا مداریوں کا تیار کردہ مجموعہ۔ آدابِ جنوں: عشقِ حقیقی کے طور طریقے۔ شاعرِ مشرق: مراد مشرقی ملکوں کے شاعر۔

☆ پہلا ٹکڑا غالبؔ کے فارسی قطعے سے ہے۔ اس کے حوالے سے مصرع کا مطلب ہے کہ یہ لوگ خدا کو سجدہ کر کے اور بتوں کے گرد طواف کر کے انھیں دھوکا دیتے ہیں۔ (دوسرے مصرعے سے مراد) مذہب کے نام پہ، خواہ مسلمانوں میں، خواہ دوسری قوموں میں، جو ریاکاری (دکھاوے کی عبادت) ہو رہی ہے اسے ختم کر دو۔

ذوق وشوق

(ان اشعار میں سے اکثر فلسطین میں لکھے گئے)

'دریغ آمدم زاں ہمہ بوستاں ☆ تہی دست رفتن سوئے دوستاں'

قلب و نظر کی زندگی دشت میں صبح کا سماں
چشمۂ آفتاب سے نُور کی ندیاں رواں

حُسنِ ازل کی ہے نمود، چاک ہے پردۂ وجود
دل کے لیے ہزار سُود ایک نگاہ کا زیاں

سُرخ و کبود بدلیاں چھوڑ گیا سحابِ شب
کوہِ اِضم کو دے گیا رنگ برنگ طیلساں

گرد سے پاک ہے ہَوا، برگِ نخیل دُھل گئے
ریگِ نواحِ کاظمہ نرم ہے مثلِ پرنیاں

آگ بجھی ہُوئی اِدھر، ٹُوٹی ہُوئی طناب اُدھر
کیا خبر اس مقام سے گزرے ہیں کتنے کارواں

آئی صدائے جبرئیل، تیرا مقام ہے یہی
اہلِ فراق کے لیے عیشِ دوام ہے یہی

کس سے کہوں کہ زہر ہے میرے لیے مئے حیات
کُہنہ ہے بزمِ کائنات، تازہ ہیں میرے واردات

کیا نہیں اور غزنوی کارگہِ حیات میں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہلِ حرم کے سومنات

ذکرِ عرب کے سوز میں، فکرِ عجم کے ساز میں
نے عربی مشاہدات، نے عَجمی تخیلات

قافلۂ حجاز میں ایک حُسینؓ بھی نہیں
گرچہ ہے تاب دار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

عقل و دل و نگاہ کا مُرشدِ اوّلیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بُت کدۂ تصوّرات

صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق، صبرِ حُسینؓ بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حُنین بھی ہے عشق

آیۂ کائنات کا معنیِ دیریاب تُو
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو

جلوتیانِ مدرسہ کور نگاہ و مُردہ ذوق
خلوتیانِ مے کدہ کم طلب و تہی کدو

مَیں کہ مری غزل میں ہے آتشِ رفتہ کا سُراغ
میری تمام سرگزشت کھوئے ہُوؤں کی جستجو

بادِ صبا کی موج سے نشوونمائے خار و خس
میرے نفَس کی موج سے نشوونمائے آرزو

خونِ دل و جگر سے ہے میری نوا کی پرورش
ہے رگِ ساز میں رواں صاحبِ ساز کا لہو

'فرصتِ کشمکش مدہ ایں دلِ بے قرار را
یک دو شکن زیادہ کُن گیسوے تابدار را' ☆☆

لَوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دِیا تُو نے طلوعِ آفتاب

شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمالِ بے نقاب

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب

تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے
طبعِ زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے

تیری نظر میں ہیں تمام میرے گزشتہ روز و شب
مجھ کو خبر نہ تھی کہ ہے علم نخیلِ بے رُطَب

تازہ مِرے ضمیر میں معرکۂ کُہن ہُوا
عشق تمام مصطفیؐ، عقل تمام بُولہَب

گاہ بحیلہ می برد، گاہ بزور می کشد ☆☆☆
عشق کی ابتدا عجب، عشق کی انتہا عجب

عالمِ سوز و ساز میں وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل میں مرگِ آرزو، ہجر میں لذّتِ طلب

عینِ وصال میں مجھے حوصلۂ نظر نہ تھا
گرچہ بہانہ جُو رہی میری نگاہِ بے ادب

گرمیِ آرزو فراق، شورشِ ہائے و ہُو فراق
مَوج کی جستجو فراق، قطرے کی آبرو فراق!

دشت: جنگل۔ سماں: منظر۔ چشمۂ آفتاب: سورج کا چشمہ، یعنی سورج۔ نور کی ندیاں: مراد کرنیں۔ حُسنِ ازل: مراد قدرت کا حُسن جو کائنات میں مختلف صورتوں میں نظر آ رہا ہے۔ نمود: ظاہر ہونا۔ چاک ہے: پھٹا ہوا ہے مراد ظاہر ہے۔ پردۂ وجود: مراد چُھپی ہوئی کائنات۔ ہزار سود: بیشمار فائدے۔ زیاں: نقصان۔ کبود: نیلی۔ سحابِ شب: رات کا بادل۔ کوہِ اِضم: اِضم کا پہاڑ، مدینہ منورہ کے نواح میں واقع ایک پہاڑ کا نام۔ طیلساں: وہ چادر جو عرب کندھوں پر ڈالتے ہیں۔ برگِ نخیل: کھجور کے درختوں کے پتے۔ ریگ: ریت۔ نواحِ کاظمہ: کاظمہ کا قریبی علاقہ، مدینہ منورہ کا ایک نام۔ مثلِ پرنیاں: ریشم کی طرح۔ طناب: رسّی۔ صدائے جبرئیل: حضرت جبرئیل کی آواز۔ اہلِ فراق: ہجر میں زندگی گزارنے والے۔ عیشِ دوام: ہمیشہ ہمیشہ کی راحت و آرام کی زندگی۔ مئے حیات: زندگی کی شراب۔ کہنہ: پرانی۔ بزمِ کائنات: کائنات کی محفل، مراد کائنات۔ واردات: جمع واردہ، دل پر نازل ہونے والے خیالات۔ غزنوی: سلطان محمود غزنوی، جس نے سومنات کا مندر توڑا۔ کارگہِ حیات: زندگی کا کارخانہ، مراد اس دور میں۔ اہلِ حرم: مراد مسلمان، اُمتِ مسلمہ۔ سومنات: ہندوستان کا مشہور بتخانہ، مراد مسلمانوں نے فرقے، ذات برادری، دولت وغیرہ کے جو بُت بنا رکھے ہیں۔ ذکرِ عرب: عرب والوں کا انداز یا دانائی۔ فکرِ عجم: غیر عرب کا فلسفہ، منطق وغیرہ۔ سوز: مراد عشق کی تپش۔ عربی مشاہدات: حضور اکرمؐ کی سرگزشت اور آپ کا ذکرِ خیر۔ عجمی تخیلات: غیر عرب خیالات، مراد علوم و فنون۔ قافلۂ حجاز: مراد اُمت مسلمہ۔ حسینؓ: ایسی ہستی جو امام حسینؓ کی طرح باطل سے ٹکرا جائے۔ تاب دار: بل کھایا ہوا۔ دجلہ و فرات: عراق کے مشہور دریا۔ مرشدِ اوّلیں: سب سے پہلا رہنما، ہدایت کرنے والا۔ شرع و دیں: مراد مذہبی اصول اور قوانین۔ بُت کدۂ تصورات: محض خیالوں کا بت خانہ۔ صدقِ خلیلؑ: حضرت ابراہیمؑ کی سچائی۔ آپ نے نمرود کی آگ میں بیٹھنا قبول کر لیا لیکن حق کہنے سے نہیں رکے۔ صبرِ حسینؓ: حضرت امام حسینؓ کا صبر، جنھوں نے یزید کے ظلم سہتے ہوئے جامِ شہادت پی لیا۔ بدر و حنین: حضور اکرمؐ کے دو غزووں کے نام۔ یہ غزوات ۲ھ اور ۸ھ میں ہوئے۔ مسلمان بڑی جانبازی سے لڑے اور کئی صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ یہ سب حضرات عشقِ خدا و رسولؐ سے سرشار تھے۔ آیۂ کائنات: کائنات کی آیت، مراد کائنات۔ معنیِ دیریاب: ایسا مفہوم جو دیر سے سمجھ میں آئے۔ قافلہ ہائے رنگ و بو: مراد کائنات۔ جلوتیانِ مدرسہ: مراد جدید تعلیم حاصل کرنے والے۔ کور نگاہ: مراد بصیرت سے محروم۔ مردہ ذوق: جن کا دل مر چکا ہو۔ خلوتیانِ مے کدہ: مراد اہلِ تصوف وغیرہ۔ کم طلب: مراد آرزو سے خالی۔ تہی کدو: خالی پیالہ والے، یعنی ان کا دل جوش و جذبہ سے خالی ہے۔ میری غزل: علامہ کی شاعری۔ آتشِ رفتہ: مراد اسلاف میں عشقِ رسول اکرمؐ کا جو جذبہ تھا۔ سرگزشت: واقعہ، ماجرا۔ کھوئے ہوؤں کی جستجو: مراد رسول اکرمؐ کے عشق میں ڈوبے ہوئے ماضی کے مسلمان۔ بادِ صبا: صبح کی ہوا، نسیم۔ موج: لہر۔ نشو نما: بڑھنے، پھولنے کا عمل۔ خار و خس: مراد نباتات، درخت پودے۔ نفس: سانس، شاعری۔ آرزو: تمنا، مراد عشق۔ خونِ دل و جگر: مراد بے حد محنت و ریاضت۔ نوا: نغمہ، مراد شاعری۔ رگِ ساز میں: مراد ساز (موسیقی کا آلہ)

میں. صاحب ساز کا لہو: مراد ساز بجانے والے کی بیحد ریاضت. لوح: تختی، مراد قدرت جس پر کائنات کی تقدیر تحریر کرتی ہے. قلم: مراد جس سے کائنات کی تقدیر لکھی جاتی ہے. تیرا وجود: یعنی حضور اکرمؐ کی ذات مبارک. الکتاب: مراد قرآن کریم، یعنی حضورؐ قرآن کریم کی عملی تفسیر ہیں. گنبدِ آبگینہ رنگ: شیشے کے یا نیلے رنگ کا گنبد، یعنی آسمان. محیط: سمندر. حباب: بلبلہ. عالمِ آب وخاک: مراد یہ دنیا. ظہور: مراد وجود میں آنا. فروغ: روشنی، رونق. ذرۂ ریگ: ریت کا ذرہ. طلوعِ آفتاب: مراد سورج کی سی روشنی. شوکتِ سنجر وسلیم: سنجر اور سلیم کی سی عظمت اور شان. سنجر، ایران کے سلجوقی خاندان کا ایک عظیم بادشاہ، سلیم سے مراد سلطان سلیم اول، ترکی کا باعظمت بادشاہ (۱۵۱۲ء). تیرے جلال کی نمود: یعنی حضور اکرمؐ کے رعب ودبدبہ کا ظہور / نشان. فقرِ جنیدؒ و بایزیدؒ: بہت بڑے صوفی جنید بغدادیؒ (وفات ۹۱۹ء) اور حضرت بایزید بسطامیؒ (وفات ۸۷۵ء) کا فقر. تیرا جمال بے نقاب: یعنی حضور اکرمؐ کا ظاہر اور کھلا حسن. شوق: عشق. نگاہ ناز: حضور اکرمؐ کی خلق و محبت سے بھرپور توجہ / نگاہ. غیاب و جستجو: مراد محبوب کا سامنے نہ ہونا اور اس کو تلاش کرنا. حضور واضطراب: محبوب کا سامنے ہونا اور عاشق کی بیقراری. تیرہ و تار: تاریک، اندھیروں میں ڈوبا ہوا. طبعِ زمانہ: زمانے کی طبیعت، مراد موجودہ صورتِ حال. تازہ کرنا: پھر سے پہلی صورت پر لانا. نظر میں ہونا: علم میں ہونا، جاننا. علم: جدید علوم یا درن سائنس. نخیل بے رُطب: کھجور کا درخت جس میں پھل نہ لگتا ہو، مراد جذبۂ عشق پیدا کرنے سے عاری. معرکۂ کہن: ماضی یعنی آغازِ اسلام والا جوش وجذبۂ عشق. تمام مصطفیٰ: مراد حضور اکرمؐ کی صفات کا حامل. تمام بولہب: مراد ابولہب کی طرح فتنہ پردازی وشرارت. عالمِ سوز وساز: مراد عشق کی دنیا. وصل: محبوب کا سامنے ہونا، اس کا قرب. مرگِ آرزو: مراد محبوب کے قرب کی تمنا ختم ہونا. لذتِ طلب: مراد محبوب تک رسائی کے لیے کی گئی کوشش کا مزہ. عین وصال میں: ٹھیک وصل کے موقع پر. بہانہ جو: مراد محبوب پر نظر ڈالنے کے مختلف بہانے ڈھونڈنا. نگاہِ بے ادب: گستاخ نگاہ، مراد محبوب پر نظر ڈالنا گویا گستاخی کا عمل ہے. گرمیِ آرزو: محبوب تک رسائی کے لیے بیحد جدوجہد. شورشِ ہائے وہُو: مراد ہجر میں عاشق جو آہ وفریاد کرتا ہے. آبرو: چہرے کی چمک، چمک دمک، عزت.

☆ (یہ شعر شیخ سعدی کی بوستان کے "سببِ نظمِ کتاب" میں ہے) مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ میں اس باغ سے دوستوں کے لیے کوئی تحفہ لے کر نہ جاؤں. اس میں علامہ کا اشارہ فلسطین وغیرہ کی طرف ہے.

☆☆ عشق کے ہاتھوں اس بے چین دل کو اُلجھاؤ سے چھٹکارا پانے کا موقع نہ دے بلکہ اپنی بل کھاتی زلفوں میں دو ایک بل اور ڈال دے.

☆☆☆ کبھی تو وہ (عشق) کسی بہانہ سے محبوب کی طرف کھینچ لے جاتا ہے اور کبھی طاقت یعنی قوتِ جذب سے کھینچ لے جاتا ہے.

پروانہ اور جگنو

پروانہ

پروانے کی منزل سے بہت دُور ہے جگنو
کیوں آتشِ بے سوز پہ مغرور ہے جگنو

جگنو

اللہ کا سَو شُکر کہ پروانہ نہیں مَیں
دریوزہ گرِ آتشِ بیگانہ نہیں مَیں

آتشِ بے سوز: تپش کے بغیر آگ، جگنو کی روشنی۔ آتشِ بیگانہ: غیر کی آگ۔ دریوزہ گر: بھیک مانگنے والا۔

جاوید کے نام

خودی کے ساز میں ہے عمرِ جاوداں کا سُراغ
خودی کے سوز سے روشن ہیں اُمّتوں کے چراغ

یہ ایک بات کہ آدم ہے صاحبِ مقصود
ہزار گونہ فروغ و ہزار گونہ فراغ!

ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی
خراب کرگئی شاہیں بچے کو صحبتِ زاغ

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ

ٹھہر سکا نہ کسی خانقاہ میں اقبالؔ
کہ ہے ظریف و خوش اندیشہ و شگفتہ دماغ

جاوید: علامہ کا دوسرا بیٹا، جاوید صاحب بطور چیف جسٹس ریٹائر ہوئے اور اب (۹۸۔۱۹۹۷ء) مختلف بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کرتے رہتے ہیں۔ عمرِ جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی۔ سراغ: نشان۔ سوز: تپش گرمی۔ آدم: انسان۔ صاحبِ مقصود: مراد اس کائنات کی تخلیق کی اصلی غرض۔ ہزار گونہ فروغ: ہزاروں قسم کی رونق و روشنی۔ فراغ: سکون اور اطمینان۔ زاغ: کوّا۔ بلند پروازی: اونچی فضاؤں میں اُڑنے کی حالت۔ خراب کرنا: بگاڑنا۔ شاہیں بچہ: مراد مُسلم نوجوان۔ صحبتِ زاغ: کوّے / ناپسندیدہ لوگوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا۔ حیا: شرم۔ بے داغ: برائیوں سے پاک۔ ظریف: مراد زندہ دل۔ خوش اندیشہ: اچھی اور اعلیٰ سوچ والا۔ شگفتہ دماغ: تروتازہ طبیعت والا، خشک مزاج کی ضد۔

گدائی

مے کدے میں ایک دن اک رندِ زیرک نے کہا

ہے ہمارے شہر کا والی گدائے بے حیا

تاج پہنایا ہے کس کی بے کُلاہی نے اسے

کس کی عُریانی نے بخشی ہے اسے زرّیں قبا

اس کے آبِ لالہ گوں کی خونِ دہقاں سے کشید

تیرے میرے کھیت کی مٹّی ہے اس کی کیمیا

اس کے نعمت خانے کی ہر چیز ہے مانگی ہوئی

دینے والا کون ہے، مردِ غریب و بے نوا

مانگنے والا گدا ہے، صدقہ مانگے یا خراج

کوئی مانے یا نہ مانے، میر و سُلطاں سب گدا!

(ماخوذ از انوری)

گدائی: بھیک مانگنے کا عمل۔ رندِ زیرک: چالاک/ کائیاں شراب خور۔ والی: حاکم/ حکمران۔ گدائے بے حیا: بے شرم فقیر۔ تاج پہنانا: مقام و مرتبہ دینا/ حکومت دینا۔ بے کُلاہی: کُلاہ/ ٹوپی کے بغیر ہونا، مراد بہت مفلس ہونا۔ عریانی: مراد پورا لباس میسّر نہ ہونا۔ زرّیں قبا: سونے کا یعنی نہایت قیمتی لباس۔ آبِ لالہ گوں: سُرخ رنگ کا پانی، شراب۔ خونِ دہقاں: کسان کی انتہائی محنت۔ کشید: کھینچی ہوئی مراد تیار کی گئی۔ کیمیا: وہ جڑی بوٹی جس سے کسی دھات کو سونے میں بدل دیتے ہیں۔ نعمت خانہ: توشہ خانہ، مراد اس کی ضرورت کی ہر شے۔ بے نوا: مفلس، کنگال۔ میر و سلطاں: مراد ہر طرح کے حکمران۔ گدا: فقیر، بھک منگا۔

مُلّا اور بہشت

مَیں بھی حاضر تھا وہاں، ضبطِ سخن کر نہ سکا
حق سے جب حضرتِ مُلّا کو مِلا حکمِ بہشت

عرض کی مَیں نے، الٰہی! مِری تقصیر معاف
خوش نہ آئیں گے اسے حور و شراب و لبِ کشت

نہیں فردوس مقامِ جدَل و قال و اقول
بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی سرِشت

ہے بدآموزیِ اقوام و مِلل کام اس کا
اور جنّت میں نہ مسجد، نہ کلیسا، نہ کُنِشت

ضبطِ سخن کرنا: زبان/بات پر قابو رکھنا۔ حق: خدا۔ حکمِ بہشت: یعنی بہشت میں جانے کا حکم۔ عرض کرنا: کسی بڑے کے سامنے ادب سے کوئی بات کرنا۔ تقصیر: خطا۔ شراب: مراد شرابِ طہور جو بہشتیوں کو ملے گی۔ لبِ کشت: کھیت/باغ کا کنارہ۔ فردوس: بہشت۔ مقام: ٹھکانا، جگہ۔ جدَل: لڑائی، جھگڑا۔ قال و اقول: اس نے یہ کہا اور میں یہ کہتا ہوں، مراد بحث مباحثہ۔ بحث و تکرار: مراد چھوٹے اور معمولی مسئلوں پر بحث۔ سرشت: فطرت۔ بدآموزی: بُرا سکھانے کی کیفیت۔ مِلل: جمع مِلّت، قومیں۔ کُنِشت: آتش پرستوں کی عبادت گاہ، آتش کدہ۔

دین و سیاست

کلیسا کی بنیاد رُہبانیت تھی
سماتی کہاں اس فقیری میں مِیری

خصومت تھی سُلطانی و راہبی میں
کہ وہ سر بلندی ہے یہ سربزیری

سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا
چلی کچھ نہ پیرِ کلیسا کی پیری

ہُوئی دِین و دولت میں جس دَم جُدائی
ہوَس کی امیری، ہوَس کی وزیری

دُوئی ملک و دِیں کے لیے نامرادی
دُوئی چشمِ تہذیب کی نابصیری

یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا
بشیری ہے آئینہ دارِ نذیری!

اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی
کہ ہوں ایک جُنیدی و اردشیری



رُہبانیت: عیسائی/نصرانی پادریوں کا ترکِ دنیا کا عمل۔ سمانا: جگہ پانا، گھر کرنا۔ میری: سرداری۔ خصومت: دشمنی۔ وہ: مراد سلطانی۔ یہ: راہبی۔ سربلندی: سر اونچا رکھنے کی حالت۔ سربزیری: سر جھکائے رکھنے کی حالت۔ پیچھا چھڑانا: خود کو بچانا/نجات دلانا۔ پیرِ کلیسا: گرجے کا راہب، مذہبی رہنما۔ پیری چلنا: مراد مذہبی رہنمائی کا کام آنا۔ وزیری: وزیر ہونا، حکمرانی۔ دُوئی: دو ہونا، وحدت کی ضد۔ نابصیری: بصیرت سے خالی ہونا۔ اعجاز: معجزہ۔ ایک صحرا نشیں: مراد حضور اکرمؐ۔ بشیری: جنت کی خوشخبری دینے کی کیفیت، دینی قیادت۔ آئینہ دار: مراد ظاہر کرنے والا۔ نذیری: عذابِ قیامت سے ڈرانے کی کیفیت۔ جنیدی: جنید ہونا، حضرت جنید بغدادیؒ بہت بڑے صوفی تھے، مراد مذہبی قیادت۔ اردشیری: اردشیر ہونا۔ اسلام سے پہلے ایران کے ساسانی خاندان کا بانی، مراد حکومت، حکمرانی۔

الارض للہ!

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون
کون دریاؤں کی موجوں سے اُٹھاتا ہے سحاب؟

کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ سازگار
خاک یہ کس کی ہے، کس کا ہے یہ نُورِ آفتاب؟

کِس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب
موسموں کو کس نے سِکھلائی ہے خُوئے انقلاب؟

دِہ خُدایا! یہ زمیں تیری نہیں، تیری نہیں
تیرے آبا کی نہیں، تیری نہیں، میری نہیں

الارض للہ: زمین اللہ کے لیے ہے یعنی اللہ کی ملکیت ہے۔ سحاب اُٹھانا: مراد بادل، پانی سے پیدا کرکے آسمان کی طرف بلند کرنا۔ پچھم: مغرب۔ بادِ سازگار: موافق ہوا۔ نورِ آفتاب: سورج کی روشنی۔ موتی: مراد دانے۔ خوشہ: گچھا۔ خوئے انقلاب: بدلتے رہنے کی عادت۔ دِہ خدا: (دیہہ خدا) مراد گاؤں کا زمیندار۔ آبا: جمع اب، باپ دادا۔

ایک نوجوان کے نام

ترے صوفے ہیں افرنگی، ترے قالیں ہیں ایرانی
لہو مجھ کو رُلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی

امارت کیا، شکوہِ خُسروی بھی ہو تو کیا حاصل
نہ زورِ حیدری تجھ میں، نہ اِستغنائے سلمانی

نہ ڈُھونڈ اس چیز کو تہذیبِ حاضر کی تجلّی میں
کہ پایا مَیں نے اِستغنا میں معراجِ مسلمانی

عقابی رُوح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں

نہ ہو نومید، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
اُمیدِ مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سُلطانی کے گنبد پر
تُو شاہیں ہے، بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

صوفے: فرنیچر کی ایک قسم۔ افرنگی: مغربی یعنی یورپ کے بنے ہوئے۔ ایرانی: ایران کے بنے ہوئے۔ لہو رُلانا:

پہنچانا. امارت: امیری، مرادسرداری یا حکمرانی. شکوہ خسروی: مراد بادشاہانہ شان وشوکت. کیا حاصل: کیا فائدہ. زورِ حیدریؓ: حضرت علیؓ کا سا زور وقوت. استغنائے سلمانی: حضرت سلمان فارسیؓ (حضورؐ کے محبوب صحابی) کی سی بے نیازی. تہذیبِ حاضر: موجودہ دور کی تہذیب جو مغربی تہذیب سے متاثر ہے. تجلی: جلوہ. استغنا: بے نیازی. معراجِ مسلمانی: مسلمان ہونے کی انتہائی بلندی/ عظمت. عقابی روح: مراد عقاب کی طرح بلندیوں پر اُڑنے کا جذبہ. نومیدی: مایوسی. زوال: پستی. علم وعرفاں: مراد فلسفہ وحکمت اور تصوف/ روحانیت. رازداں: بھیدوں سے واقف. نشیمن: گھونسلا، ٹھکانا. قصرِ سلطانی: بادشاہ کا محل. بسیرا کرنا: رہنا.

نصیحت

بچۂ شاہیں سے کہتا تھا عقابِ سالخورد
اے ترے شہپر پہ آساں رفعتِ چرخِ بریں

ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخِ زندگانی انگبیں

جو کبوتر پر جھپٹنے میں مزا ہے اے پسر!
وہ مزا شاید کبوتر کے لہو میں بھی نہیں

سالخورد: بوڑھا۔ شہپر: بڑے پر۔ رفعت: بلندی۔ چرخِ بریں: مراد آسمان۔ شباب: جوانی۔ اپنے لہو کی آگ میں جلنا: مراد بیحد جدوجہد کرنا۔ سخت کوشی: بیحد محنت اور جدوجہد۔ تلخ: کڑوا، کڑوی چیز۔ انگبیں: شہد۔ جھپٹنا: حملہ کرنا/ شکار کا پیچھا کرنا۔ پسر: بیٹا۔

لالۂ صحرا

یہ گنبدِ مینائی، یہ عالمِ تنہائی
مجھ کو تو ڈراتی ہے اس دشت کی پہنائی

بھٹکا ہُوا راہی مَیں، بھٹکا ہُوا راہی تُو
منزل ہے کہاں تیری اے لالۂ صحرائی!

خالی ہے کلیموں سے یہ کوہ و کمر ورنہ
تُو شعلۂ سینائی، مَیں شعلۂ سینائی!

تُو شاخ سے کیوں پھُوٹا، مَیں شاخ سے کیوں ٹُوٹا
اک جذبۂ پیدائی، اک لذّتِ یکتائی!

غوّاصِ محبت کا اللہ نگہباں ہو
ہر قطرۂ دریا میں دریا کی ہے گہرائی

اُس موج کے ماتم میں روتی ہے بھنور کی آنکھ
دریا سے اُٹھی لیکن ساحل سے نہ ٹکرائی

ہے گرمیِ آدم سے ہنگامۂ عالم گرم
سُورج بھی تماشائی، تارے بھی تماشائی

اے بادِ بیابانی! مجھ کو بھی عنایت ہو
خاموشی و دِل سوزی، سرمستی و رعنائی!



گنبدِ مینائی: مراد آسمان۔ عالمِ تنہائی: اکیلا پن۔ پہنائی: پھیلاؤ، وسعت۔ بھٹکا ہوا راہی: راستہ بھولا ہوا مسافر۔ لالۂ صحرائی: ریگستان کا لالہ، آغازِ اسلام کے مسلمان مراد ہیں جو صحراؤں میں رہتے اور بہت جدوجہد کرتے تھے۔ کلیم: حضرت موسیٰؑ، مراد باطل سے ٹکر لینے والا۔ کوہ و کمر: پہاڑ اور وادی۔ شعلۂ سینائی: طورِ سینا والا شعلہ، حضرت موسیٰؑ کو سینا پہاڑ پر آگ جلتی دکھائی دی تھی جو دراصل خدا کا جلوہ تھا۔ شاخ سے پھوٹنا: اُگنا۔ شاخ سے ٹوٹنا: شاخ سے الگ ہو جانا۔ جذبۂ پیدائی: ظاہر ہونے کا جذبہ۔ لذتِ یکتائی: یکتا یعنی بے مثال ہونے کا مزہ۔ غوّاص: غوطہ لگانے والا۔ ماتم: کسی کے مرنے پر رونے کی حالت۔ بھنور: پانی کا چکر، گرداب۔ گرمیِ آدم سے: مراد انسان کی رونق کے سبب۔ ہنگامۂ عالم: دنیا کی رونق، چہل پہل۔ گرم ہونا: رونق قائم ہونا/ رہنا۔ بادِ بیابانی: جنگل کی ہوا۔ دل سوزی: عشق میں دل کی تپش اور حرارت۔ سرمستی: محویت، بیخودی کی حالت۔ رعنائی: خوبصورتی۔

ساقی نامہ

ہُوا خیمہ زن کاروانِ بہار
اِرم بن گیا دامنِ کوہسار
گُل و نرگس و سَوسن و نسترن
شہیدِ ازَل لالہ خونیں کفن
جہاں چُھپ گیا پردۂ رنگ میں
لہو کی ہے گردش رگِ سنگ میں
فضا نیلی نیلی، ہَوا میں سُرور
ٹھہَرتے نہیں آشیاں میں طیور
وہ جوئے کُہستاں اُچکتی ہوئی
اَٹکتی، لچکتی، سَرکتی ہوئی
اُچھلتی، پھسلتی، سنبھلتی ہوئی
بڑے پیچ کھا کر نِکلتی ہوئی

رُکے جب تو سِل چیر دیتی ہے یہ
پہاڑوں کے دل چیر دیتی ہے یہ
ذرا دیکھ اے ساقیِ لالہ فام!
سُناتی ہے یہ زندگی کا پیام
پلا دے مجھے وہ مۓ پردہ سوز
کہ آتی نہیں فصلِ گُل روز روز
وہ مے جس سے روشن ضمیرِ حیات
وہ مے جس سے ہے مستیِ کائنات
وہ مے جس میں ہے سوز و سازِ ازل
وہ مے جس سے کُھلتا ہے رازِ ازل
اُٹھا ساقیا پردہ اس راز سے
لڑا دے ممولے کو شہباز سے
زمانے کے انداز بدلے گئے
نیا راگ ہے، ساز بدلے گئے
ہُوا اس طرح فاش رازِ فرنگ
کہ حیرت میں ہے شیشہ بازِ فرنگ
پُرانی سیاست گری خوار ہے
زمیں مِیر و سُلطاں سے بیزار ہے

گیا دورِ سرمایہ داری، گیا
تماشا دِکھا کر مداری گیا
گِراں خواب چِینی سنبھلنے لگے
ہمالہ کے چشمے اُبلنے لگے

دلِ طورِ سِینا و فاراں دو نیم
تجلّی کا پھر منتظر ہے کلیم
مسلماں ہے توحید میں گرم جوش
مگر دل ابھی تک ہے زُنّار پوش
تمدّن، تصوّف، شریعت، کلام
بُتانِ عجم کے پجاری تمام!
حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ اُمّت روایات میں کھو گئی
لبھاتا ہے دل کو کلامِ خطیب
مگر لذّتِ شوق سے بے نصیب
بیاں اس کا منطق سے سلجھا ہُوا
لُغت کے بکھیڑوں میں اُلجھا ہُوا
وہ صوفی کہ تھا خدمتِ حق میں مرد
محبت میں یکتا، حمیّت میں فرد

عجم کے خیالات میں کھو گیا
یہ سالک مقامات میں کھو گیا
بجھی عشق کی آگ، اندھیر ہے
مسلماں نہیں، راکھ کا ڈھیر ہے
شرابِ کُہن پھر پلا ساقیا
وہی جام گردش میں لا ساقیا!
مجھے عشق کے پَر لگا کر اُڑا
مری خاک جگنو بنا کر اُڑا
خرد کو غلامی سے آزاد کر
جوانوں کو پیروں کا استاد کر
ہری شاخِ ملّت ترے نم سے ہے
نفَس اس بدن میں ترے دَم سے ہے
تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دلِ مرتضیٰؓ، سوزِ صدّیقؓ دے
جگر سے وہی تیر پھر پار کر
تمنّا کو سینوں میں بیدار کر
ترے آسمانوں کے تاروں کی خیر
زمینوں کے شب زندہ داروں کی خیر

جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے

مرا عشق، میری نظر بخش دے

مری ناؤ گرداب سے پار کر

یہ ثابت ہے تُو اس کو سیّار کر

بتا مجھ کو اسرارِ مرگ و حیات

کہ تیری نگاہوں میں ہے کائنات

مرے دیدۂ تر کی بے خوابیاں

مرے دل کی پوشیدہ بے تابیاں

مرے نالۂ نیم شب کا نیاز

مری خلوت و انجمن کا گداز

امنگیں مری، آرزوئیں مری

امیدیں مری، جستجوئیں مری

مری فطرت آئینۂ روزگار

غزالانِ افکار کا مرغزار

مرا دل، مری رزم گاہِ حیات

گمانوں کے لشکر، یقیں کا ثبات

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر

اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر

مِرے قافلے میں لُٹا دے اسے
لُٹا دے، ٹھکانے لگا دے اسے!

دمادم رواں ہے یمِ زندگی
ہر اک شے سے پیدا رمِ زندگی
اسی سے ہوئی ہے بدن کی نمود
کہ شعلے میں پوشیدہ ہے موجِ دُود
گراں گرچہ ہے صحبتِ آب و گِل
خوش آئی اسے محنتِ آب و گِل
یہ ثابت بھی ہے اور سیّار بھی
عناصر کے پھندوں سے بیزار بھی
یہ وحدت ہے کثرت میں ہر دم اسیر
مگر ہر کہیں بے چگوں، بے نظیر
یہ عالم، یہ بُت خانۂ شش جہات
اسی نے تراشا ہے یہ سومنات
پسند اس کو تکرار کی خُو نہیں
کہ تُو میں نہیں، اور میں تُو نہیں
من و تُو سے ہے انجمن آفریں
مگر عینِ محفل میں خلوت نشیں

چمک اس کی بجلی میں، تارے میں ہے
یہ چاندی میں، سونے میں، پارے میں ہے
اسی کے بیاباں، اسی کے ببُول
اسی کے ہیں کانٹے، اسی کے ہیں پھول
کہیں اس کی طاقت سے کُہسار چُور
کہیں اس کے پھندے میں جبریل و حور
کہیں جُرّہ شاہینِ سیماب رنگ
لہو سے چکوروں کے آلودہ چنگ
کبوتر کہیں آشیانے سے دُور
پھڑکتا ہُوا جال میں ناصبُور
فریبِ نظر ہے سکون و ثبات
تڑپتا ہے ہر ذرّۂ کائنات
ٹھہَرتا نہیں کاروانِ وجود
کہ ہر لحظہ ہے تازہ شانِ وجود
سمجھتا ہے تُو راز ہے زندگی
فقط ذوقِ پرواز ہے زندگی
بہت اس نے دیکھے ہیں پست و بلند
سفَر اس کو منزل سے بڑھ کر پسند

سفر زندگی کے لیے برگ و ساز
سفر ہے حقیقت، حضر ہے مجاز
اُلجھ کر سلجھنے میں لذّت اسے
تڑپنے پھڑکنے میں راحت اسے
ہُوا جب اسے سامنا موت کا
کٹھن تھا بڑا تھامنا موت کا
اُتر کر جہانِ مکافات میں
رہی زندگی موت کی گھات میں
مذاقِ دوئی سے بنی زوج زوج
اُٹھی دشت و کُہسار سے فوج فوج
گُل اس شاخ سے ٹُوٹتے بھی رہے
اسی شاخ سے پھوٹتے بھی رہے
سمجھتے ہیں ناداں اسے بے ثبات
اُبھرتا ہے مِٹ مِٹ کے نقشِ حیات
بڑی تیز جولاں، بڑی زُود رس
ازَل سے ابد تک رمِ یک نفَس
زمانہ کہ زنجیرِ ایّام ہے
دَموں کے اُلٹ پھیر کا نام ہے

یہ موجِ نفَس کیا ہے تلوار ہے
خودی کیا ہے، تلوار کی دھار ہے

خودی کیا ہے، رازِ درُونِ حیات
خودی کیا ہے، بیداریِ کائنات

خودی جلوہ بدمست و خلوَت پسند
سمندر ہے اک بوند پانی میں بند

اندھیرے اُجالے میں ہے تابناک
مَن و تُو میں پیدا، مَن و تُو سے پاک

ازل اس کے پیچھے، ابد سامنے
نہ حد اس کے پیچھے، نہ حد سامنے

زمانے کے دریا میں بہتی ہوئی
ستم اس کی موجوں کے سہتی ہوئی

تجسّس کی راہیں بدلتی ہوئی
دمادم نگاہیں بدلتی ہوئی

سبک اس کے ہاتھوں میں سنگِ گراں
پہاڑ اس کی ضربوں سے ریگِ رواں

سفر اس کا انجام و آغاز ہے
یہی اس کی تقویم کا راز ہے

کرن چاند میں ہے، شرر سنگ میں
یہ بے رنگ ہے ڈوب کر رنگ میں
اسے واسطہ کیا کم و بیش سے
نشیب و فراز و پس و پیش سے
ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر
ہوئی خاکِ آدم میں صورت پذیر
خودی کا نشیمن ترے دل میں ہے
فلک جس طرح آنکھ کے تِل میں ہے
خودی کے نِگہباں کو ہے زہرِ ناب
وہ ناں جس سے جاتی رہے اس کی آب
وہی ناں ہے اس کے لیے ارجمند
رہے جس سے دُنیا میں گردن بلند
فرو فالِ محمود سے درگزر
خودی کو نگہ رکھ، ایازی نہ کر
وہی سجدہ ہے لائقِ اہتمام
کہ ہو جس سے ہر سجدہ تجھ پر حرام
یہ عالم، یہ ہنگامۂ رنگ و صوت
یہ عالم کہ ہے زیرِ فرمانِ موت

یہ عالم، یہ بُت خانۂ چشم و گوش
جہاں زندگی ہے فقط خورد و نوش

خودی کی یہ ہے منزلِ اوّلیں
مسافر! یہ تیرا نشیمن نہیں

تری آگ اس خاک داں سے نہیں
جہاں تجھ سے ہے، تُو جہاں سے نہیں

بڑھے جا یہ کوہِ گراں توڑ کر
طلسمِ زمان و مکاں توڑ کر

خودی شیرِ مولا، جہاں اس کا صید
زمیں اس کی صید، آسماں اس کا صید

جہاں اور بھی ہیں ابھی بے نمود
کہ خالی نہیں ہے ضمیرِ وجود

ہر اک منتظر تیری یلغار کا
تری شوخیِ فکر و کردار کا

یہ ہے مقصدِ گردشِ روزگار
کہ تیری خودی تجھ پہ ہو آشکار

تُو ہے فاتحِ عالمِ خوب و زِشت
تجھے کیا بتاؤں تری سرنوشت

حقیقت پہ ہے جامۂ حرف تنگ
حقیقت ہے آئینہ، گفتار زنگ
فروزاں ہے سینے میں شمعِ نفس
مگر تابِ گفتار کہتی ہے، بس!
اگر یک سرِ موے برتر پرم
فروغِ تجلّی بسوزد پرم ☆

خیمہ زن ہونا: خیمہ لگا کر رہنا، پڑاؤ ڈالنا، مراد کسی کی آمد ہونا۔ ارم: بہشت۔ دامنِ کوہسار: پہاڑ کی وادی۔ سوسن: ایک نیلے رنگ کا پھول۔ نسترن: سیوتی کا پھول۔ شہیدِ ازل: لالہ کے سرخ رنگ کی بنا پر ازلی شہید کہا۔ خونیں کفن: سرخ کفن والا۔ پردۂ رنگ: رنگ کی اوٹ، مراد بہار کے سبب جگہ جگہ رنگ دار پھول کھلے ہیں۔ رگِ سنگ: مراد پتھر۔ جوئے کہستاں: پہاڑی ندی۔ اُچکنا: کودنا۔ سرکنا: جگہ سے ہٹنا۔ پیچ کھانا: بل کھانا۔ سِل چیرنا: پتھر کاٹنا۔ ساقیِ لالہ فام: مراد سرخ رخساروں والا/ حسین ساقی۔ مئے پردہ سوز: رکاوٹ/ اوٹ کو جلا دینے والی شراب۔ فصلِ گل: موسمِ بہار۔ ضمیرِ حیات: زندگی کا باطن۔ مستی کائنات: کائنات کی رونق۔ سوز و ساز: مراد جوش و جذبۂ عشق۔ ممولا: ایک چھوٹی سی اور کمزور چڑیا۔ راگ: گانا، لے، مراد انداز۔ زمانہ زمانے کے طور طریقے۔ ساز بدل جانا: موسیقی کے آلے کا بدل جانا، مراد حالات میں تبدیلی آنا۔ شیشہ باز: مراد سیاسی چالیں چلنے والا، فریبی۔ زمیں: مراد دنیا۔ میر و سلطان: مراد شاہی حکمران۔ دورِ سرمایہ داری: دولت مندوں/ کارخانہ داروں کا زمانہ۔ گراں خواب چینی: مراد غفلت کا شکار چینی۔ سنبھلنا: بیدار ہونا مراد غلامی کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونا۔ ہمالہ کے چشمے اُبلنا: مراد ہمالہ کے گرد و نواح میں آباد قوموں کا بیدار ہونا۔ فاراں: مکہ معظمہ کی پہاڑی جہاں سے اسلام کا آغاز ہوا۔ طورِ سینا: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ کو خدا کا جلوہ نظر آیا تھا۔ دو نیم: دو ٹکڑے۔ کلیم: حضرت موسیٰ، باطل سے ٹکر لینے والی ہستی۔ گرم جوش: پُر جوش۔ زنار پوش: مراد بت پرستوں کی سی یعنی غیر اسلامی عادتیں رکھنے والا۔ تمدن: کسی قوم کے افراد کا باہم رہنے سہنے کا طور طریقہ۔ تصوف: روحانیت

باطن کی اصلاح کا عمل۔ شریعت: اسلام کے اصول وغیرہ۔ کلام: خدا اور اس کے احکامات کو عقلی دلائل سے صحیح اور حق ثابت کرنا۔ بتانِ عجم: مراد غیر اسلامی طور طریقے۔ حقیقت: مراد صحیح تمدن، صحیح تصوف اور صحیح شریعت وغیرہ۔ لبھانا: پرچانا، بھانا، پسند کرانا/ آنا۔ لذتِ شوق: عشق کا حقیقی جذبہ۔ منطق: مراد سوئی فلسفیانہ باتیں۔ سلجھا ہوا: مراد گہرے اور مشکل مسئلے۔ لغت کے بکھیڑے میں: لفظوں کے الجھاؤ اور جنجال میں۔ خدمتِ حق: مراد خدا کی عبادت۔ مرد: دلیر، مراد مخلص اور تیز۔ فرد: بے مثال۔ عجم کے خیالات: غیر عرب / غیر اسلامی خیالات۔ سالک: مراد صوفی۔ مقامات: جمع مقام، تصوف کی مختلف منزلیں۔ اندھیر ہونا: غضب ہونا۔ بجھی عشق کی آگ: مراد عشق کے جذبے ٹھنڈے پڑ گئے۔ راکھ کا ڈھیر: مراد مردہ روح والا، بے حس۔ شرابِ کہن: مراد پہلے مسلمانوں والا عشقِ حقیقی کا جذبہ۔ وہی جام: مراد پہلے والے جذبے۔ گردش میں لانا: مراد پیدا کرنا۔ پیروں کا: بوڑھوں کا۔ استاد کر: استاد بنا دے۔ دلِ مرتضیٰ: حضرت علیؓ کا سا دنیا سے بے نیاز اور دلیر دل۔ سوزِ صدیقؓ: حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سا سچا جذبۂ عشق۔ شب زندہ دار: راتوں کو خدا کی عبادت میں محو رہنے والا۔ وہی تیر: مراد وہی آغازِ اسلام والے جذبے اور جوش و ولولہ۔ میری نظر: مراد علامہ اقبال کی سی گہری بصیرت۔ ناؤ: کشتی، بیڑا۔ نا ثابت: ایک جگہ پر ٹھہری ہوئی۔ سیار کر: چلا دے۔ دیدۂ تر: مراد قوم کے غم میں رونے والی آنکھیں۔ نالۂ نیم شب: آدھی رات میں خدا کے حضور عرض و نیاز۔ انجمن: دوستوں کی بزم/ محفل۔ گداز: سوز، تپش، نرمی۔ آئینۂ روزگار: زمانے کے حالات کا پتا دینے والی۔ غزالاں: جمع غزال، ہرن۔ مرغزار: جانوروں کے چرنے کی جگہ، سبزہ زار۔ رزم گاہ: جنگ کا میدان۔ گمانوں کا لشکر: مراد شک شبہوں کی

کثرت۔ یقیں: مراد بھرپور اعتبار اور بھروسا جس میں شک نہ ہو۔ ثبات: ثابت قدمی یعنی اپنی بات پر قائم رہنے کی کیفیت۔ متاعِ فقیر: مراد علامہ اقبال کی پونجی۔ میرا قافلہ: مراد ملتِ اسلامیہ۔ لٹا دے: یعنی قوم میں یہ جذبے پیدا کر دے۔ ٹھکانے لگانا: صحیح جگہ کام میں لانا۔ دمادم: لگاتار۔ یمِ زندگی: زندگی کا دریا۔ رم: ڈر کر بھاگنے کی حالت۔ دود: دھواں۔ صحبتِ آب و گل: مراد دنیا کے عناصر کے ساتھ رہنا/ بیٹھنا اٹھنا۔ وحدت: ایک ہونے کی حالت، خدا کی توحید۔ بے چگوں: بے مثال۔ بت خانۂ شش جہات: چھ طرفوں یعنی دائیں بائیں، آگے پیچھے، اوپر نیچے کا بت خانہ کائنات۔ سومنات: کاٹھیاواڑ (گجرات) کا مشہور بتخانہ مراد بت خانہ۔ خو: عادت۔ من و تو: میں اور تو، مراد افرادِ انسانی۔ انجمن آفریں: مراد انسانوں کا ایک اجتماع بنانے والی۔ عینِ محفل میں: مراد اس اجتماع میں، اس کے ساتھ ساتھ۔ خلوت نشیں: تنہائی میں بیٹھنے والی، انفرادی حیثیت والی۔ ببول: کیکر کا درخت، مراد ہر قسم کی نباتات۔ جبریل و حور: مراد آسمانی مخلوق۔ جرّہ شاہین: نر یعنی دلیر شاہین/ باز۔ سیماب رنگ: سفید رنگ کا۔ آلودہ چنگ: بھرے ہوئے پنجوں والا۔ ناصبور: بے چین۔ سکون و

ثبات: مراد کسی حرکت اور ٹھہراؤ کے بغیر ہونا۔ **ہر ذرّۂ کائنات**: اس دنیا کی ہر ہر شے۔ **کاروانِ وجود**: دنیا کی موجودات کا قافلہ۔ **شانِ وجود**: موجودات کی حالت۔ **ذوقِ پرواز**: بلندیوں کی طرف اُڑنے یا جانے کا شوق۔ **پست و بلند**: نشیب و فراز، مراد نفع و نقصان۔ **سفر**: مراد ہر لمحہ حرکت میں رہنا۔ **برگ و ساز**: مراد ساز و سامان، اسباب اور وسیلے۔ **حضر**: ایک جگہ پر رکنا / مقیم رہنا۔ **مجاز**: بے حقیقت۔ **اُلجھ کر سلجھنا**: مراد رکاوٹوں سے ٹکرا کر آگے بڑھنا، بڑھتا پھڑکنا: بے قراری یعنی ہر وقت حرکت میں رہنا۔ **جہانِ مکافات**: جزا اور سزا کی دنیا۔ **مذاقِ دوئی**: دو ہونے کا ذوق۔ **زوج زوج**: قسم قسم کی، جوڑا جوڑا، مراد نر اور مادہ۔ **نقشِ حیات**: زندگی کا نشان / تحریر۔ **تیز جولاں**: تیز دوڑنے والی۔ **زود رس**: جلد منزل پر پہنچنے والی۔ **رَمِ یک نفس**: ایک گھڑی / پل کی دوڑ۔ **زنجیرِ ایام**: مراد دنوں کا سلسلہ، آگے پیچھے آتے رہنا۔ **دموں کا الٹ پھیر**: سانسوں کا آنا جانا۔ **موجِ نفس**: سانس کی لہر۔ **رازِ درونِ حیات**: زندگی کے اندر کا بھید۔ **بیداریِ کائنات**: کائنات / جہان کا بر سرِ عمل ہونا۔ **جلوہ بدمست**: تجلیِ خداوندی میں بیحد محو رہنے کی حالت۔ **سبک**: ہلکا۔ **سنگِ گراں**: بھاری پتھر۔ **ضربوں**: چوٹوں۔ **ریگِ رواں**: چلتی / اُڑتی ہوئی ریت۔ **تقویم**: قائم / برقرار رہنے کی حالت۔ **بے رنگ**: جس کا کوئی رنگ نہ ہو، مراد غیر مادی۔ **پس و پیش**: پیچھے اور آگے، مراد حدود۔ **صورت پذیر**: شکل اختیار کرنے والی۔ **زہرناب**: خالص زہر، فوری ہلاک کرنے والا زہر۔ **ناں**: (نان) روٹی، رزق۔ **آب**: پانی، چمک، مراد عزت۔ **ارجمند**: عزت اور وقار کا باعث۔ **گردن بلند رہنا**: ہر طرح کی غلامی وغیرہ سے محفوظ رہنا، مراد فخر سے سر بلند ہونا۔ **فروفال**: شان و شوکت۔ **محمود**: مراد محمود غزنوی۔ **ایازی نہ کر**: غلامی نہ کر (ایاز: محمود غزنوی کا غلام تھا)۔ **لائقِ اہتمام**: بندوبست کیے جانے یعنی کرنے کا مستحق۔ **ہنگامۂ رنگ و صوت**: مراد اس مادی دنیا کی چہل پہل۔ **زیرِ فرمانِ موت**: یعنی فانی ہے۔ **بُت خانۂ چشم و گوش**: آنکھ اور کان کا بت خانہ، مراد ایسا سلسلہ جو خدا تک رسائی میں رکاوٹ بنتا ہے۔ **فقط خور و نوش**: مراد کھانا اور پینا۔ **اس خاکداں**: مراد یہ دنیا۔ **کوہِ گراں**: بھاری پہاڑ، مراد مادی رکاوٹیں۔ **زمان و مکاں**: مراد یہ حدود اور وقت کی قیدی دنیا۔ **صید**: شکار۔ **ضمیرِ وجود**: موجودات کا اندرون۔ **شوخیِ فکر و کردار**: غور و فکر، جہد و عمل کی شدت اور تیزی۔ **گردشِ روزگار**: وقت یا زمانے کا مسلسل بدلتے رہنا۔ **عالمِ خوب و زشت**: اچھے اور بُرے کی کائنات / دنیا، مراد یہ موجودات کی دنیا۔ **سرنوشت**: تقدیر۔ **جامۂ حرف تنگ ہونا**: کسی بات / مسئلے کو پوری طرح بیان یا واضح کرنے کے لیے صحیح لفظ نہ ملنا۔ **گفتار**: بات، قول۔ **زنگ**: میل۔ **شمعِ نفس**: سانس کا دیا، مراد سانس۔ **تابِ گفتار**: بات کرنے کی طاقت و ہمت۔ **بس**: اتنا کافی ہے۔

☆ اگر میں ایک بال (یعنی ذرا سا) بھی آگے اُڑوں تو جلوۂ خداوندی کی روشنی میرے پر جلا دے گی۔

زمانہ

جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہوگا، یہی ہے اک حرفِ محرمانہ
قریب تر ہے نمود جس کی، اسی کا مشتاق ہے زمانہ

مری صراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں
مَیں اپنی تسبیحِ روز و شب کا شُمار کرتا ہوں دانہ دانہ

ہر ایک سے آشنا ہُوں، لیکن جُدا جُدا رسم و راہ میری
کسی کا راکب، کسی کا مَرکب، کسی کو عبرت کا تازیانہ

نہ تھا اگر تُو شریکِ محفل، قصور میرا ہے یا کہ تیرا
مرا طریقہ نہیں کہ رکھ لوں کسی کی خاطر مئے شبانہ

مرے خم و پیچ کو نجومی کی آنکھ پہچانتی نہیں ہے
ہدَف سے بیگانہ تیر اُس کا، نظر نہیں جس کی عارفانہ

شفَق نہیں مغربی اُفق پر، یہ جُوئے خوں ہے، یہ جُوئے خوں ہے
طلوعِ فردا کا منتظر رہ کہ دوش و امروز ہے فسانہ

وہ فکرِ گستاخ جس نے عُریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اُسی کی بیتاب بجلیوں سے خطر میں ہے اُس کا آشیانہ

ہوائیں اُن کی، فضائیں اُن کی، سمندر اُن کے، جہاز اُن کے
گِرہ بھنور کی کھلے تو کیونکر، بھنور ہے تقدیر کا بہانہ

جہانِ نَو ہو رہا ہے پیدا، وہ عالمِ پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مُقامِروں نے بنا دیا ہے قِمار خانہ

ہَوا ہے گو تُند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیے ہیں اندازِ خُسروانہ

حرفِ محرمانہ: مراد جانی بوجھی بات۔ **نمود**: ظاہر ہونے کی کیفیت۔ **صراحی**: زمانہ خود کو صراحی کہہ رہا ہے۔ **مشتاق**: شوق رکھنے والا۔ **نئے حوادث**: نئے حادثے، نت نئے واقعات اور انقلابات۔ **ٹپکنا**: قطرہ قطرہ نیچے گرنا، مراد واقع ہو رہے ہیں۔ **شمار کرنا**: گننا۔ **تسبیحِ روز و شب**: مراد دن رات کی مسلسل گردش۔ **آشنا**: واقف، جاننے والا۔ **رسم و راہ**: مراد ملنے کا طور طریقہ۔ **راکب**: سوار۔ **مرکب**: سواری، سواری کا جانور۔ **عبرت**: تنبیہ اور نصیحت۔ **تازیانہ**: چابک۔ **مئے شبانہ**: رات کی بچی ہوئی شراب، مراد ماضی کا عظیم دور۔ **خم و پیچ**: مراد بل کھاتی ہوئی چال۔ **بیگانہ**: ناواقف، مراد دور۔ **عارفانہ**: حقیقت کو جاننے پہچاننے والی۔ **شفق**: وہ سُرخی جو سورج طلوع ہوتے اور غروب ہوتے وقت آسمان پر نظر آتی ہے۔ **مغربی اُفق**: مراد یورپ جو جنگ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ **جوئے خوں**: خون کی ندی۔ **طلوعِ فردا**: آنے والے کل یعنی مستقبل کا نکھار آنا۔ **فکرِ گستاخ**: اپنی حد سے آگے نکلنے والا فکر مراد سائنسدان جنھوں نے انسان کی تباہی کے لیے خطرناک ہتھیار ایجاد کیے۔ **عُریاں کرنا**: مراد ظاہر کرنا۔ **بیتاب بجلیاں**: مراد مُہلک اور خطرناک ہتھیار۔ **گرہ**: الجھاؤ، پیچ۔ **عالمِ پیر**: بوڑھا یعنی پرانا جہان۔ **فرنگی مقامر**: انگریز/یورپ کے جواباز مراد برصغیر پر قابض انگریز جو یہاں کے باشندوں کو آزادی سے محروم رکھنے کے مختلف طریقے/حربے اختیار کر رہے تھے۔ **قمار خانہ**: جوا خانہ، جہاں جوا کھیلا جاتا ہے۔ **تند و تیز**: شدت سے یعنی آندھی کی طرح چلنے والی، مراد حالات بےحد مخالف سمت میں جا رہے ہیں۔ **چراغ اپنا جلانا**: مراد اپنی جدوجہد جاری رکھنا۔ **مردِ درویش**: دنیا سے بے نیاز خدا مست آدمی، مراد خود علامہ اقبال۔ **خسروانہ**: بادشاہوں کے سے، مادی قوتوں سے بے خوف۔

فرشتے آدم کو جنت سے رُخصت کرتے ہیں

عطا ہُوئی ہے تجھے روز و شب کی بیتابی
خبر نہیں کہ تُو خاکی ہے یا کہ سیمابی
سُنا ہے، خاک سے تیری نمود ہے، لیکن
تری سرِشت میں ہے کوکبی و مہ تابی
جمال اپنا اگر خواب میں بھی تُو دیکھے
ہزار ہوش سے خُوشتر تری شکر خوابی
گراں بہا ہے ترا گریۂ سحر گاہی
اسی سے ہے ترے نخلِ کُہن کی شادابی
تری نُوا سے ہے بے پردہ زندگی کا ضمیر
کہ تیرے ساز کی فطرت نے کی ہے مِضرابی

روز و شب: دن اور رات۔ سیمابی: پارے کا بنا ہوا، جو ہر وقت بے تاب رہتا ہے۔ نمود: ظہور، مراد تخلیق، پیدا ہونا۔ کوکبی: ستارے کی طرح چمکنے کی حالت۔ مہتابی: چاند کی طرح روشن ہونے کی حالت، چمک۔ جمال: حُسن و خوبی۔ ہزار ہوش: یعنی بہت زیادہ بیداری یا جاگنے کی کیفیت۔ شکر خوابی: میٹھی نیند سونے کی حالت۔ گریۂ سحر گاہی: مراد رات کے پچھلے پہر اللہ کے حضور سربسجود ہو کر رونے کا عمل۔ نخلِ کہن: پرانا درخت۔ نوا: نغمہ، مراد فریاد، جذبۂ عشق۔ مضرابی: سارنگی وغیرہ کے تاروں کو حرکت میں لانے کا کام۔

رُوحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے

کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ
مشرق سے اُبھرتے ہوئے سُورج کو ذرا دیکھ
اس جلوۂ بے پردہ کو پردوں میں چھپا دیکھ
ایامِ جدائی کے سِتم دیکھ، جفا دیکھ
بے تاب نہ ہو معرکۂ بیم و رَجا دیکھ!

ہیں تیرے تصرّف میں یہ بادل، یہ گھٹائیں
یہ گنبدِ افلاک، یہ خاموش فضائیں
یہ کوہ یہ صحرا، یہ سمندر یہ ہوائیں
تھیں پیشِ نظر کل تو فرشتوں کی ادائیں
آئینۂ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ!

سمجھے گا زمانہ تری آنکھوں کے اشارے
دیکھیں گے تجھے دُور سے گردُوں کے ستارے
ناپید ترے بحرِ تخیل کے کنارے
پہنچیں گے فلک تک تری آہوں کے شرارے
تعمیرِ خودی کر، اثرِ آہِ رَسا دیکھ!

خورشید جہاں تاب کی ضو تیرے شرر میں

آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہُنر میں

جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں

جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں

اے پیکرِ گِل کوششِ پیہم کی جزا دیکھ!

نالندہ ترے عُود کا ہر تار ازل سے

تُو جنسِ محبت کا خریدار ازل سے

تُو پیرِ صنم خانۂ اَسرار ازل سے

محنت کش و خوں ریز و کم آزار ازل سے

ہے راکبِ تقدیرِ جہاں تیری رضا، دیکھ!

زوجِ ارضی: مراد زمین کی کائنات، یہ دنیا۔ استقبال کرنا: کسی کے آنے پر اس کا خیر مقدم کرنا۔ کھول آنکھ: توجہ کر۔ اُس جلوۂ بے پردہ کو: مراد خدا کی اُس تجلی کو جو حضرت آدمؑ نے آسمان پر دیکھی تھی۔ پردوں میں چھپا: یعنی جو عناصرِ فطرت میں پوشیدہ ہے۔ ایامِ جدائی: مراد بہشت سے نکل کر دنیا میں آنے کے دن۔ جفا: سختی۔ معرکۂ بیم و رجا: ڈر اور امید کا ہنگامہ، مراد دنیا میں پیش آنے والی امیدوں اور مایوسیوں کی کھینچا تانی۔ تصرّف میں ہونا: قبضے اور اختیار، استعمال میں ہونا۔ گنبدِ افلاک: آسمانوں کا گنبد، مراد آسمان۔ پیشِ نظر: آنکھوں کے سامنے۔ آئینۂ ایام: زمانے کا آئینہ، زمانہ: مراد کائنات۔ گردوں: آسمان۔ ناپید: نظر نہ آنے والے، بیحد وسیع۔ بحرِ تخیل: خیالات سوچوں کا سمندر۔ شرارے: جمع شرارہ، چنگاریاں۔ تعمیرِ خودی کر: مراد اپنی خودی کو ترقی دے، اعلیٰ مرتبے تک پہنچنے کے لیے جدوجہد کر۔ آہِ رسا: مراد اثر دکھانے والی فریاد۔ خورشید: سورج۔ جہاں تاب: دنیا کو روشن کرنے والا۔ ضو: روشنی۔ جچنا: پسند آنا، اہمیت ہونا۔ خونِ جگر میں: بیحد محنت اور جدوجہد میں۔ پیکرِ گِل: مٹی کا بدن، انسان۔ کوششِ پیہم: لگاتار جدوجہد و عمل۔ نالندہ: رونے والا، مراد پُر سوز نغمہ کے نکالنے والا۔ عُود: باجا۔ صنم خانۂ اسرار: بھیدوں کا بت خانہ۔ خوں ریز: مراد باطل قوتوں کا خون بہانے والا۔ راکب: سوار۔

پیر و مُرید

مریدِ ہندی

چشمِ بینا سے ہے جاری جوئے خوں
علمِ حاضر سے ہے دیں زار و زبوں!

پیرِ رُومی

علم را بر تن زنی مارے بود
علم را بر دل زنی یارے بود

1

مریدِ ہندی

اے امامِ عاشقانِ دردمند!
یاد ہے مجھ کو ترا حرفِ بلند

'خشک مغز و خشک تار و خشک پوست
از کجا می آید ایں آوازِ دوست'

2

دَورِ حاضر مستِ چنگ و بے سُرور
بے ثبات و بے یقین و بے حضور
کیا خبر اس کو کہ ہے یہ راز کیا
دوست کیا ہے، دوست کی آواز کیا

آہ، یورپ با فروغ و تاب ناک
نغمہ اس کو کھینچتا ہے سُوئے خاک

پیرِ رومی

بر سماعِ راست ہر کس چیر نیست
طعمۂ ہر مُرغکے انجیر نیست

۳

مریدِ ہندی

پڑھ لیے مَیں نے علومِ شرق و غرب
رُوح میں باقی ہے اب تک درد و کرب

پیرِ رُومی

دستِ ہر نااہل بیمار کند
سُوئے مادر آ کہ تیمارت کند

۴

مریدِ ہندی

اے نِگہ تیری مرے دل کی کُشاد
کھول مجھ پر نکتۂ حکمِ جہاد

پیرِ رُومی

نقشِ حق را ہم بہ امرِ حق شکن
بر زُجاجِ دوست سنگِ دوست زن

۵

مریدِ ہندی

ہے نگاہِ خاوراں مسحورِ غرب
حورِ جنت سے ہے خوشتر حورِ غرب

پیرِ رُومی

ظاہرِ نُقرہ گر اسپید است و نو
دست و جامہ ہم سیہ گردد ازو

۶

مریدِ ہندی

آہ مکتب کا جوانِ گرم خوں!
ساحرِ افرنگ کا صیدِ زبُوں!

پیرِ رُومی

مُرغِ پَر نا رُستہ چوں پراں شود
طعمۂ ہر گربۂ دڑاں شود

۷

مریدِ ہندی

تا کجا آویزشِ دین و وطن
جوہرِ جاں پر مقدّم ہے بدن

پیرِ رُومی

قلب پہلو می زند با زر بشب
انتظارِ روز می دارد ذہب

۸

مریدِ ہندی

سِرِّ آدم سے مجھے آگاہ کر
خاک کے ذرّے کو مہر و ماہ کر!

پیرِ رُومی

ظاہرش را پشّۂ آرد بچرخ
باطنش آمد محیطِ ہفت چرخ

مریدِ ہندی

خاک تیرے نُور سے روشن بصر
غایتِ آدم خبر ہے یا نظر؟

پیرِ رُومی

آدمی دید است، باقی پوست است
دید آں باشد کہ دیدِ دوست است

مریدِ ہندی

زندہ ہے مشرق تری گفتار سے
اُمتیں مرتی ہیں کس آزار سے؟

پیرِ رُومی

ہر ہلاکِ اُمتِ پیشیں کہ بود
زانکہ بر جندل گماں بردند عود

۹ ۱۰ ۱۱

مریدِ ہندی

اب مسلماں میں نہیں وہ رنگ و بو
سرد کیونکر ہو گیا اس کا لہو؟

پیرِ رُومی

تا دلِ صاحب دلے نامد بہ درد ۱۲
ہیچ قومے را خدا رُسوا نہ کرد

مریدِ ہندی

گرچہ بے رونق ہے بازارِ وجود
کون سے سودے میں ہے مَردوں کا سُود؟

پیرِ رُومی

زیرکی بفروش و حیرانی بخر ۱۳
زیرکی ظن است و حیرانی نظر

مریدِ ہندی

ہم نفَس میرے سلاطیں کے ندیم
مَیں فقیرِ بے کُلاہ و بے گلیم!

پیرِ رُومی

بندۂ یک مردِ روشن دل شوی ۱۴
بہ کہ بر فرقِ سرِ شاہاں روی

مریدِ ہندی

اے شریکِ مستیِ خاصانِ بدر
مَیں نہیں سمجھا حدیثِ جبر و قدر!

پیرِ رُومی

بال بازاں را سُوے سُلطاں برد
بال زاغاں را بگورستاں برد ۱۵

مریدِ ہندی

کاروبارِ خُسروی یا راہبی
کیا ہے آخر غایتِ دینِ نبیؐ؟

پیرِ رومی

مصلحت در دینِ ما جنگ و شکوہ
مصلحت در دینِ عیسیٰؑ غار و کوہ ۱۶

مریدِ ہندی

کس طرح قابو میں آئے آب و گِل
کس طرح بیدار ہو سینے میں دل؟

پیرِ رُومی

بندہ باش و بر زمیں رو چوں سمند
چوں جنازہ نے کہ بر گردن برند ۱۷

مریدِ ہندی

سرِّ دیں ادراک میں آتا نہیں
کس طرح آئے قیامت کا یقیں؟

پیرِ رُومی

پس قیامت شو قیامت را ببیں
دیدنِ ہر چیز را شرط است ایں

۱۸

مریدِ ہندی

آسماں میں راہ کرتی ہے خودی
صیدِ مہر و ماہ کرتی ہے خودی
بے حضور و با فروغ و بے فراغ
اپنے نخچیروں کے ہاتھوں داغ داغ!

پیرِ رُومی

آں کہ ارزد صید را عشق است و بس
لیکن او کے گنجد اندر دامِ کس!

۱۹

مریدِ ہندی

تجھ پہ روشن ہے ضمیرِ کائنات
کس طرح مُحکم ہو ملّت کی حیات؟

پیرِ رُومی

دانہ باشی مُرغکانت بر چنند
غنچہ باشی کودکانت بر کنند

۲۰

دانہ پنہاں کن سراپا دام شو
غنچہ پنہاں کن گیاہِ بام شو

مریدِ ہندی

تُو یہ کہتا ہے کہ دل کی کر تلاش
'طالبِ دل باش و در پیکار باش'

۲۱

جو مرا دل ہے، مرے سینے میں ہے
میرا جوہر میرے آئینے میں ہے

پیرِ رُومی

تُو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست
دل فرازِ عرش باشد نے بہ پست

۲۲

تُو دلِ خود را دلے پنداشتی
جستجوے اہلِ دل بگذاشتی

مریدِ ہندی

آسمانوں پر مرا فکرِ بلند
مَیں زمیں پر خوار و زار و دردمند

کارِ دُنیا میں رہا جاتا ہوں مَیں
ٹھوکریں اس راہ میں کھاتا ہوں مَیں
کیوں مرے بس کا نہیں کارِ زمیں
ابلہِ دُنیا ہے کیوں دانائے دِیں؟

پیرِ رُومی

آں کہ بر افلاک رفتارش بود
بر زمیں رفتن چہ دشوارش بود

۲۳

مریدِ ہندی

علم و حکمت کا ملے کیونکر سُراغ
کس طرح ہاتھ آئے سوز و درد و داغ؟

پیرِ رُومی

علم و حکمت زاید از نانِ حلال
عشق و رِقّت آید از نانِ حلال

۲۴

مریدِ ہندی

ہے زمانے کا تقاضا انجمن
اور بے خَلوَت نہیں سوزِ سخن!

پیرِ رُومی

۲۵

خلوت از اغیار باید، نے زیار

پوستیں بہرِ دَے آمد، نے بہار

مریدِ ہندی

ہند میں اب نور ہے باقی نہ سوز

اہلِ دل اس دیس میں ہیں تیرہ روز!

پیرِ رُومی

۲۶

کارِ مرداں روشنی و گرمی است

کارِ دُوناں حیلہ و بے شرمی است

مریدِ ہندی: ہندوستان میں رہنے والا مرید یعنی علامہ اقبال۔ **چشمِ بینا**: مراد بصیرت والی آنکھ۔ **جوئے خوں**: خون کی ندی، مراد انتہائی دکھ کی حالت۔ **علمِ حاضر**: موجودہ سائنسی علوم۔ **زار و زبوں**: ذلیل و خوار۔ **پیرِ رومی**: مراد مولانا جلال الدین رومی (وفات ۱۲۷۳ء) جنھیں علامہ نے غائبانہ اپنا مرشد قرار دیا۔ **عاشقانِ دردمند**: درد والے عاشق، عشقِ حقیقی میں ڈوبے ہوئے عاشق۔ **حرفِ بلند**: مراد عظیم شعر۔ **مست چنگ**: باجے میں (مادیات میں) کھویا ہوا۔ **بے سرور**: نشہ یا مسرت سے خالی۔ **بے ثبات**: جسے بقا یا قرار نہیں۔ **بے یقین**: اعتبار سے عاری۔ **بے حضور**: دل کی توجہ سے محروم۔ **دوست**: مراد محبوبِ حقیقی۔ **یورپ**: مغربی ممالک، برطانیہ وغیرہ **بافروغ**: مراد روشن دماغ۔ **تابناک**: ظاہری چمک دمک والا۔ **نغمہ**: سُریلی آواز۔ **سوئے خاک**: مٹی یعنی پستی کی طرف۔ **علومِ شرق و غرب**: مشرقی اور مغربی ملکوں میں رائج مختلف علوم۔ **کرب**: بے قراری، بے چینی۔ **دل کی کشاد**: دل کی تازگی۔ **نکتہ حکمِ جہاد**: جہاد سے متعلق خدا کے حکم کی اہم بات۔ **خاوراں**: مشرق، مراد مشرقی ملکوں کے لوگ۔ **مسحور**: جادو کیے گئے، جادو کا شکار۔ **مغرب**: یورپ۔ **خوشتر**: زیادہ اچھی، خوبصورت۔ **حورِ غرب**: مراد انگریز/یورپی عورت، میم۔ **مکتب**: جدید قسم کے کالج یا تعلیمی ادارے۔ **جوان**: طالب علم۔ **گرم خون**: جوش والا۔

ساحرِ افرنگ: یورپی جادوگر، انگریز سیاسی شعبدہ باز فریبی۔ صیدِ زبوں: ذلیل اور خستہ حال شکار۔ تا کجا: کب تک۔ آویزش: جھگڑا فساد۔ جوہرِ جاں: روح کی اصل، روح جو اپنی ذات پر قائم ہے۔ مقدم: جسے دوسروں پر ترجیح/ اہمیت دی جائے۔ بدن: مراد مادہ۔ سرِ آدم: انسان کا بھید، انسان کی حقیقت۔ خاک کا ذرہ: مراد معمولی انسان۔ مہر و ماہ کر: سورج اور چاند بنا دے۔ مراد اس کا سینہ عشق کی روشنی سے منور کر دے۔ روشن بصر: جس کی چشمِ بصیرت روشن ہو۔ غایتِ آدم: انسان کی تخلیق کا اصل مقصد۔ خبر: لیکن باتیں جو انسان کو حواسِ خمسہ کے ذریعے معلوم ہوں اور عقل ان سے کچھ نتیجے نکالتی ہے جو یقینی نہیں ہوتے۔ نظر: مراد معرفت اور جذب و مراقبہ سے خدائی جلووں کا مشاہدہ، جس میں یقین کی کیفیت ہوتی ہے۔ مشرق: مشرقی ممالک کے لوگ۔ زندہ ہے: مراد عشقِ حقیقی کا جذبہ پیدا ہوا ہے۔ گفتار: باتیں، عشقِ حقیقی کی حال شاعری۔ آزار: بیماری، تکلیف۔ وہ رنگ و بو: مراد ماضی کے مسلمانوں جیسے جذبے اور جوش و ولولہ۔ لہو سرد ہونا: جذبے مر جانا/ ختم ہو جانا۔ بے رونق: مراد عشق کے جذبوں سے خالی۔ بازارِ وجود: یہ کائنات، یہ دنیا۔ سود: فائدہ، نفع۔ مردوں کا: انسانوں کا۔ ہم نفس: مراد ساتھی۔ ندیم: پاس بیٹھنے والا۔ فقیر: مراد معمولی انسان۔ بے کلاہ: مراد جس کے پاس پورا لباس نہ ہو۔ بے گلیم: گدڑی کے بغیر۔ شریک مستی خاصانِ بدر: مراد غزوۂ بدر کے شہیدوں کے سے جذبۂ عشق کا حامل یعنی مولانا روم (جنگِ بدر ۲ ہجری میں لڑی گئی)۔ حدیث: بات، مسئلہ۔ جبر و قدر: مجبور ہونے کی حالت اور اختیار رکھنے کی حالت مراد آیا انسان اپنے آپ کچھ کرنے کا اختیار نہیں رکھتا اور بے بس ہے یا وہ سب کچھ کرنے پر مختار ہے۔ کاروبارِ خسروی: شاہانہ کاروبار، مراد دنیاوی زندگی ٹھاٹھ باٹھ سے گزارنے کا طریقہ۔ راہبی: عیسائی پادریوں کی طرح ترکِ دنیا۔ غایتِ دینِ نبی: نبیؐ کے دین کا مقصد، مراد یہ کہ اسلام کا مقصد نظامِ حکومت دینا ہے یا ترکِ دنیا کا درس۔ قابو میں آنا: اختیار میں آنا۔ آب و گل: پانی اور مٹی، مراد موجودات کی دنیا۔ بیدار: مراد عشقِ حقیقی کے جذبے سے سرشار۔ سرِ دیں: دین کی حقیقت/ بھید۔ ادراک: فہم، شعور۔ صید: شکار۔ مہر و ماہ: مراد کائنات۔ بے حضور: دل اور نگاہ کا (محبوب کے جلووں سے) بے توجہ ہونا۔ با فروغ: بظاہر بہت روشن۔ بے فراغ: سکون سے محروم۔ نخچیر: شکار۔ داغ داغ: زخمی۔ ضمیرِ کائنات: اس دنیا کا باطن/ بھید۔ محکم: مضبوط۔ جوہر: آئینے کے قدرتی نقوش جن سے اس کی چمک نمایاں ہوتی ہے۔ فکرِ بلند: مراد عظیم مضامین کی حامل شاعری۔ زار: ناتواں۔ دردمند: تکلیفوں میں مبتلا۔ کارِ زمیں: دنیاوی معاملے/ اطلِ دُنیا: مراد دنیا کے کاموں میں ناسمجھ۔ دانائے دیں: مراد دین کی حقیقت سے آگاہ، مُلّا۔ علم و حکمت: فلسفہ اور دوسرے علوم۔ سراغ: نشان، پتا۔ ہاتھ آنا: میسر آنا، ملنا۔ سوز: عشق کی تپش۔ درد و داغ: عشق کے نتیجے میں بے قراری اور دکھوں سے لطف اٹھانے کی کیفیت۔ تقاضا: اصرار، خواہش۔ انجمن: مراد باہم مل کر رہنا۔ بے خلوت: تنہائی کے بغیر۔ سوزِ سخن:

بات/ شاعری میں جذبۂ عشق کی تپش۔ نور: روشنی، مراد جذبۂ عشق۔ سوز: عشق کی تپش۔ دلیس: ملک۔ تیرہ روز:
تاریک دن والے، مراد بدنصیب یا نحوست کی زندگی گزارنے والے۔

۱۔ اگر تو علم سے مادی فائدے اٹھائے گا تو یہ سانپ ہوگا، یعنی تیری روحانی ہلاکت کا باعث۔ اگر تو علم کا اثر دل پر لے گا یعنی عشق و روحانیت کی طرف بڑھے گا تو یہ تیرا دوست ہوگا۔ (یہ شعر مثنوی رومی سے ہے)

۲۔ ستار کا مغز (وہ کدو جس پر اس کے تار لگے ہوتے ہیں) سوکھا ہے، تار سوکھے ہیں اور تو نبا (کدو) سوکھا ہے اس صورت حال میں محبوب کی یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔

۳۔ صحیح حقیقی سماع (نغمہ وغیرہ سننے کی حالت) پر ہر کوئی قادر نہیں ہے بالکل اسی طرح، جس طرح انجیر کا پھل ہر پرندے کی خوراک نہیں ہے۔

۴۔ ہر لاڑی یعنی نیم حکیم کا ہاتھ (علاج) تجھے بیمار کر دے گا۔ تو ماں کی طرف آ، تا کہ وہ تیری صحیح طور پر دیکھ بھال کرے۔ مراد عشق و ذکر الٰہی ہی سے روح کو سکون ملتا ہے۔

۵۔ حق/ خدا کی بنائی ہوئی تصویر کو خدا ہی کے حکم سے توڑ، یعنی دوست کے شیشے پر دوست ہی کا پتھر مار۔

۶۔ چاندی دیکھنے میں اگرچہ سفید اور چمکیلی ہے لیکن اس سے ہاتھ اور لباس بھی تو کالا ہو جاتا ہے۔

۷۔ جب وہ پرندہ، جس کے ابھی پر نہیں نکلے، اڑے گا (اڑنے کی کوشش کرے گا) تو وہ ہر چیر پھاڑ کھانے والی بلی کا لقمہ بن جائے گا۔

۸۔ رات کے وقت نقلی سونا، اصلی سونے کے ساتھ برابری کرتا ہے، اصلی سونا دن چڑھنے کا انتظار کرتا ہے۔

۹۔ انسان کے ظاہر یعنی جسم کو تو ایک مچھر ہلا دیتا ہے جبکہ اس کا باطن/ سینہ یا دل سات آسمانوں کو گھیر لیتا ہے۔

۱۰۔ انسان سر اسر دیدار کا نام ہے باقی سب کھال ہی کھال ہے اور دیدار بھی وہ جو دوست یعنی محبوب حقیقی کا ہو

۱۱۔ جو بھی کوئی گزشتہ قوم ہلاک ہوئی یعنی مٹ گئی تو اس کا سبب یہ تھا کہ اس نے پتھر کو عود (ایک سیاہ خوشبودار لکڑی) سمجھ لیا تھا۔ یعنی حق کی بجائے باطل/ مادیت کی طرف جھکی رہی۔

۱۲۔ جب تک کسی صاحب دل (اللہ کا خاص بندہ) کے دل کو (لوگوں کی طرف سے) کوئی دکھ نہیں پہنچا، اس وقت تک خدا نے کسی قوم کو ذلیل نہیں کیا۔

۱۳۔ عقل و دانش بیچ ڈال اور (ذات باری کے جلووں پر) حیران ہونے کی حالت خرید لے، یعنی عشق اختیار کر کیونکہ عقل و خرد محض غیر یقینی اندازوں سے کام لیتی ہے جبکہ حیرانی (عشق) نظر ہے (محبوب کے جلووں کو دیکھنے والی)

۱۴۔ بادشاہوں کے سروں پر چلنے (یعنی ان کے سر آنکھوں پر جگہ پانے) کی بجائے تو اگر کسی روشن دل یعنی عارف کامل کی غلامی/مریدی اختیار کرلے تو وہ زیادہ اچھا ہے۔

۱۵۔ بازوں کے بال وپر انھیں سلطان کی طرف اڑا لے جاتے ہیں جب کہ کووں کو بھی بال وپر قبرستان اڑا لے جاتے ہیں۔

۱۶۔ ہمارے دین کی بھلائی (یعنی مقصد) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور سربلندی حاصل کرنا ہے جبکہ حضرت عیسیٰ کے مذہب میں غار اور پہاڑ میں راہبی یعنی ترک دنیا کرنا اچھا ہے۔

۱۷۔ خدا کی بندگی اختیار کر اور زمین پر گھوڑے کی طرح چل، جنازے کی طرح نہیں کہ جسے لوگ کندھوں پر اٹھا کر لے جاتے ہیں۔

۱۸۔ تو خود قیامت بن جا (یعنی خود میں انقلاب لے آ) اور پھر قیامت کو دیکھ لے، کیونکہ ہر چیز کو دیکھنے کے لیے یہی شرط ہے۔

۱۹۔ جو شے شکار کرنے کے لائق ہے وہ صرف عشق ہے لیکن (مشکل تو یہ ہے کہ) وہ ہر ایرے غیرے کے جال میں نہیں پھنستا۔

۲۰۔ اگر تو دانہ بنے گا تو پرندے تجھے چگ/کھالیں گے اور اگر تو کلی/پھول بنے گا تو بچے تجھے توڑ لیں گے۔ دانہ چھپا دے اور پورے طور پر جال بن جا، کلی کو چھپا دے اور چھت پر اگی ہوئی گھاس بن جا۔

۲۱۔ (عشق کے جذبوں سے سرشار) دل تلاش کر اور حالت جنگ میں رہ، یعنی جہد و ریاضت کر۔

۲۲۔ تو یہ کہہ رہا ہے کہ میرے سینے میں بھی دل ہے (میاں! یہ والا دل نہیں) دل تو عرش کے اوپر ہوتا ہے پستی میں نہیں، تو نے اپنے اس (سینے والے) دل کو بھی وہ دل سمجھ لیا اور یوں اہل دل (عارف کامل) کی تلاش چھوڑ دی۔

۲۳۔ وہ شخص جو آسمانوں پر چلنے پھرنے والا ہو اس کے لیے زمین پر چلنا تو کوئی مشکل نہیں۔

۲۴۔ صحیح علم و حکمت حلال کی روزی سے میسر آتا ہے اسی طرح عشق اور دل کی نرمی رزق حلال ہی سے پیدا ہوتی ہے۔

۲۵۔ تنہائی تو غیروں سے ہونی چاہیے، دوست سے نہیں، جس طرح اونی گرم لباس موسم بہار کے لیے نہیں بلکہ سردیوں کے لیے ہوتا ہے۔

۲۶۔ اللہ کے بندوں کا کام عشق کی روشنی اور حرارت پھیلانا ہے جبکہ گھٹیا لوگوں کا کام فریب کاری اور بے شرمی ہے۔

جبریل و اِبلیس

جبریل

ہمدمِ دیرینہ! کیسا ہے جہانِ رنگ و بو؟

اِبلیس

☆ سوز و ساز و درد و داغ و جستجوے و آرزو

جبریل

ہر گھڑی افلاک پر رہتی ہے تیری گفتگو
کیا نہیں ممکن کہ تیرا چاکِ دامن ہو رفو؟

اِبلیس

آہ اے جبریل! تو واقف نہیں اس راز سے
کر گیا سرمست مجھ کو ٹوٹ کر میرا سبُو
اب یہاں میری گزر ممکن نہیں، ممکن نہیں
کس قدر خاموش ہے یہ عالمِ بے کاخ و کُو!

جس کی نومیدی سے ہو سوزِ درُونِ کائنات
اُس کے حق میں 'تَقنَطُوا' اچھا ہے یا 'لَا تَقنَطُوا'؟

جبریل

کھو دیے انکار سے تُو نے مقاماتِ بلند
چشمِ یزداں میں فرشتوں کی رہی کیا آبرو!

اِبلیس

ہے مری جُرأت سے مشتِ خاک میں ذوقِ نمو
میرے فتنے جامۂ عقل و خرد کا تار و پو
دیکھتا ہے تُو فقط ساحل سے رزمِ خیر و شر
کون طوفاں کے طمانچے کھا رہا ہے، مَیں کہ تُو؟
خضر بھی بے دست و پا، الیاس بھی بے دست و پا
میرے طوفاں یم بہ یم، دریا بہ دریا، جو بہ جو
گر کبھی خلوت میسّر ہو تو پوچھ اللہ سے
قصّۂ آدم کو رنگیں کر گیا کس کا لہو!
مَیں کھٹکتا ہُوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح
تُو فقط اَللّٰہ ھُو، اَللّٰہ ھُو، اَللّٰہ ھُو!

ہمدمِ دیرینہ: پرانا ساتھی۔ جہانِ رنگ و بو: مراد یہ موجودات کی دنیا۔ گفتگو: ذکر۔ چاکِ دامن رفو ہونا: مراد گناہ معاف ہونا۔ سرمست: نشے میں پوری طرح غرق۔ سبو: مٹکا، شراب کی صراحی۔ گزر: گزرنے کی حالت۔ یہ عالم: مراد اوپر کی/آسمانی کائنات۔ بے کاخ و کو: محل اور کوچے کے بغیر، مراد دنیاوی رونقوں سے خالی۔ سوز درونِ کائنات: مراد موجودات کی دنیا والوں کی تپشِ عشق۔ تقنطوا: مایوس ہو جاؤ، اس کے حق میں: اس کے لیے۔ لاتقنطوا: مت مایوس ہو (ایک قرآنی آیت: اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو)۔ مقاماتِ بلند: بہت بڑے مرتبے اور شان و شوکت۔ یزداں: خدا۔ مشتِ خاک: مراد انسان۔ ذوقِ نمو: مراد آگے بڑھنے، بلندیوں پر جانے کا شوق۔ جامہ: لباس۔ تار و پو: تانا بانا (یعنی پود)۔ رزم: جنگ۔ طوفان کے طمانچے: سمندر میں اٹھنے والے تھپیڑے۔ طمانچے کھانا: مراد تھپیڑوں کا مقابلہ کرنا، تھپیڑوں سے مراد وہ لعنتیں ہیں جو انسان، شیطان پر بھیجتا رہتا ہے۔ بے دست و پا: بے بس، مجبور۔ الیاس: حضرت الیاسؑ جن کا ذکر قرآن کریم میں (سورۂ انعام اور سورۂ والصّٰفّٰت) میں آیا ہے اور الیاسؑ بھی پیغمبروں میں سے تھے۔ یم بہ یم: مراد تمام سمندروں میں۔ جو بہ جو: تمام ندیوں میں، مراد ہر ہر جگہ۔ میسر: ملے۔ قصۂ آدم: مراد حضرت آدم کو بہکانے اور دانۂ گندم کھلانے کا قصہ۔ لہو: مراد قربانی۔ کھٹکنا: برا لگنا۔ اللہ ھو: صرف وہی اللہ یعنی عبادت کے لائق ہے (مراد اس کا ہر وقت ورد کرنا)۔

☆ (اس دنیا میں) عشق کی حرارت و گرمی، اس میں آنے والی تکلیفوں کا لطف ہے اور محبوب کی تلاش اور جدوجہد نیز اعلیٰ مرتبہ کی خواہش ہے

اذان

اک رات ستاروں سے کہا نجمِ سحر نے
آدم کو بھی دیکھا ہے کسی نے کبھی بیدار؟

کہنے لگا مرّیخ، ادا فہم ہے تقدیر
ہے نیند ہی اس چھوٹے سے فتنے کو سزاوار

زُہرہ نے کہا، اور کوئی بات نہیں کیا؟
اس کِرمکِ شب کور سے کیا ہم کو سروکار!

بولا مہِ کامل کہ وہ کوکب ہے زمینی
تم شب کو نمودار ہو، وہ دن کو نمودار

واقف ہو اگر لذّتِ بیداریِ شب سے
اُونچی ہے ثُریّا سے بھی یہ خاکِ پُراسرار

آغوش میں اس کی وہ تجلّی ہے کہ جس میں
کھو جائیں گے افلاک کے سب ثابت و سیّار

ناگاہ فضا بانگِ اذاں سے ہُوئی لب ریز
وہ نعرہ کہ ہل جاتا ہے جس سے دلِ کُہسار!



نجمِ سحر: صبح کا ستارہ۔ مریخ: ایک ستارہ جو منحوس سمجھا جاتا ہے۔ ادا فہم: حقیقت کو سمجھنے والی۔ چھوٹا سا فتنہ: مراد انسان۔ سزاوار: لائق، مناسب۔ زُہرہ: تیسرے آسمان پر ایک ستارہ جسے رقاصۂ فلک بھی کہتے ہیں۔ کرمکِ شب کور: وہ کیڑا (جگنو) جسے رات کو نظر نہ آئے، مراد انسان۔ سروکار: واسطہ۔ مہِ کامل: پورا چاند۔ کوکب: ستارہ زمیں: زمین کا نمودار ہونا: ظاہر ہونا، نکلنا۔ لذتِ بیداریٔ شب: راتوں کو اٹھ کر محبوبِ حقیقی کے حضور سربسجدہ ہونے کا لطف۔ ثریا: چھ ستاروں کا گچھا۔ خاکِ پُراسرار: بھیدوں میں ڈوبی ہوئی خاک یعنی انسان۔ آغوش: گود، پہلو۔ تجلّی: جلوہ، روشنی۔ کھو جانا: گم ہو جانا۔ ثابت: وہ تارے جو اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں۔ سیّار: وہ تارے جو حرکت میں رہتے ہیں۔ ناگاہ: اچانک۔ فضا: ماحول، زمین سے آسمان تک کے درمیان کھلی جگہ۔ بانگِ اذاں: اذان کی آواز۔ لب ریز ہونا: بھر جانا۔ نعرہ: بلند آواز۔ کُہسار: پہاڑ۔

محبت

شہیدِ محبت نہ کافر نہ غازی
محبت کی رسمیں نہ تُرکی نہ تازی

وہ کچھ اور شے ہے، محبت نہیں ہے
سِکھاتی ہے جو غزنوی کو ایازی

یہ جوہر اگر کار فرما نہیں ہے
تو ہیں علم و حکمت فقط شیشہ بازی

نہ محتاجِ سُلطاں، نہ مرعوبِ سُلطاں
محبت ہے آزادی و بے نیازی

مرا فقر بہتر ہے اسکندری سے
یہ آدم گری ہے، وہ آئینہ سازی

شہید: خدا کی راہ میں یا کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر مرنے والا۔ کافر: خدا کا انکاری۔ غازی: باطل یا کفر کی طاقتوں کے خلاف جہاد کرنے والا۔ رسمیں: طور طریقے۔ نہ تُرکی نہ تازی: مراد خاص یا محدود علاقوں / لوگوں سے مخصوص نہیں ہیں۔ غزنوی: مراد محمود غزنوی، ایران کا مشہور بادشاہ۔ ایازی: ایاز ہونا، غلامی (ایاز خاص غلام تھا محمود کا)۔ جوہر: خوبی، لیاقت۔ کار فرما: کام کرنے / عمل میں لانے والا۔

ستارے کا پیغام

مجھے ڈرا نہیں سکتی فضا کی تاریکی
مری سرشت میں ہے پاکی و دُرخشانی
تُو اے مسافرِ شب! خود چراغ بن اپنا
کر اپنی رات کو داغِ جگر سے نورانی

تاریکی: اندھیرا۔ سرشت: فطرت، طبیعت۔ پاکی: پاک صاف ہونا۔ درخشانی: چمکنے کی حالت۔ داغِ جگر: دل کے وسط میں سیاہ نقطہ، مراد جذبہ عشق۔ نورانی: روشنی والی۔

جاوید کے نام

(لندن میں اُس کے ہاتھ کا لکھا ہُوا پہلا خط آنے پر)

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ، نئے صبح و شام پیدا کر

خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھ کو
سکُوتِ لالہ و گُل سے کلام پیدا کر

اُٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں
سفالِ ہند سے مِینا و جام پیدا کر

میں شاخِ تاک ہُوں، میری غزل ہے میرا ثمر
مرے ثمر سے مئے لالہ فام پیدا کر

مرا طریق امیری نہیں، فقیری ہے
خودی نہ بیچ، غریبی میں نام پیدا کر!

دیار: شہر، ملک۔ مقام پیدا کرنا: بلند مرتبہ حاصل کرنا۔ دلِ فطرت شناس: قدرتی مناظر پر غور و فکر کر کے خدا کی معرفت حاصل کرنے والا دل۔ سکوت: خاموشی۔ شیشہ گرانِ فرنگ: مراد انگریز حکمران جن کے طور طریقے

یا اصول شیشے کی مانند جلد ٹوٹ جانے والے تھے. سفالِ ہند: ہندوستان کی مٹی، یعنی برصغیر کی تہذیب و تعلیم. مینا و جام: صراحی اور پیالہ، مراد اپنے یہاں کا سیاسی، ملی اور مذہبی شعور. شاخِ تاک: انگور کی بیل کی ٹہنی. غزل: مراد شاعری. ثمر: پھل. مے لالہ فام: سرخ رنگ کی شراب. طریق: مراد زندگی گزارنے کے طور طریقے. امیری: مراد ٹھاٹھ باٹھ والا. فقیری: مراد درویشوں کا سا سادہ. خودی: مراد غیرت اور خودداری. نام پیدا کرنا: شہرت یعنی عزت اور وقار حاصل کرنا.



فلسفہ و مذہب

یہ آفتاب کیا، یہ سِپہرِ بریں ہے کیا!
سمجھا نہیں تسلسلِ شام و سحر کو میں

اپنے وطن میں ہُوں کہ غریب الدیار ہُوں
ڈرتا ہُوں دیکھ دیکھ کے اس دشت و در کو میں

کھلتا نہیں مرے سفَرِ زندگی کا راز
لاؤں کہاں سے بندۂ صاحب نظر کو میں

حیراں ہے بُوعلی کہ میں آیا کہاں سے ہُوں
رُومی یہ سوچتا ہے کہ جاؤں کِدھر کو میں

"جاتا ہوں تھوڑی دُور ہر اک راہرَو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہُوں ابھی راہبر کو میں"

آفتاب: سورج۔ سپہرِ بریں: بلند آسمان۔ تسلسلِ شام وسحر: رات اور دن کا لگاتار آگے پیچھے آنے کا سلسلہ۔ غریب الدیار: پردیسی۔ دشت و در: جنگل اور صحرا۔ راز کھلنا: بھید ظاہر ہونا۔ سفرِ زندگی: مراد زندگی کا آغاز اور انجام وغیرہ۔ بندۂ صاحب نظر: گہری بصیرت رکھنے والا انسان۔ بُوعلی: مراد بُوعلی سینا، مشہور فلسفی، ریاضی دان اور طبیب (وفات ۱۰۳۷ء)۔ رُومی: مراد جلال الدین رُومی جو عشقِ حقیقی کی علامت ہیں۔ راہرو: راستہ چلنے والا۔ راہبر: راستہ دکھانے والا۔

یورپ سے ایک خط

ہم خُوگرِ محسوس ہیں ساحل کے خریدار
اک بحرِ پُر آشوب و پُراسرار ہے رُومیؔ

تُو بھی ہے اسی قافلۂ شوق میں اقبالؔ
جس قافلۂ شوق کا سالار ہے رُومیؔ

اس عصر کو بھی اُس نے دیا ہے کوئی پیغام؟
کہتے ہیں چراغِ رہِ احرار ہے رُومیؔ

جواب

کہ نباید خورد و جو ہیچوں خراں ☆
آہوانہ در ختن چر ارغواں

ہر کہ کاہ و جَو خورد قرباں شود ☆☆
ہر کہ نورِ حق خورد قُرآں شود

خوگرِ محسوس: مادیات/ احساسات کی دنیا کے عادی۔ ساحل: سمندر کا کنارہ۔ بحرِ پُرآشوب: سمندر جس میں بہت طوفان اُٹھتے ہوں، یہاں مراد عشقیہ جذبوں یا معرفت و حقیقت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر۔ پُراسرار: بھیدوں سے پُر معرفت و حقیقت۔ قافلۂ شوق: عشق کا قافلہ۔ سالار: سردار، رہنما۔ رُومی: مولانا رُوم۔ عصر: دور، زمانہ۔ راہِ اُحرار: آزاد مردوں کا راستہ۔

☆ (یہ دونوں اشعار رُومی کی مثنوی دفترِ پنجم سے ہیں) گدھوں کی طرح گھاس اور جو نہیں کھانا چاہیے، تو ختن (جو خوبصورت ہرنوں کے لیے مشہور مقام ہے) میں ہرن کی طرح چر۔

☆☆ جو کوئی گھاس اور جو کھاتا ہے اسے آخر ذبح کر دیا جاتا ہے اور جو کوئی نورِ حق کی غذا پاتا ہے وہ قرآن ہو جاتا ہے۔

نپولین کے مزار پر

راز ہے، راز ہے تقدیرِ جہانِ تگ و تاز
جوشِ کردار سے کُھل جاتے ہیں تقدیر کے راز

جوشِ کردار سے شمشیرِ سکندر کا طلوع
کوہِ الوند ہُوا جس کی حرارت سے گداز

جوشِ کردار سے تیمور کا سَیلِ ہمہ گیر
سَیل کے سامنے کیا شے ہے نشیب اور فراز

صفِ جنگاہ میں مردانِ خدا کی تکبیر
جوشِ کردار سے بنتی ہے خدا کی آواز

ہے مگر فرصتِ کردار نفَس یا دو نفَس
عوَضِ یک دو نفَس قبر کی شب ہائے دراز!

"عاقبت منزلِ ما وادیِ خاموشان است
حالیا غلغلہ در گنبدِ افلاک انداز!" ☆

نپولین: نپولین بونا پارٹ، فرانس کا مشہور فاتح جس نے ۱۹ ویں صدی عیسوی کے آغاز میں یورپ کا بہت سا

حصہ فتح کر لیا۔ ۱۸۰۴ء میں شہنشاہ کا لقب اختیار کیا۔ بعد میں انگریزوں کے ہاتھوں شکست کھا کر قید ہوا، اسی قید میں ۵ مئی ۱۸۲۱ء کو فوت ہوا۔ جہانِ تگ و تاز: بھاگ دوڑ یعنی جدوجہد کی دنیا۔ جوشِ کردار: جہد و عمل میں شدت کی حالت۔ شمشیر: تلوار۔ سکندر: مراد سکندر اعظم / مقدونی، مشہور فاتح۔ شمشیر کا طلوع: تلوار کا نکلنا، مراد فتوحات۔ کوہ الوند: ایران کا مشہور پہاڑ، مراد ایران کے بادشاہ دارا کی حکومت، جسے سکندر نے شکست دی تھی۔ گداز: پگھلنے کی حالت، یعنی شکست۔ تیمور: امیر تیمور، مشہور مغل فاتح، لنگڑا ہونے کے سبب اسے تیمور لنگ بھی کہتے ہیں۔ اس نے برصغیر کو بھی فتح کیا۔ تیس برس تک اس کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ دیگر اور بھی کئی ملک فتح کیے۔ ۱۷ فروری ۱۴۰۵ء کو فوت اور سمرقند میں دفن ہوا۔ سیل: طوفان، مراد حملے۔ ہمہ گیر: سب کو پکڑنے والا، مراد وہ جنگیں جو چین اور آبنائے باسفورس تک پھیلیں۔ نشیب: پستی، نچلی جگہ۔ فراز: بلند / اونچی جگہ۔ صفِ جنگاہ: میدانِ جنگ کی قطار / قطار بندی۔ مردانِ خدا: مراد خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد۔ فرصتِ کردار: عمل کی مہلت۔ یک دو نفس: ایک دو پل / گھڑی۔ شب ہائے دراز: لمبی راتیں۔

☆ (یہ شعر حافظ شیرازی کا ہے) آخر کار ہمارا ٹھکانا خاموش انسانوں یعنی مُردوں کی وادی ہے (قبرستان) اس لیے فی الحال تو آسمانوں میں ہنگامے پیدا کر۔

مسولینی

ندرتِ فکر و عمل کیا شے ہے، ذوقِ انقلاب
ندرتِ فکر و عمل کیا شے ہے، مِلّت کا شباب

ندرتِ فکر و عمل سے معجزاتِ زندگی
ندرتِ فکر و عمل سے سنگِ خارا لعلِ ناب

رومۃ الکبریٰ! دِگرگوں ہو گیا تیرا ضمیر
اینکہ می بینم بہ بیداریست یا رب یا بہ خواب! ☆

چشمِ پیرانِ کُہن میں زندگانی کا فروغ
نوجواں تیرے ہیں سوزِ آرزو سے سینہ تاب

یہ محبت کی حرارت، یہ تمنّا، یہ نمود
فصلِ گُل میں پھول رہ سکتے نہیں زیرِ حجاب

نغمہ ہائے شوق سے تیری فضا معمور ہے
زخمہ ور کا منتظر تھا تیری فطرت کا رباب

فیض یہ کس کی نظر کا ہے، کرامت کس کی ہے؟
وہ کہ ہے جس کی نگہ مثلِ شعاعِ آفتاب!



مسولینی: اطالیہ (اٹلی) کا مشہور آمرِ مطلق (ڈکٹیٹر)۔ ۱۹۳۹ء میں ہٹلر سے مل گیا۔ ۱۹۴۰ء میں انگریزوں کے خلاف اعلانِ جنگ کیا۔ ۱۹۴۳ء میں قوم نے تنگ آ کر اسے قید کر دیا۔ جرمن فوج کے رہائی دلانے پر شمالی اٹلی کا حکمران ہوا۔ ۱۹۴۵ء میں جرمنوں کا زور ٹوٹنے پر قوم نے اس کو قتل کر دیا۔ ندرت: انوکھا پن۔ ذوقِ انقلاب: تبدیلیاں لانے کا شوق وجذبہ۔ سنگِ خارا: سخت پتھر۔ لعلِ ناب: خالص قیمتی سرخ پتھر۔ رومۃ الکبریٰ: روم کی قدیم سلطنت جو حضرت عیسیٰؑ سے پہلے دُنیا کی سب سے بڑی سلطنت تھی۔ دگرگوں: دوسرے ڈھنگ کا ہو جانا، بدل جانا۔ پیرانِ کہن: پرانے بوڑھے، پرانی نسل۔ فروغ: روشنی، رونق۔ سوزِ آرزو: تمنا/خواہش کی تپش۔ سینہ تاب: جس کا سینہ/دل روشن ہو۔ نمود: ظاہر ہونے کی حالت۔ فصلِ گل: موسمِ بہار۔ زیرِ حجاب: پردے کے نیچے۔ نغمہ ہائے شوق: عشق کے ترانے۔ معمور: بھری ہوئی۔ زخمہ ور: مضراب چلانے والا، مراد رہنما، لیڈر یعنی مسولینی۔ رباب: سارنگی۔ فیض: برکت۔ کرامت: مراد غیر معمولی کارنامہ۔ شعاع: کرن۔

☆ یا رب! یہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں یہ جاگتے ہوئے دیکھ رہا ہوں یا نیند میں۔

سوال

اک مفلسِ خوددار یہ کہتا تھا خدا سے
مَیں کر نہیں سکتا گِلۂ دردِ فقیری
لیکن یہ بتا، تیری اجازت سے فرشتے
کرتے ہیں عطا مردِ فرومایہ کو میری؟

خوددار: جو غیرت کے سبب کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔ گِلہ: شکایت۔ فقیری: غریبی۔ مردِ فرومایہ: گھٹیا پست انسان۔ میری: امیری، دولت مندی۔

پنجاب کے دہقان سے

بتا کیا تری زندگی کا ہے راز
ہزاروں برس سے ہے تُو خاک باز

اسی خاک میں دب گئی تیری آگ
سحر کی اذاں ہوگئی، اب تو جاگ!

زمیں میں ہے گو خاکیوں کی برات
نہیں اس اندھیرے میں آبِ حیات

زمانے میں جھوٹا ہے اُس کا نگیں
جو اپنی خودی کو پرکھتا نہیں

بتانِ شعوب و قبائل کو توڑ
رسومِ کُہن کے سلاسِل کو توڑ

یہی دینِ مُحکم، یہی فتحِ باب
کہ دُنیا میں توحید ہو بے حجاب

بخاکِ بدن دانۂ دل فشاں
کہ ایں دانہ دارد ز حاصل نشاں ☆

دہقان: کسان۔ **خاک باز**: مٹی سے کھیلنے والا، مراد کھیتی باڑی کا کام کرنے والا۔ **آگ**: مراد خواہشیں اور جذبے۔ **سحر کی اذاں ہوگئی**: مراد زمانے کے حالات بدل گئے۔ **اب تو جاگ**: یعنی غفلت چھوڑ۔ **خاکیوں**: خاکی کی جمع، مراد انسان۔ **برات**: رزق۔ **آبِ حیات**: وہ روایتی پانی جسے پی کر انسان ہمیشہ کے لیے زندہ رہتا ہے۔ **جھوٹا**: نقلی۔ **نگیں**: نگینہ، قیمتی پتھر کا ٹکڑا جو انگوٹھی میں جڑتے ہیں۔ **شعوب**: جمع شعب، بڑے بڑے قبیلے۔ **قبائل**: جمع قبیلہ، چھوٹے چھوٹے کنبے / خاندان۔ **بُت توڑنا**: مراد خاندانی / قبائلی تعصب ختم کرنا۔ **سلاسل**: جمع سلسلہ، زنجیریں۔ **دینِ محکم**: مضبوط یعنی حقیقی دین۔ **فتحِ باب**: دروازہ یعنی کامیابی کا دروازہ کھلنا۔ **بے حجاب**: بے پردہ، ظاہر۔

☆ بدن کی مٹی میں دل (عشق کے جذبوں سے بھرا دل) کا بیج بو کیونکہ یہ وہ بیج ہے جو پیداوار کا پتا دیتا ہے۔

نادِر شاہ افغان

حضورِ حق سے چلا لے کے لولوئے لالا
وہ ابر جس سے رگِ گُل ہے مثلِ تارِ نفَس

بہشت راہ میں دیکھا تو ہوگیا بیتاب
عجب مقام ہے، جی چاہتا ہے جاؤں برس

صدا بہشت سے آئی کہ منتظر ہے ترا
ہرات و کابل و غزنی کا سبزۂ نورس

سرشکِ دیدۂ نادر بہ داغ لالہ فشاں ☆
چناں کہ آتشِ اُو را دگر فرو نہ نشاں!

نادرشاہ: والی افغانستان محمد نادرخان۔ ابتدائی تعلیم ملٹری کالج ڈیرہ دون شہر (ہند) میں ہوئی، پھر فوجی تعلیم کے لیے انگلستان گئے اور واپسی پر امیر امان اللہ خان کی فوج کے سپہ سالار بنے۔ ۱۹۲۹ء میں بچہ سقہ نے کابل میں اپنی حکومت بنائی تو نادر نے اسے شکست دے کر افغانستان پر قبضہ کرلیا۔ ۱۹۳۳ء میں نادر نے علامہ اقبال، ڈاکٹر راس مسعود اور مولانا سلیمان ندوی کو تعلیمی نصاب مرتب کرنے کے لیے بلایا۔ اسی سال انھیں قتل کردیا گیا۔
حضورِحق: خدا کی بارگاہ/جناب۔ لولوے لالا: بہت چمکیلے موتی، مراد بارش کے قطرے۔ ابر: بادل۔ رگِ گُل: پھول کی رگ۔ مثل: مانند۔ تارِ نفس: سانس کی ڈوری۔ عجب: انوکھا/بہت اچھا۔ صدا: آواز۔ ہرات و کابل و غزنی: افغانستان کے شہر ہیں۔ سبزۂ نورس: تازہ اُگا سبزہ۔

☆ نادر کی آنکھوں کے آنسو لالہ کے داغ پر اس طرح بکھیر کہ پھر اس کی آگ کبھی بجھنے نہ پائے۔

خوشحال خاں کی وصیّت[1]

قبائل ہوں ملّت کی وحدت میں گُم
کہ ہو نام افغانیوں کا بلند
محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند
مغل سے کسی طرح کمتر نہیں
قہستاں کا یہ بچّۂ ارجمند
کہوں تجھ سے اے ہم نشیں دل کی بات
وہ مدفن ہے خوشحال خاں کو پسند
اُڑا کر نہ لائے جہاں بادِ کوہ
مُغل شہسواروں کی گردِ سمند!

وصیت: آدمی مرتے وقت جو نصیحت اپنے پچھلوں کو کرے۔ ملّت کی وحدت: یعنی ایک قوم کی صورت۔ نام بلند ہونا: عزت وشہرت ملنا۔ ستاروں پر کمند ڈالنا: غیر معمولی جرأت مندانہ کارنامے کرنا۔ مغل: مراد ترک مغلیہ خاندان کا فرد۔ قہستان: پہاڑی علاقہ۔ ارجمند: مرتبے والا۔ ہم نشیں: ساتھ بیٹھنے والا۔ مدفن: دفن ہونے کی جگہ۔ بادِ کوہ: پہاڑی ہوا۔ مغل شہسوار: مغلیہ فوج کے بہادر سوار۔ گردِ سمند: گھوڑے کے دوڑتے وقت ٹاپوں سے اٹھنے والی مٹی/غبار۔

---

[1] خوشحال خان خٹک پشتو زبان کا مشہور وطن دوست شاعر تھا، جس نے افغانستان کو مغلوں سے آزاد کرانے کے لیے سرحد کے افغانی قبائل کی ایک جمعیت قائم کی۔ قبائل میں صرف آفریدیوں نے آخر دم تک اس کا ساتھ دیا۔ اس کی قریباً ایک سو نظموں کا انگریزی ترجمہ ۱۸۶۲ء میں شائع ہوا تھا۔

تاتاری کا خواب

کہیں سجّادہ و عمّامہ رہزن
کہیں ترسا بچوں کی چشمِ بے باک!
ردائے دین و ملّت پارہ پارہ
قبائے ملک و دولت چاک در چاک!
مرا ایماں تو ہے باقی و لیکن
نہ کھا جائے کہیں شعلے کو خاشاک!
ہوائے تند کی موجوں میں محصور
سمرقند و بخارا کی کفِ خاک!

"بگردا گردِ خود چندانکہ بینم
بلا انگشتری و من نگینم" ☆

یکایک ہل گئی خاکِ سمرقند

اُٹھا تیمور کی تُربت سے اک نور

شفق آمیز تھی اُس کی سفیدی

صدا آئی کہ "مَیں ہوں رُوحِ تیمور

اگر محصور ہیں مردانِ تاتار

نہیں اللہ کی تقدیر محصور

تقاضا زندگی کا کیا یہی ہے

کہ تُورانی ہو تُورانی سے مہجور؟

خُودی را سوز و تابے دیگرے دِہ ☆☆

جہاں را انقلابے دیگرے دِہ"

تاتاری: تاتار یعنی ترکستان کا باشندہ، ترک۔ سجادہ: صوفیوں کا مسند۔ عمامہ: پگڑی۔ رہزن: راہ مار، لٹیرا، بڑا سا بچہ: عیسائی لڑکا، مراد وہ عیسائی لڑکے جنھوں نے ترکوں کے خلاف مخبری کی۔ چشمِ بیباک: بے خوف اور بڑی نگاہ۔ ردا: چادر۔ قبا: ایک قسم کا کھلا لباس۔ دولت: حکومت۔ چاک در چاک: جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی۔ خاشاک: کوڑا کرکٹ۔ تند: تیز۔ محصور: گھری ہوئی۔ کفِ خاک: مٹی کی مٹھی، مراد لوگ۔ خاک ہل جانا: مراد زلزلہ سا آ جانا۔ تیمور: مشہور مسلمان فاتح، امیر تیمور، تیمور لنگ۔ تُربت: قبر۔ نور اٹھنا: روشنی ظاہر ہونا۔ شفق آمیز: سرخی مائل۔ تُورانی: توران کا رہنے والا، ترک۔ مہجور: مراد جدا، دُور کیا گیا۔

☆ مَیں اپنے اردگرد جس قدر بھی دیکھتا ہوں تو (یہی نظر آتا ہے کہ) مصیبت گویا انگوٹھی ہے اور مَیں اس میں جڑا ہوا نگینہ۔ (یہ شعر معلوم نہیں کس کا ہے۔ نصیر الدین طوسی نے غالباً شرح اشارات میں اسے نقل کیا ہے)

☆☆ خودی کو جلا دے اور اسے ایک نئی چمک دے اور یوں دنیا میں ایک نیا انقلاب لے آ۔

حال و مقام

دل زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج
بندے کو عطا کرتے ہیں چشمِ نگراں اور

احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ
ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
مُلّا کی اذاں اور، مجاہد کی اذاں اور

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے، شاہیں کا جہاں اور

حال: صوفی/ سالک کی شخصیت میں پیدا ہونے والی پختہ کیفیت۔ مقام: تصوف کی منزل، صوفی ایک منزل پہ پہنچ کر اگلی منزل کے لیے ریاضت کرتا ہے۔ زندہ و بیدار: مراد عشقِ حقیقی کے جذبوں سے سرشار۔ بتدریج: درجہ بہ درجہ رفتہ رفتہ۔ چشمِ نگراں: دیکھنے والی آنکھ، گہری بصیرت۔ اور: دوسری، نئی۔ مقامات: جمع مقام۔ موقوف: منحصر۔ سالک: چلنے والا، مراد صوفی۔ معانی: جمع معنی، مطلب۔ تفاوت: فرق۔ پرواز: اڑنے کی حالت۔ کرگس: گدھ، مردار کھانے والا پرندہ۔ شاہیں: باز کی ایک قسم۔

ابُو العلا معرّی

کہتے ہیں کبھی گوشت نہ کھاتا تھا معرّی
پھل پھول پہ کرتا تھا ہمیشہ گزر اوقات

اک دوست نے بھونا ہُوا تیتر اسے بھیجا
شاید کہ وہ شاطر اسی ترکیب سے ہو مات

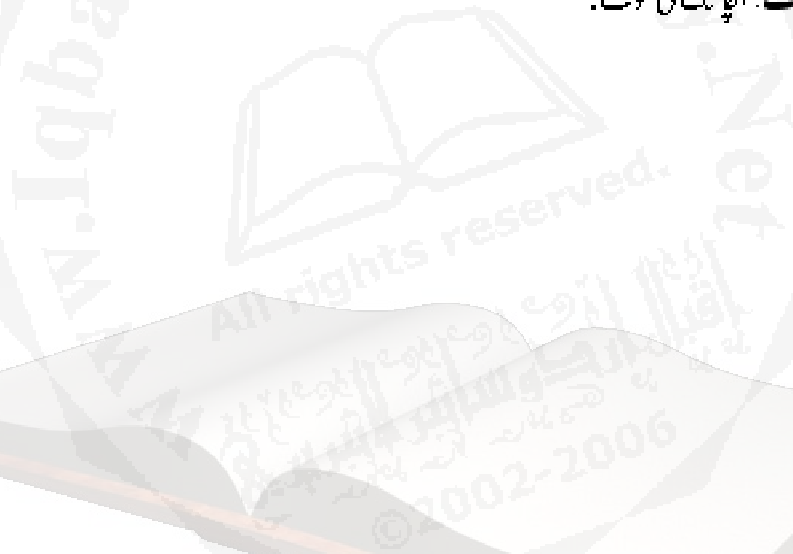
یہ خوانِ تر و تازہ معرّی نے جو دیکھا
کہنے لگا وہ صاحبِ غفران و لزومات

اے مُرغکِ بیچارہ! ذرا یہ تو بتا تُو
تیرا وہ گُنہ کیا تھا یہ ہے جس کی مکافات؟

افسوس، صد افسوس کہ شاہیں نہ بنا تُو
دیکھے نہ تری آنکھ نے فطرت کے اشارات

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات!

ابوالعلا معری: دسویں صدی عیسوی کا مشہور عرب شاعر ابوالعلا احمد بن عبداللہ بن سلیمان المعری۔ معرہ (حلب کا ایک مقام) میں ۹۷۳ء میں پیدا ہوا۔ بے پناہ حافظے کا مالک تھا۔ تارکِ دنیا اور معلمِ اخلاق۔ عمر بھر شادی نہ کی۔ وفات ۱۰۵۷ء۔ شاطر: شطرنج کھیلنے والا، مراد شوخ اور بے خوف۔ خوان: کھانے کی پلیٹ / طشت۔ صاحبِ غفران: مراد "رسالۃ الغفران" کا مصنف (معری)۔ لزومات: معری کے قصیدوں کے مجموعہ کا نام۔ مکافات: سزا۔ تقدیر کا قاضی: تقدیر کا حکم جاری کرنے والا۔ جرمِ ضعیفی: کمزور ہونے کا گناہ۔ مرگِ مفاجات: اچانک کی موت۔



سنیما

وہی بُت فروشی، وہی بُت گری ہے
سنیما ہے یا صنعتِ آزری ہے

وہ صنعت نہ تھی، شیوۂ کافری تھا
یہ صنعت نہیں، شیوۂ ساحری ہے

وہ مذہب تھا اقوامِ عہدِ کُہن کا
یہ تہذیبِ حاضر کی سوداگری ہے

وہ دُنیا کی مٹّی، یہ دوزخ کی مٹّی
وہ بُت خانہ خاکی، یہ خاکستری ہے

وہی: مراد قدیم زمانے والی۔ صنعتِ آزری: بت بنانے کی صنعت (آزر، حضرت ابراہیمؑ کے والد/چچا اور اپنے دور کے مشہور بت تراش)۔ شیوۂ کافری: کافروں یعنی خدا کے منکروں کا طریقہ۔ خاکستری: راکھ کا بنا ہوا (فلم کے بلیک اینڈ وائٹ رنگ کی بنا پر کہا)۔

پنجاب کے پِیرزادوں سے

حاضر ہُوا مَیں شیخِ مجدّدؒ کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار

اس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اَسرار

گردن نہ جھُکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفَسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار

وہ ہند میں سرمایۂ مِلّت کا نِگہباں
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

کی عرض یہ مَیں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں مِری بینا ہیں، و لیکن نہیں بیدار!

آئی یہ صدا سلسلۂ فقر ہُوا بند
ہیں اہلِ نظر کِشورِ پنجاب سے بیزار

عارف کا ٹھکانا نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کُلہِ فقر سے ہو طُرّہَ دستار

باقی کُلہِ فقر سے تھا ولولہَ حق
طُرّوں نے چڑھایا نشہ ٔ خدمتِ سرکار!



پیر زادوں: جمع پیر زادہ، پیروں کی اولاد۔ **شیخ مجدد:** حضرت مجدد الف ثانی۔ جہانگیری دور کے مشہور صوفی۔ ۱۵۶۳ء میں سرہند میں پیدا ہوئے۔ آپ نے شہنشاہ اکبر کے دین الٰہی کے خلاف، جس کے اثرات اس وقت تک تھے، خوب تبلیغ کی، جس سے کئی ملحد پھر سے مسلمان ہو گئے۔ اسی لیے آپ کو مجدد (نئے سرے سے زندہ کرنے والا) کہا جاتا ہے۔ وفات ۱۶۲۵ء۔ مزار سرہند میں ہے۔ **لحد:** قبر، مزار۔ **وہ خاک:** مراد مذکورہ مزار۔ **زیر فلک:** مراد دنیا میں۔ **مطلعِ انوار:** روشنیاں طلوع ہونے / نکلنے کی جگہ۔ **صاحبِ اسرار:** بھیدوں والا۔ **جہانگیر:** مغلیہ بادشاہ جہانگیر، نورالدین جو اکبر کا بیٹا تھا۔ **نفس گرم:** یعنی عشق کی حرارت اور تپش۔ **گرمیِ احرار:** آزاد مردوں کی حرارت۔ **سرمایۂ ملت کا نگہبان:** دین الٰہی کے خلاف جدوجہد اور تبلیغ کر کے الحاد کو ختم کیا اور اسلام کی سربلندی برقرار رکھی۔ **بینا:** دیکھنے والا، مراد بصیرت۔ **ولیکن نہیں بیدار:** یعنی اس بصیرت سے کام نہیں لے رہا۔ **سلسلۂ فقر:** فقر کا لگاتار رہنے کا عمل۔ **کشور:** ملک، صوبہ۔ **عارف:** خدا کی معرفت رکھنے والا، صوفی۔ **کُلۂ فقر:** فقیری کی ٹوپی مراد سلسلۂ تصوف۔ **طُرّۂ دستار:** پگڑی کا طرہ مراد شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ / وضع قطع۔ **باقی:** قائم۔ **طُرّوں:** جمع طرہ، پگڑی پر لگائے جانے والے تاروں کا گچھا، جو امارت کی علامت ہے۔ **خدمتِ سرکار:** حکومت، مراد انگریزی حکومت کی چاپلوسی کرنے کی حالت۔

سیاست

اس کھیل میں تعیینِ مراتب ہے ضروری
شاطر کی عنایت سے تُو فرزیں، میں پیادہ
بیچارہ پیادہ تو ہے اک مُہرۂ ناچیز
فرزیں سے بھی پوشیدہ ہے شاطر کا ارادہ!

فقر

اک فقر سِکھاتا ہے صیّاد کو نخچیری
اک فقر سے کُھلتے ہیں اسرارِ جہاں گیری
اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دِلگیری
اک فقر سے مٹّی میں خاصیّتِ اِکسیری
اک فقر ہے شبیری، اس فقر میں ہے میری
میراثِ مسلمانی، سرمایۂ شبیری!

تعیین: مقرر کرنے کا عمل۔ مراتب: جمع مرتب، شان، مقام۔ شاطر: شطرنج کھیلنے والا، سیاست دان۔ پیادہ: شطرنج کا ایک معمولی مُہرہ۔ فرزیں: شطرنج کا مُہرہ جسے وزیر کہتے ہیں۔

نخچیری: شکار ہونا (کسی کا)۔ جہاں گیری: دنیا کو فتح کرنے کی کیفیت۔ دل گیری: دل تنگ ہونا، دکھ درد کی حالت۔ خاصیتِ اکسیری: اکسیر کا سا خاص اثر۔ شبیری: شبیرؓ ہونا، مراد حضرت امام حسینؓ کا سا عمل، حق و صداقت کا پرچم بلند کرنا۔ سرمایۂ شبیری: مراد حق و صداقت کا پرچم بلند کرنے کا عمل جس کے لیے شہادت پانا پڑی۔

خودی

خودی کو نہ دے سیم و زر کے عوض
نہیں شعلہ دیتے شرر کے عوض
یہ کہتا ہے فردوسیِ دیدہ ور
عجم جس کے سُرمے سے روشن بصر
"ز بہرِ درم تُند و بدخو مباش ☆
تُو باید کہ باشی، درم گو مباش"

سیم وزر: چاندی اور سونا، مراد دولت۔ فردوسی: مراد فارس کا مشہور شاعر اور شاہنامہ کا مصنف ابوالقاسم حسن بن اسحاق، فردوسی تخلص۔ ولادت ۹۴۱ء وفات ۱۰۲۰ء۔ شاہِ ایران رضا شاہ نے طوس میں اس کا بہت شاندار مقبرہ تعمیر کروایا ہے۔ دیدہ ور: صاحبِ بصیرت۔ سُرمہ: مراد شاعری۔ روشن بصر: تیز نظر والا۔

☆ درم (ایک سکہ) مراد دولت کی خاطر بدمزاج اور غصیلا نہ بن۔ اصل چیز/بات یہ ہے کہ تو رہے یعنی تیری خودی برقرار رہے باقی روپیہ پیسہ رہے نہ رہے کوئی بات نہیں/کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جُدائی

سُورج بُنتا ہے تارِ زر سے دُنیا کے لیے ردائے نوری

عالم ہے خموش و مست گویا ہر شے کو نصیب ہے حضوری

دریا، کُہسار، چاند، تارے کیا جانیں فراق و ناصبوری

شایاں ہے مجھے غمِ جُدائی

یہ خاک ہے محرمِ جُدائی

خانقاہ

رمز و اِیما اس زمانے کے لیے موزُوں نہیں

اور آتا بھی نہیں مجھ کو سخن سازی کا فن

’قُم بِاذنِ اللہ‘ کہہ سکتے تھے جو، رُخصت ہُوئے

خانقاہوں میں مُجاور رہ گئے یا گورکن!

جدائی: کسی سے الگ ہونے کی حالت۔ تارِ زر: سونے کا تار یعنی کرنیں۔ ردائے نوری: نور/روشنی کی چادر۔
عالم: کائنات، دنیا۔ گویا: جیسے۔ حضوری: خدائی جلوے نظروں کے سامنے ہونے کی حالت۔ کہسار: پہاڑ
ناصبوری: بےصبری، بےقراری۔ شایاں: مناسب، لائق۔ یہ خاک: مراد انسان۔ محرم: واقف، جاننے والا۔

رمز و ایما: اشاروں کنایوں میں بات کرنا۔ موزوں: مناسب۔ سخن سازی کا فن: باتیں گھڑنے/بنانے کا ہنر۔
”قم باذن اللہ“: ”اللہ کے حکم سے اُٹھ کھڑا ہو“، حضرت عیسیٰؑ مُردوں کو زندہ کرتے وقت یہ جملہ کہا کرتے
تھے۔ رُخصت ہونا: چلے جانا، مرجانا۔ مُجاور: کسی خانقاہ یا مقدس مقام کا خادم۔ گورکن: قبر کھودنے والا۔

اِبلیس کی عرضداشت

کہتا تھا عزازیل خداوندِ جہاں سے

پرکالۂ آتش ہُوئی آدم کی کفِ خاک!

جاں لاغر و تن فربہ و ملبوس بدن زیب

دل نزع کی حالت میں، خرد پختہ و چالاک!

ناپاک جسے کہتی تھی مشرق کی شریعت

مغرب کے فقیہوں کا یہ فتویٰ ہے کہ ہے پاک!

تجھ کو نہیں معلوم کہ حُورانِ بہشتی

ویرانیِ جنت کے تصوّر سے ہیں غم ناک؟

جمہور کے اِبلیس ہیں اربابِ سیاست

باقی نہیں اب میری ضرورت تہِ افلاک!

عرضداشت: درخواست، گزارش۔ عزازیل: ابلیس/شیطان کا نام۔ پرکالۂ آتش: آگ کا انگارا/شرارہ، مراد تیز طرار۔ لاغر: کمزور۔ تن: جسم۔ فربہ: موٹا۔ ملبوس: لباس۔ بدن زیب: جسم کو سجانے والا، جسم پر اچھا لگنے والا۔ نزع کی حالت: دَم نکلنے کی حالت۔ پختہ و چالاک: ٹھوس اور تیز۔ فقیہ: شرعی امور جاننے والا۔ ویرانی: غیر آباد ہونے کی حالت۔ جمہور: عوام۔ اربابِ سیاست: سیاست دان، سیاسی لیڈر۔ تہِ افلاک: آسمانوں کے نیچے یعنی دنیا میں۔



لہو

اگر لہو ہے بدن میں تو خوف ہے نہ ہراس

اگر لہو ہے بدن میں تو دل ہے بے وسواس

جسے مِلا یہ متاعِ گراں بہا، اُس کو

نہ سیم و زر سے محبت ہے، نے غمِ افلاس

ہراس: ڈر، خوف۔لہو: حوصلہ، جرأت، ہمت۔ بے وسواس: بے خوف۔متاع: پونجی۔گراں بہا: بہت قیمتی۔سیم و زر: مراد مال و دولت۔غمِ افلاس: غریبی/ مفلسی کا دکھ۔

پرواز

کہا درخت نے اک روز مُرغِ صحرا سے
سِتم پہ غم کدہَ رنگ و بُو کی ہے بنیاد

خدا مجھے بھی اگر بال و پر عطا کرتا
شگفتہ اور بھی ہوتا یہ عالمِ ایجاد

دیا جواب اُسے خوب مُرغِ صحرا نے
غضب ہے، داد کو سمجھا ہُوا ہے تُو بیداد!

جہاں میں لذّتِ پرواز حق نہیں اُس کا
وجود جس کا نہیں جذبِ خاک سے آزاد

مرغِ صحرا: جنگل کا پرندہ۔ ستم: ظلم۔ غمکدہ رنگ و بو: رنگ اور خوشبو کا غم خانہ مراد یہ دنیا۔ بنیاد: نیو۔ بال و پر: مراد اڑنے کی طاقت۔ عطا کرتا: دیتا۔ شگفتہ: تر و تازہ۔ عالمِ ایجاد: تخلیق کی دنیا، یہ دنیا۔ غضب ہے: کمال ہے، عجیب بات ہے۔ داد: انصاف۔ بیداد: ظلم۔ لذتِ پرواز: اُڑنے کا مزہ۔ جذبِ خاک: خاک کے مادی اجزا کو اپنی طرف کھینچنے کا عمل۔

شیخِ مکتب سے

شیخِ مکتب ہے اک عمارت گر
جس کی صنعت ہے رُوحِ انسانی
نکتۂ دلپذیر تیرے لیے
کہہ گیا ہے حکیمِ قاآنی
"پیشِ خورشید برمکش دیوار ☆
خواہی ار صحنِ خانہ نورانی"

شیخِ مکتب: مراد مدرسے کا استاد، سکول ماسٹر۔ عمارت گر: عمارت بنانے والا۔ صنعت: دستکاری۔ روحِ انسانی: مراد انسانی روح کی تعمیر۔ نکتۂ دلپذیر: دل کو بھانے والی گہری بات۔ حکیم قاآنی: ایران کا آخری دور کا اور غالب کا ہم عصر بڑا شاعر میرزا حبیب، تخلص قاآنی۔ شیراز کا رہنے والا تھا۔ (۱۲۲۳ھ۔۱۲۷۰ھ)۔ اس کا زیادہ تر کلام مدحیہ قصائد پر مشتمل ہے۔

☆ اگر تو چاہتا ہے کہ گھر کا صحن روشن رہے تو تو سورج کے آگے دیوار کھڑی نہ کر۔

فلسفی

بلند بال تھا، لیکن نہ تھا جسور و غیور
حکیم سرِّ محبت سے بے نصیب رہا
پھرا فضاؤں میں کرگس اگرچہ شاہیں وار
شکارِ زندہ کی لذّت سے بے نصیب رہا

بلند بال: مراد اونچا اُڑنے والا۔ جسور: جرأت والا۔ حکیم: فلسفی۔ سرِّ محبت: عشق کی حقیقت/ بھید۔ بے نصیب: محروم مراد ناواقف۔ کرگس: گدھ، مراد فلسفی۔ شاہیں وار: شاہین کی طرح۔ شکارِ زندہ: مراد محبت کے جذبے۔

شاہیں

کِیا مَیں نے اُس خاک داں سے کنارا
جہاں رزق کا نام ہے آب و دانہ

بیاباں کی خلوَت خوش آتی ہے مجھ کو
ازل سے ہے فطرت مِری راہبانہ

نہ بادِ بہاری، نہ گُل چیں، نہ بُلبل
نہ بیماریِ نغمۂ عاشقانہ

خیابانیوں سے ہے پرہیز لازم
ادائیں ہیں ان کی بہت دِلبرانہ

ہوائے بیاباں سے ہوتی ہے کاری
جواں مرد کی ضربتِ غازیانہ

حمام و کبوتر کا بھوکا نہیں مَیں
کہ ہے زندگی باز کی زاہدانہ

جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

یہ پُورب، یہ پچّھم چکوروں کی دُنیا
مرا نیلگوں آسماں بیکرانہ

پرندوں کی دُنیا کا درویش ہُوں مَیں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ

خاک داں: مٹی / کوڑا اچھینکنے کی جگہ، دنیا. کنارا کرنا: علیحدگی اختیار کرنا. آب و دانہ: پانی اور دانہ، مراد غذا. خوش آنا: اچھا لگنا. راہبانہ: راہبوں کی سی، ترکِ دنیا کی حالت. بادِ بہاری: موسمِ بہار کی خوشگوار ہوا. گُل چیں: پھول توڑنے والا. خیابانیوں: جمع خیابانی، کیاری / باغ میں رہنے والے. دلبرانہ: دل چھیننے والی. کاری: اثر والی. ضربتِ غازیانہ: غازیوں کی سی چوٹ / حملہ (غازی: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا). حمام: کبوتر. زاہدانہ: پرہیزگاروں کی سی. لہو گرم رکھنا: مراد حرکت و عمل برقرار رکھنا یا جذبوں کو زندہ رکھنا. بہانہ: مراد طریقہ. پورب: مشرق. پچھم: مغرب، مراد جغرافیائی حدیں. چکوروں: جمع چکور، تیتر کی قسم کے پرندے. نیلگوں: نیلے رنگ کا. بیکرانہ: جس کا کوئی کنارہ نہ ہو، بہت وسیع. درویش: مراد دنیاوی حرص و ہوس سے دور رہنے والا. آشیانہ: گھونسلا.

باغی مُرید

ہم کو تو میسّر نہیں مٹّی کا دِیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

شہری ہو، دہاتی ہو، مسلمان ہے سادہ
مانندِ بُتاں پُجتے ہیں کعبے کے برہمن

نذرانہ نہیں، سُود ہے پیرانِ حرم کا
ہر خرقۂ سالُوس کے اندر ہے مہاجن

میراث میں آئی ہے انھیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرّف میں عقابوں کے نشیمن!

بجلی کے چراغ: یعنی بلب، جو ٹھاٹھ کی زندگی کی علامت ہیں۔ کعبہ کا برہمن: مراد پیر، نام کے صوفی۔ سُود: قرض پر دی ہوئی رقم پر حاصل کیے جانے والا منافع۔ پیرانِ حرم: مراد پیر، صوفی۔ پُجنا: پُوجا جانا۔ خرقۂ سالوس: فریب اور ریاکاری کی گدڑی۔ مہاجن: اپنی دی ہوئی رقم پر سود لینے والا۔ میراث: بڑوں سے ملنے والی جاگیر جائداد وغیرہ۔ مسندِ ارشاد: وہ خاص جگہ جہاں بیٹھ کر پیر لوگوں کو ٹھیک راہ دکھاتا ہے۔ زاغوں: جمع زاغ، کوّے مراد نام کے صوفی۔ تصرّف: قبضہ۔ عقابوں: جمع عقاب، مراد صحیح صوفی۔ نشیمن: ٹھکانا۔

ہارون کی آخری نصیحت

ہاروں نے کہا وقتِ رحیل اپنے پسر سے
جائے گا کبھی تُو بھی اسی راہ گزر سے
پوشیدہ ہے کافر کی نظر سے مَلکُ الموت
لیکن نہیں پوشیدہ مسلماں کی نظر سے

ماہرِ نفسیات سے

جُرأت ہے تو افکار کی دُنیا سے گزر جا
ہیں بحرِ خودی میں ابھی پوشیدہ جزیرے
کھلتے نہیں اس قُلزُمِ خاموش کے اَسرار
جب تک تُو اسے ضربِ کَلیمی سے نہ چیرے

ہارون: مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید۔ عباسی خاندان کا پانچواں خلیفہ۔ وفات ۸۰۹ء۔ **وقتِ رحیل:** کوچ کے وقت یعنی مرتے وقت۔ **پسر:** بیٹا۔ **اسی راہ گزر:** مراد موت کا راستہ۔ **مَلک الموت:** موت کا فرشتہ۔

ماہرِ نفسیات: انسانی ذہن کی مختلف کیفیتوں کے علم کی مہارت رکھنے والا۔ **جزیرے:** جمع جزیرہ، سمندر کے درمیان خشک زمین کے ٹکڑے۔ **قلزم:** سمندر، مراد خودی۔ **اَسرار کھلنا:** بھید ظاہر ہونا۔ **ضربِ کلیمی:** حضرت موسیٰؑ کے عصا کی سی چوٹ (جس سے دریائے نیل کئی ٹکڑے ہو گیا تھا)۔

یورپ

تاک میں بیٹھے ہیں مُدّت سے یہودی سُود خوار
جن کی رُوباہی کے آگے ہیچ ہے زورِ پلنگ
خود بخود گرنے کو ہے پکّے ہُوئے پھل کی طرح
دیکھیے پڑتا ہے آخر کس کی جھولی میں فرنگ!

(ماخوذ از نطشہ)

تاک میں بیٹھنا: کسی کو پھانسنے کے لیے موقع کی تلاش میں رہنا. **سُود خوار**: سُود کھانے والا. **رُوباہی**: لومڑی ہونا، مراد چالاکی، مکاری. **زورِ پلنگ**: چیتے کی طاقت. **خود بخود**: اپنے آپ. **فرنگ**: انگریز قوم. **ماخوذ**: مراد لیا گیا مضمون. **نطشہ**: جرمنی کا مشہور مجذوب فلسفی (۱۸۴۴ء-۱۹۰۰ء).

آزادیِ افکار

جو دُونیِ فطرت سے نہیں لائقِ پرواز
اُس مُرغکِ بیچارہ کا انجام ہے اُفتاد

ہر سینہ نشیمن نہیں جبریلِ امیں کا
ہر فکر نہیں طائرِ فردوس کا صیّاد

اُس قوم میں ہے شوخیِ اندیشہ خطرناک
جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد

گو فکرِ خدا داد سے روشن ہے زمانہ
آزادیِ افکار ہے اِبلیس کی ایجاد

آزادیِ افکار: مراد ہر معاملے / مسئلے میں اپنی رائے دینے کی حالت۔ دونِیِ فطرت: طبیعت کا گھٹیا پن / پستی۔ لائق: مناسب۔ مُرغک: چھوٹا سا پرندہ۔ افتاد: گرنا۔ طائرِ فردوس: جنت کا پرندہ۔ صیّاد: شکاری۔ شوخیِ اندیشہ: سوچ اور فکر کی تیزی۔ خطرناک: خطرے والی۔ بند: قید، بندش۔

شیر اور خچر

شیر

ساکنانِ دشت و صحرا میں ہے تُو سب سے الگ
کون ہیں تیرے اَب وجد، کس قبیلے سے ہے تُو؟

خچر

میرے ماموں کو نہیں پہچانتے شاید حضور
وہ صبا رفتار، شاہی اصطبل کی آبرو!

(ماخوذ از جرمن)

ساکنان: جمع ساکن، رہنے والے۔ دشت: جنگل۔ اب وجد: باپ دادا۔ قبیلہ: خاندان۔ حضور: ادب کے طور پر بولا جاتا ہے آپ۔ ماموں: ماں کا بھائی، مراد گھوڑا (خچر: نر گدھے اور گھوڑی کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے)۔ صبا رفتار: مراد تیز رفتار۔ اصطبل: طویلہ، گھوڑے باندھنے کی جگہ۔ آبرو: شان، عزت۔

چیونٹی اور عقاب

چیونٹی

مَیں پائمال و خوار و پریشان و دردمند
تیرا مقام کیوں ہے ستاروں سے بھی بلند؟

عقاب

تُو رزق اپنا ڈھونڈتی ہے خاکِ راہ میں
مَیں نُہ سپہر کو نہیں لاتا نگاہ میں!

پائمال: پاؤں کے نیچے روندی جانے والی۔ دردمند: دُکھوں والی۔ مقام: مرتبہ۔ رزق: روزی، خوراک۔ خاکِ راہ: راستے میں پڑی ہوئی مٹی۔ نُہ سپہر: نو آسمان۔ نگاہ میں نہ لانا: کوئی اہمیت نہ دینا۔

قطعہ

فطرت مری مانندِ نسیمِ سحری ہے
رفتار ہے میری کبھی آہستہ، کبھی تیز
پہناتا ہُوں اَطلس کی قبا لالہ و گُل کو
کرتا ہُوں سرِ خار کو سوزن کی طرح تیز

قطعہ

کل اپنے مُریدوں سے کہا پیرِ مُغاں نے
قیمت میں یہ معنی ہے دُرِ ناب سے دہ چند
زہراب ہے اُس قوم کے حق میں مَے افرنگ
جس قوم کے بچے نہیں خوددار و ہُنرمند

قطعہ: شاعری کی ایک صنف جس میں مطلع نہیں ہوتا اور دو یا دو سے زیادہ اشعار ہوتے ہیں۔ **فطرت**: مزاج، طبیعت۔ **مانند**: طرح، مثل۔ **نسیمِ سحری**: صبح کے وقت چلنے والی ہوا۔ **رفتار**: چلنے کی حالت۔ **اطلس**: ایک قسم کا ریشمی چمکیلا کپڑا۔ **سرِ خار**: کانٹے کی نوک جو تیز ہوتی ہے۔ **سوزن**: سُوئی۔

پیرِ مُغاں: مراد حقیقی معنوں میں اسلامی / مسلمانِ عالم۔ **دُرِ ناب**: خالص قیمتی موتی۔ **دہ چند**: دس گنا زیادہ۔ **زہراب**: زہر ملا ہوا پانی۔ **مَے افرنگ**: یورپ کی شراب، مراد انگریزی تہذیب اور جدید تعلیم وغیرہ۔ **خوددار**: غیرت والے۔ **ہنرمند**: کاریگر، مراد محنتی اور جدوجہد کرنے والے۔